بفیض روحانی
نمونۂ شدت
حضرت عمر و
اعلیٰحضرت خلیفہ
و مظہر اعلی
حضرت امام
المناظرین شیر
بیشۂ سنت الشاہ مفتی
حشمت علی خان
قادری رضوی رضی
المولیٰ عنہ



ماہنامہ حشمت ضیا کا
مظہر اعلی حضرت نمبر

اگست
۲۰۲۲
(Aug - 2022)

سنیت کا کام کریں گے فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر : عبید حشمت علی
تزئین کار : محمد سہیل رضا حشمتی
(عرب شریف)

آر این آر آرٹس گلبرگہ

ماہنامہ

حشمت ضیا

کا

مظہر اعلی حضرت نمبر

(رضی اللہ تعالی عنہ)

اگست۲۰۲۲ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیضِ رُوحانی

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، امام عالی مقام، سید الشہداء، سرکار **امام حسین** رضی المولیٰ عنہ

ثم

۷۲ نفوسِ قدسیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

ثم

ائمۂ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

ثم

سرکار قطب عالم، امام المناظرین علی الاطلاق، محسود المعاصرین، نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلی حضرت، خلیفۂ اعلی حضرت، مظہر اعلی حضرت، شیر بیشۂ سنت، ابوالفتح علامہ مفتی الشاہ **محمد حشمت علی خان** قادری برکاتی رضوی رضی المولیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف وکرامت، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی محمد فاران رضاخان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرماکر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

بس! دیر نہ کیجئے

اور ورق پلٹیے

نعت شریف

چاند سے اُن کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو

از— سرکار حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قبلہ رضی المولیٰ عنہ

چاند سے اُن کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو

روئے صبیح اک سحر زلفِ دوتا ہے شام دو
پھول سے گال صبح دم مہر ہیں لالہ فام دو

عارضِ نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زلف
ایک اندھیری رات میں نکلے مہِ تمام دو

اُن کی جبینِ نور پر زلفِ سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدّیں صبح و شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے
زمزم و بیرِ فاطمہ کے پئیں چل کے جام دو

ذاتِ حَسَن حُسین ہے عَینِ شبیہ مصطفیٰ
ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں یہ اسی کے نام دو

پی کے پلا کے مَے کشو! ہم کو بچی کھچی ہی دو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو

ہاتھ سے چار یار کے ہم کو ملیں گے چار جام
دستِ حَسَن حُسین سے اور ملیں گے جام دو

ایک نگاہِ ناز پر سیکڑوں جامِ مَے نثار
گردشِ چشمِ مست سے ہم نے پیئے ہیں جام دو

وسطِ مُسَبِّحَہ پہ سر رکھیے انگوٹھے کا اگر
نامِ اِلٰہ ہے لکھا 'ہ' اور 'الف' ہے 'لام' دو

ہاتھ کو کان پر رکھو پابہ ادب سمیٹ لو
'دال' ہو، ایک 'ح' ہو، ایک آخر حرفِ 'لام' دو

نامِ خدا ہے ہاتھ میں، نامِ نبی ہے ذات میں
مہرِ غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

نامِ حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نامِ محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

نامِ خدا مرقّعہ، نامِ خدا رخِ حبیب
بینی 'الف' ہے، 'ہ' دہن، زلفِ دوتا ہے 'لام' دو

وحشی ہے ایک دل مرا زلفِ سیاہ فام کا
بندشِ عشق سخت تر صَید ہے ایک دام دو

تلووں سے اُن کے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ اُنھیں کی تابشیں، ہیں یہ اُنھیں کے نام دو

گاہ وہ آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں
جمع ہیں ان کے گالوں میں مہر و مہِ تمام دو

بازیِ زیست مات ہے موت کو بھی مَمات ہے
موت کو بھی ہے ایک دن موت پہ اذنِ عام دو

اب تو مدینے لے بُلا گنبدِ سبز دے دکھا
حاؔمد و مصطفٰی ترے ہند میں ہیں غلام دو

(بیاضِ پاک)

عنایات سرکار اعلیٰ حضرت

از-امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت سیدنا الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

زمانۂ طالب علمی میں ہی حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کو مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے ۸۰/سالہ تجربہ کار دیوبندی مناظر مولوی یاسین خام سرائی خلیفۂ خاص تھانوی کے مقابل بھیجا جبکہ اس وقت آپ کی عمر شریف صرف ۱۸,۱۹ سال کی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی ذات اور علم پر کس درجہ اعتماد و وثوق تھا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جب آپ بفتح وفیروزمندی واپس ہوئے تو حضور مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے بخوشی و مسرت فرمایا:

"آپ ابوالفتح ہیں, قریب بلایا اور خود کھڑے ہو کر حضرت کو سینۂ اقدس سے لگایا, اپنا عمامہ مبارک حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے سر پر رکھ دیا اپنا جبہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپئے نقد عطا فرمائے-اس کے بعد حضور اعلی حضرت نے مدرسہ کا قبض الوصول طلب فرما کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ "حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں ان کا پانچ روپیے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں"

(سوانح شیر بیشۂ سنت ۴۳ مطبوعہ عسکری اکیڈمی حشمت نگر، پیلی بھیت شریف)

اور الطاری الداری میں فرمایا:

"ولد مرافق غیظ المنافق عزیزی مولوی حافظ حشمت علی قادری برکاتی لکھنوی زادہ اللہ تعالیٰ من فیضہ الخفی والجلی"

(الطاری الداری لھفوات عبد الباری، حصہ سوم، صفحہ ۵۵)

شان مظہر اعلی حضرت

از- شہزادۂ اعلی حضرت، تاجدار اہلسنت، غوث زماں، مفتیٔ اعظم جہاں سیدنا العلام الشاہ محمد مصطفی رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ

"وہ بیشۂ سنت کے شیر ہیں، میدان حق گوئی کے مرد دلیر ہیں انہوں نے در حقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا۔ بمبئی جیسے شہر میں وہابیت کے پنجے نہ جمنے دیئے ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ میں تم سے سچ کہتاہوں کہ سوڈیڑھ سو مولوی بھی باہم مل کر وہ کام نہیں کر سکے جو اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے فضل وکرم سے اکیلے مولانا حشمت علی خاں صاحب نے کر دیا"

{ترجمان اہلسنت حصہ سوم ۲۹،۲۸}

"اسد الملۃ، ناصر اہلسنۃ، کاسر البدعۃ، شیر بیشۂ سنت، مظہر اعلی حضرت، ناشر احکام الشریعہ الغراء والطریقۃ البیضاء، حضرت مولانا ذی الفضل الجلی المولوی حشمت علی القادری الرضوی رضی اللہ عنا وعنہ"

(ماخوذ از، خلافت نامہ قلمی عطا فرمودہ، ۲۲ صفر مظفر ۱۳۸۰ھ)

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از-رأس العلماء الراسخین رئیس الخطباء البارعین حضور محدث اعظم ہند علامہ شاہ سید محمد صاحب قبلہ الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھہ شریف

رأس العلماء الراسخین رئیس الخطباء البارعین حضور محدث اعظم ہند علامہ شاہ سید محمد صاحب قبلہ الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ و الرضوان کچھوچھوی کا ایک اہم فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ذیل کے مسئلے میں کہ زید مولانا حشمت علی خاں صاحب کے متعلق اپنی باخوبی معلومات کے ساتھ رقمطراز ہے کہ لیگ و کانگریس کے مسئلے میں وہ (یعنی مولانا حشمت علی خاں صاحب) پوری جمہوریتِ اسلام کے خلاف اپنے ایک خاص والگ مسلک کے حامل تھے "نیزان کے مسلک مذکور کو غلط و بھول ثابت کرتے ہوئے یوں کہا کہ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔"

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت و جماعت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلم لیگ و کانگریس میں شرعی سقم جو تھا اس کو ظاہر فرما کر بعونہ تعالیٰ شاندار جہاد فرماتے رہے اور اسی مسلکِ صحیح پر وصال فرمانے تک قائم رہے اس کے خلاف جو کہتا ہے اگر بنائے بے خبری ہے تو جہالت ہے اور اگر بنائے وہابیت و دیوبندیت ہے تو خطرناک ضلالت ہے۔

فقیر ابوالمامحد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

مکتوب(۱)

مولانا الاعز! وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

آپ ایک کارڈ پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا شاہ حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات زندگی سے متعلق میرے تاثرات کو قلمبند کرانا چاہتے ہیں یعنی دریا کو کوزہ میں بند کرانا چاہتے ہیں حالانکہ آپ خود جانتے ہیں کہ حضرت کے علم وفضل کا اعتراف ہمیشہ دل سے اور آج زبان پر ان کے سب سے زیادہ معاند بھی کر رہے ہیں۔ والفضل ماشھدت بہ الاعداء۔ ان کا حسن اخلاق اپنے بڑوں کا ہی نہیں بلکہ اپنے چھوٹوں کا بھی ادب، ہر سنی صحیح العقیدہ سے ان کا کریمانہ برتاؤ آج جمہوریت اسلامیہ کے لیے منارۂ ہدایت ہے۔ ان کا تقویٰ اور اتباع سنت کا جذبہ پوری زندگی پر چھایا ہوا تھا۔ ان کا کامیاب احقاق حق اور ابطال باطل کون ہے جو نہیں جانتا۔ عیسائیوں کے جبڑے چیر دیے، آریوں کے چھکے چھڑا دیے۔ مگر دیوبندیوں میں مشہور ہے کہ ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور مولانا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کو محسن کشوں سے بڑا ساتھ پڑتا رہا، مگر یہ صلابت ایمانی کا جبل شامخ اور صبر ورضا کا کوہ گراں کبھی نہ اس سے گھبرایا اور سلف صالحین کا اسوۂ حسنہ بنا رہا غرض

ع خدا جانے کہ کتنی خوبیاں تھیں پاک ہستی میں

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

(ماخوذ از پاسبان الہ آباد اگست وستمبر ۱۹۶۰ء شیخ ملت نمبر ۱۳۸۰ھ ص ۴۰)

مکتوب(۲)

(مکتوب ۱)

مولانا الاعز الاکرم زیدت مکارمکم! ادعیہ وافیہ وتحیہ زاکیہ۔

اب شروع سے سنئے! رمضان شریف میں آپ کو میں نے لکھا کہ بستہ ڈانگی قدیم ضلع پورنیہ اور جدید ضلع مغربی دیناج پور میں صرف آپ کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ ایک ہفتہ تک طے پایا اور ان لوگوں نے مجھے ذمہ دار بنایا ہے کہ جس طرح ہو آپ کو ۸، ۹، ۱۰/شوال کو وہاں پہونچادوں۔ آپ نے جواب دیا کہ ۱۹/شوال تک کی ایک ایک تاریخ کا پابند ہو چکا ہوں اس کے بعد چل سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ کا خط پاتے ہی یہ سمجھ کر کہ ۱۹/کو خواہ آپ ہندوستان میں کہیں ہوں ۲۰/کو چل کر ۲۲/کو ضرور پہونچ سکتے ہیں۔ وہاں لکھا کہ جلسہ کی تاریخیں ۲۲, ۲۳, ۲۴/بمقام بستہ ڈانگی اور ۲۵, ۲۶, ۲۷/بمقام میرزادپور مقرر کرلیجئے، ان کو لکھا کہ ابھی آپ کا اشتہار شائع نہیں ہوا اگر واقعی حضرت شیر بیشۂ سنت کی تڑپ آپ کے دل میں سچی ہے تو اس تبدیلی کو منظور کر لیجئے۔ اور آپ کو لکھا کہ ۲۱/کو میل سے روانہ ہو کر ۲۲/کی صبح کو کٹیہار پہونچئے۔ آپ نے پھر مجھ کو لکھا کہ ۲۵/سے وقت ۳/ذیقعدہ تک آسکتا ہوں، میں نے یہ خط وہاں بھیج تو دیا مگر یہ ان کو ابھی ملا نہیں اور میرے اعتماد پر ۲۲/سے ۲۷/تک کی تاریخیں شائع کردیں جس کا اشتہار حاضر خدمت ہے۔ وہ جوار وہابیوں کا ملک سمجھا جاتا تھا مولی تعالیٰ مولانا عبد الحمید صاحب اور ان کے رفقائے کار کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ کام شروع کیا تو مقامی فضا یہ ہوگئی ہے کہ اگر یہ جلسے کامیاب ہوئے تو کئی ہزار توبہ نامے پر دستخط ہوگی اور اگر خدانخواستہ جلسے میں رکاوٹ ہوئی تو کئی سو جو درست ہو چکے ہیں معاذ اللہ پلٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ آپ کے لئے مولانا نے جو پروپیگنڈہ کیا ہے اس کے نتیجے میں وہاں کا ذرہ ذرہ درحقیقت آپ کے لئے تڑپ رہا ہے۔ یہ واقعاتی بحث ہے۔ اب قانونی سن یئے! کہ جب آپ نے ۱۹/شوال تک کی عدیم الفرصتی کا اظہار کیا تو پھر کیا آپ کو حق پہونچتا ہے کہ جب تک میں آپ کو

مطمئن نہ کردوں آپ کسی مزید جلسے کا وعدہ کرلیں کم سے کم ۱۹ شوال تک آپکو میرے جواب کا انتظار کرنا تھا مگر آپ نے ۱۹ کی جگہ ۲۵ کو لکھا یہ میرے حق کا غصب ہوا یا نہیں؟ اور میں آپکا مظلوم ٹھہرا یا نہیں۔ اب سنیئے کہ جب ۲۵ کی اطلاع وہاں پہنچی تو کہرام پڑ گیا اور وہاں کی عزت مسلم ماتمی بن گئی اور روتے پیٹتے لوگ کٹیہار پہنچے اور مشورہ کے بعد مولانا عبدالجلیل صاحب پہلے مجھے ڈھونڈنے نکلے۔ بریلی شریف گئے پتہ چلا کہ میں مرادآباد میں، وہ وہاں پہنچے پتہ چلا کہ شاہجہاں پور میں ہیں اور وہاں بھی آئے اور مجھ کو پکڑلیا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ شاہجہاں پور سے پیلی بھیت صرف اور صرف آپکا پتہ معلوم کرنے آج آنا تھا اور پھر آپ جہاں ہو وہاں پہنچ کر اپنی عزت کی لاج رکھنے کے لیے آپ کی خوشامد کرنی تھی۔ چنانچہ پیلی بھیت آج آگیا اور دن بھر کی دوادوش میں پتہ چلا کہ آپکے پاس آج روانگی ہو تو آپ بمقام......... ملیں گے۔

اپنی قرارداد کے مطابق میں خود ہی آتا مگر یہ میرے مولی کا میری ضعیفی پر کرم ہے کہ مولوی عبدالجلیل صاحب آگئے۔ وہ جب آپکا قدم پکڑیں گے تو یقین مانیے کہ وہ میرا ہاتھ ہوگا، وہ روئیں گے گو ان کے آنسو میری آنکھوں کے آنسو ہوں گے۔ اب آپ کچھ بھی کریں مگر ۲۲ شوال کی صبح کو میل سے کٹیہار پہنچیں، جن لوگوں سے ان تاریخوں کا وعدہ ہوا ان کو ۲۷ کے بعد تاریخیں دے دیں۔ میں وہ خط بھی بھیجتا ہوں جو مولانا عبدالحمید صاحب اور مولوی عبدالسلام صاحب وکیل نے میرے نام بھیجا۔ اس مضمون کا خط حضرت مفتی اعظم مدظلہ کے پاس بھی آیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ وہاں آپ کے لیے کتنی بے چینی ہے جیسے ہی آپ ۲۲ شوال کو منظور کرلیں اور منظور کرنا ہی پڑیگا تو دوارجنٹ تار دلوادیجیے۔

ایک کا پتا ہو: بذریعۂ احمد بخش کڑہ پختہ انولہ۔ دوسرے کا پتہ ہو۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد تاکہ تار پاتے ہی میں بھی جلسے کی شرکت کروں ورنہ منہ چھپا کر کہیں چھپ رہوں اور ان لوگوں کو منہ نہ دکھاؤں۔ آخرالکلام

میری غیر مربوط اور شوخ تحریر کو نظر انداز کیجیے اور ۲۲ شوال کو میل سے کٹیہار پہنچیے۔ والسلام علیکم و علی من لدیکم۔

دعاگو خیر خواہ: آپکا سید محمد غفرلہ

بمقام: پیلی بھیت

۱۵ شوال ۷۷ھ

(مکتوب۲)

مولانا الاعز سلمکم المولےٰ تعالیٰ ادعیہ وافرہ

۱۹/۱۸/۱۷ مارچ کو دیناجپور کے ضلع میں غیر مقلدین کے مقابلے پر جلسے ہونے والے ہیں اور وہ جلسے صرف مولانا حشمت علی خان صاحب کے لئے کیے جارہے ہیں پیلی بھیت کے پتہ سے اطلاع دی گئی ہے مگر آج گور کھپور آیا تو حضرت حافظ ملت مولانا عبد العزیز صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کاٹھیاواڑ کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور اس کو دو تین ہفتے ہو چکے ہیں اگر اس علاقے میں میں تشریف فرما ہوں تو آج حرج کر کے میری وجہ سے زحمت کریں اور مولانا سے ان جلسوں کے لئے منظوری حاصل کریں اور مجھ کو بذریعۂ تار بہ نشان کچھوچھہ شریف تار گھر اکبر پور مطلع کریں اور وہ جہاں سفر خرچ طلب کریں بھیج دوں۔ چونکہ اس سفر میں بہر حال لکھنؤ آنا ہوگا وہاں سے کاٹھیاواڑ براہ راست ۱۷ مارچ کو پہنچنا ہوگا یعنی ۱۶ مارچ کو لکھنؤ سے بذریعہ میل سفر کرنا ہوگا تو لکھنؤ میں سفر خرچ بھیج دیا جائے یا پیلی بھیت بھیج دیا جائے تار کا مضمون یہ ہو کہ تاریخ منظور روپیہ وہاں بھیج دو جس شہر میں سفر خرچ طلب کریں گے وہاں کے کسی نہ کسی اشرفی کے پتہ سے روپیہ پہنچا دیا جائے گا یہ

کام بیحد ضروری اور دینی ہے لہٰذا آپ کو تکلیف دی گئی اگر مولانا کاٹھیاواڑ سے جا چکے ہوں تو تار کا مضمون یہ ہو مولانا وہاں گیے

فقط دعا گو۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی۔از گورکھپور بحالت سفر

(مکتوب ۳)

مولانا الاعز الاکرم زیدت مدار جکم ادعیہ وافرہ وتحیہ زاکیہ

میں دو دن سے ضلع بہرائچ میں ہوں۔ انھیں تاریخوں میں یہاں کے لوگ آپ کے کریمانہ وعدہ پر اعتماد کرکے آپ کے بیچینی سے منتظر تھے مگر آپ نہ آسکے تو بیقراری بڑھ گئی اور بڑا شبہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ یہاں کے حالات ایسے ہو گیے ہیں جس سے آپ نے خیال کیا کہ یہاں اہلسنّت میں پارٹی بازی ہو گئی ہے اس میں شبہ نہیں کہ بعض دنیاوی وجوہ سے یہاں کے سنّی بھی ایک دوسرے سے الجھے رہتے ہیں مگر جہاں تک دین کا واسطہ ہے بعونہ تعالےٰ اس میں کوئی پارٹی نہیں ہے اگر بربنائے جہالت شخصی طور پر کسی نے خطا کر دی تو بعونہ تعالےٰ تائب بھی ہو جاتا ہے آپ کے لئے سارے اختلافات دنیا سے بالاتر ہو کر ہر سنّی تڑپ رکھتا ہے یہاں آتے رہنے سے یہ زیادہ سے زیادہ درست ہوتے رہیں گے اور نہ آنے سے جہالت کے غالب ہو جانے کا خطرہ ہے یہ آپ کا مجھ پر بھی کرم ہو گا کہ یہاں کے لیے کوئی تاریخ مقرر کرکے ابھی سے ان کو مطمئن کر دیں تاکہ حوصلہ مندانہ یہ لوگ کام شروع کر دیں برسات بھر تو یہاں کا سفر واقعی دشوار ہے مگر بعد برسات آخر ربیع الاول شریف یا شروع ربیع الاول شریف

میں تاریخیں مقرر کیجیے اور ایک کارڈ سے بہ نشان کچھوچھہ شریف بھی مطلع کر دیجیے گھر بھر کو سلام و دعا کہہ دیجیے۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

از مہاراج گنج ضلع بہرائچ

(مکتوب ۷)

مولانا الاعزالاکرم زیدت مکارمکم

سلام مصنون دعا مقرون کے بعد میرے خط کے جواب میں پہلے آپ نے لکھا کہ ۱۹ شوال تک عدیم الفرصت میں نے سوچا کہ ۲۰ کو آپ کہیں ہوں مقامِ جلسہ پر پہنچ سکتے ہیں چناچہ ۲۲ شوال سے ۲۸ شوال تک کیلئے مولوی عبدالحمید صاحب موضع بستہ ڈانگی ڈاکخانہ ولکولہا ضلع دیناجپور کو لکھا ان کا جواب نہ آیا تھا کہ آپ نے ۲۵ شوال سے وقت دیا چنانچہ میں نے ان کو یہ بھی لکھدیا لیکن یہ زمانہ اس طرف بادو باراں کا ہے چنانچہ میرے کسی خط کا جواب ۲۹ رمضان تک نہ آیا میں ۲۹ کو گونڈہ کی طرف گیا اور آج مراد آباد میں ہوں اور بڑے جبر سے لاہور جارہا ہوں اور اب وہاں نہ پہنچ سکوں گا وہاں کے حالات سے پیش نظر آپ کا کرم ہوگا تو مولوی عبدالحمید کو تار دے دیجیے کہ کیا ۲۵ کو آجاؤں اگر جواب آجائے کہ ہاں تو بغیر میرا انتظار کیے آپ ضرور بہ ضرور تشریف لے جائیں آپ کو ایک گونڈہ بستی سے بہتر تبلیغی میدان مل جائیگا مگر پھر مفتی وجیہہ الدین کو بھی ساتھ رکھیے کہ جلسہ شروع کر دیں گے امید ہے کہ آپ اس کا بڑا خیال کریں گے فقط

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی از مراد آباد

(مکتوب۵)

مکرمی مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی۔

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ملا حضرت مولانا حشمت علی صاحب (علیہ الرحمۃ والرضوان) نہ صرف سنی بلکہ سنی گر تھے، جو شخص حضرت مولانا (علیہ الرحمہ) کے خلاف زبان درازی کرتا ہے، وہ یا تو دیوبندیوں، وہابیوں کا پٹھو ہے یا پھر مولانا (علیہ الرحمہ) کی ذات سے بے خبر ہے۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

شان مظہر اعلی حضرت

از- مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات قادری رضی المولیٰ عنہ

شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف کے ساتھ تو حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے خصوصی اور گہرے تعلقات کسی سے مخفی نہیں ہیں، بہر حال سید صاحب کی سرپرستی میں چھپنے والے پندرہ روزہ "رضوان" کی ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔ علامہ احمد سعید کاظمی۔ کی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ "السعید" ملتان میں:

"آہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت دنیائے اہل سنت کو صدمۂ عظیمہ "کے زیر عنوان لکھا ہے۔

"اہل سنت کے حلقہ میں یہ خبر انتہائی رنج و ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ امام المناظرین حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی قدس سرہ العزیز طویل عرصہ علیل رہ کر ۳ جولائی ۱۹۶۰ء کو پیلی بھیت میں رحلت فرما گئے حضرت مولانا علیہ الرحمہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، پختگی مسلک غرض ہر اعتبار سے مولانا مرحوم کا وجود مقدس اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا مظہر اتم تھا دنیائے سنیت میں اب کوئی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جو میدان مناظرہ میں مولانا مرحوم کی کمی کو پورا کر سکے۔"

(السعید۔ ملتان جولائی ۱۹۶۰ء)

شان مظہر اعلی حضرت

از- خلیفۂ اعلی حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رضی المولیٰ عنہ

بانی و سابق مرکزی صدر جمعیۃ العلماء پاکستان کی سرپرستی میں چھپنے والے جمعیۃ العلماء پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ "جمعیت" نے آپ کے وصال پر "موت العالم موت العالم" کے زیر عنوان لکھا تھا۔

"دنیائے سنیت میں یہ اندوہناک خبر بے چینی کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مجاہد ملت مولانا حشمت علی صاحب رضوی، قادری کچھ عرصہ علالت کے بعد ۸ محرم مطابق ۳جولائی ۱۹۶۰ ء کو پیلی بھیت میں انتقال فرماگئے مرحوم اعلی حضرت امام اہل سنت بریلوی کے خاص شاگردوں میں سے تھے اور نہایت دلیر، متصلب سنی عالم۔ رب کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور اہل سنت کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے".

(جمعیت لاہور ۲۳جولائی ۱۹۶۰ء)

شان مظہر اعلی حضرت

از-ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین بہاری رضی المولیٰ عنہ

حامئ دین متین مولانا مولوی محمد حسن علی صاحب (دام مجدہ العالی)

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

گرامی نامہ پہنچا، احوال سے مطلع ہوا، جناب نے جو دو ہفتہ پیش تر دو(۲) خط اور چند رسائل رضائے مصطفی روانہ فرمائے تھے۔ وہ مجھے نہیں ملے ورنہ شکریہ کا خط ضرور روانہ کرتا، البتہ آپ کے حوالے رسالہ "ضرب کبیر" ہے وہ یہاں کے علماء میں میں نے تقسیم کر دیا تاکہ اس کا فائدہ عام ہو حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب میری نگاہ میں زبردست سنی ناصر دین متین تھے اور عمر اسی نصرت دین میں صرف فرمائی مولی تعالی ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔

محمد ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ

از:-شہر پٹنہ محلہ شاہ گنج ڈاکخانہ

مہندرو نمبر دو(۲) ظفر منزل ۱۳جون ۱۹۶۱ء

ایک اور مکتوب میں کچھ یوں ارشاد فرماتے ہیں،

"بشرف ملاحظہ حامئ دین وملت، ماحئ وہابیت ولیگیت، ناصر سنیت کاسر بدعت، نمونۂ شدت حضرت عمرو اعلی حضرت جناب مولانا مولوی ابوالفتح حشمت علی خان صاحب قادری رضوی دام مجدہ"

(فتاویٰ اہل السنۃ لکد اہل الفتنۃ)

مکتوبات خاتم الاکابر

از-تاج العلماء حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں قادری مارہروی علیہ الرحمہ

مکتوب ۱

حضرت مولانا محترم دامت برکاتہم العالیہ و مکارمکم القدسیہ

پس از تسلیم مع التکریم معروض کرم نامہ مع دو کارڈ مولوی ظفرالدین صاحب و تصدیق سید احمد اختر صاحب موصول ہوا اس کے بعد ستر سوالات کا پیکٹ بھی بہ خیر و خوبی ملا یہ سوالات لاجواب ہیں اور مظہر حق و صواب قبل کے لفافہ اور کارڈ متعلق انوار میاں صاحب کا جواب جب ہی ذریعہ ڈاک اور پھر مختصر ہمدست برادرِ محمد احمد خاں جنکا نام اس وقت یاد نہیں آتا حاضر کر چکا ہوں_ مسبعات عشر سے آپ نے کیا مراد لیا یہ واضح فرمایئے آپ کے لیے برابر دعائیں کرتا رہتا ہوں مشکور حسن خاں کے دونوں تعویذ ان کو بھیج رہا ہوں۔ صدرالافاضل سے مکاتبت انشاءاللہ تعالیٰ مرتب کرنے کی فرصت نکالوں گا۔ مجھ پر کام بہت ہے اور پھر کتابیں چھپتی جاتی ہیں شائع نہیں ہوتیں۔ اس طرح چھپواتے رہنے سے کیا نتیجہ اور اتنا سرمایہ کہاں جو یوں لگایا جاتا رہے۔ آپ جب پیلی بھیت تشریف لائیں تو یہاں سے کہیں دور جائیں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ مولوی شریف الحق صاحب سے ان کی تحریر سے متعلق میں نے استفسار کیا ہے اپنے احباب نے سفر بنارس کی روداد سے اب تک کچھ بھی مطلع نہیں کیا نہایت تعجب ہے۔

محمد میاں قادری از مارہرہ_ ۱۶/جمادی الآخر یکشنبہ ۱۳۶۵ھ

اسی کارڈ پر دوسری طرف یہ مضمون ہے:

حضرت مولانا و علیکم السلام

کل میں خط لکھکر روانہ کرنے والا ہی تھا کے لفافہ مع تحریرات کانپور روداد سفر بنارس موصول ہوالوجہ ربنا الکریم الحمدللہ اس نے اہل حق کو فتح مبین دی اور باطل کوش مبہوت رہ گئے خذلہم المولیٰ تعالیٰ_ انوار میاں کی تحریک کے بارے میں میرے جواب سے نہ معلوم آپنے اپنے اوپر میری ناراضگی کیسے مترشح سمجھی آپ نے جو جواب ان کو دیا وہ بالکل حق و صحیح وبجاہے اور میں اس سے ذرہ بھر ناراض نہیں اور میں نے بھی جو جواب لکھا وہ ایک ہی باران کو ہوس خام قطع کر دینے کے لیے۔ بنارس کی روداد ملی دعائے خیر میں برابر کر رہاہوں آپ بار بار مجھے اپنے اوپر ناراض ہر گزہر گزنہ سمجھے۔

مکتوب ۲

حضرت مولاناالمکرم والمحترم دامت مکارمکم

پس از تسلیم مع التکریم معروض بفضلہ تعالیٰ میں بخیر ہوں آپ کے لئے خیر وعافیت دارین کاعافیت خواہاں ہوں۔ عرصۂ کثیر سے کوئی والانامہ نہیں ملا، مارہرہ سے ایک عرئضہ پیلی بھیت کے پتہ پر بھی حاضر کیا تھا۔ اس کے بعد یہاں چلاآیا۔ آنکھیں میری بہت پہلے سے دکھ رہی تھیں اوراب بھی اس لائق نہیں ہوں کہ لکھنے پڑھنے کا کام حسب معمول کروں۔ یہاں آکر معلوم ہواکہ آپ بھدرسہ کے استغاثہ کاذبہ کی مدافعت کے لئے یہاں سے تشریف لے گئے۔ اب بواپسی خیریت اور ضروری حالات سے مطلع فرمائیں دل لگا ہواہے۔ مولوی عبدالقادر میاں صاحب کی معرفت یہاں مجھے خط تحریر فرمائیں ان کے یہاں رسالہ اس وجہ سے جاری نہ کیا گیاان کا حال معلوم نہ تھا۔

والسلام مع الاکرام

محمد میاں قادری ۱۹ شوال ۱۳۶۵ ھ پنجشنبہ

مکتوب۳

۷۸۶

حضرت مولانا المحترم دامت مکارمکم

پس از تسلیم مع التکریم معروض؛ بفضلہ تعالے میں بخیریت ہوں، آپ کا عافیت خواہ ایک منی آرڈر آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا منجانب محمد عبدالغنی صاحب زرچندہ رسالہ برائے مولوی سید اختر احمد صاحب قادری۔ اس کے بعد دوسرا منی آرڈر آپ کا زرچندہ رسالہ برائے حاجی عثمان عبداللہ صاحب رضوی موصول ہوئے میں اس سے پہلے عرئضہ حاضر کر چکا ہوں۔ آپکے فرستادہ پتوں اور عبدالشکور احمد اور حاجی عثمان عبداللہ صاحبان کیلئے رسالہ کے پیکیٹ پر ہر چہار حصص تیار کرا کر ان پر پتے لکھوا کر ٹکٹ لگا کر تیار کر لئے ہیں۔ آج انشاء المولے تعالی ڈاک خانہ میں دیدیئے جائیں گے جب آپ پیلی بھیت میں تھے اور اس کے بعد یہاں تشریف لائے میں نے جب ہی عرض کر دیا تھا کہ رسالہ حصہ پنجم مرتب ہو چکا نعیمی مکاتبت کے بعد اس میں اس قدر گنجائش نہ رہی کہ کانپور کا شرعی استفسار درج ہو سکے اور اس استفسار کے اپنے رسالہ میں اشاعت کے بارے میں اپنے خیالات بھی عرض کئے تھے اور یہ بھی کہ وہ اپنے حجم کے اعتبار سے میرا رسالہ تقریبا نصف یا زائد چاہتا ہے۔ آپنے لکھ بھیجا تھا کہ آپ اسے دوبارہ کانپور سے ہی شائع کرانے کی کوشش کریں گے بہر حال حصہ پنجم تو جب کہ آپ ۔۔۔۔۔۔ دینی آرڈر جس میں پھر شرعی استفسار کے حصہ پنجم میں درج کئے جانیکی فرمائش ہے وصول ہوا طبع بھی ہو چکا ہو گا اس لئے کہ منی آرڈر سے پہلے اس کے پروف یہاں آچکے تھے اس لئے حصہ پنجم میں اسکی اشاعت سے معذور رہا۔ اب بھی آپ اگر اسکی اشاعت کی ضرورت جانتے ہوں تو مطلع کریں کسی بعد کے حصے میں درج کرادوں گا۔ رسالہ کی طبع کی دشواریاں اور مصارف برابر بڑھتے جارہے ہیں۔ قریب پندرہ روز سے منشی ایوب علی حصہ پنجم کی طباعت کے لئے علی گڑھ گئے ہوئے ہیں ان مصارف اور مشقتوں کے پیش نظر میں چاہتا ہوں کہ اس میں زیادہ

سے زیادہ دینی فائدہ کی دو چیزیں شائع ہو جائیں جو ابھی نہ شائع ہوئی ہوں۔ حاجی عبدالحبیب وغیرہ معطیان کی اعانت کا شکریہ تو پہلے لکھ چکا ہوں مگر مولانا عطیات سے خریداران کی تعداد بڑھنا رسالہ کے استقلال کی صورت نہیں معلوم ہوتی یوں کہ اس عطیہ کے بعد پھر وہ خریدار خود تو ہوئے نہ تھے لہذا آئندہ نہ رہیں گے۔

اور معطیان کیا ذمہ دار ہیں کہ آئندہ بھی عطیہ دیں بہر حال حسبنا ربنا و نعم الوکیل۔ پہلی بھیت کے خط سے معلوم ہوا کہ سید اختر احمد صاحب آخر حوالات میں بند کر دیے گئے بہت افسوس ہوا دعائیں کیں اور تعجب ہوا کہ مولانا وجیہہ الدین صاحب نے اپنے محلہ والوں کی مذہبی حالت اور سید صاحب کی افتاد طبیعت معلوم ہوتے ہوئے بھی انکو اپنا قائم مقام بنایا _ جس ابتداء کی انتہا یہ ہوئی گویا ان کو ان فتنوں کے لئے پیش کیا _ حوالات میں ہونے سے رسالہ انھیں بھیجنے سے معذور ہوں دوسرا نام لکھیے۔

محمد میاں قادری ازمارہرہ ۳۰/ماہ صیام ۶۵ھ چہار شنبہ

(ماخوذ از مولانا حشمت علی ایک تحقیقی مطالعہ)

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از۔ حضور مجاہد ملت مفتی حبیب الرحمن قادری عباسی علیہ الرحمہ

جان تو جان جہاں

جان جہاں بر تو نثار

محب عزیز زید وجہہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمدہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بکرم غوثنا الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ، فقیر یکنوع بخیر ہے۔ خیریت محبان و عزیزان مطلوب۔ بمبئی کے خط سے حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر ملال کی خبر کی تصدیق ہو گئی تھی، جس سے بہت تکلیف ہوئی تھی۔ اور ہے۔ الہ آباد کے خط میں حضرت موصوف کے حالات زندگی اور اظہار تاثرات کا مطالبہ ہے۔ حالات زندگی کا وہ پہلو جو دین متین سے تعلق رکھتا ہے وہ اس قدر ظاہر اور باہر ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ رہے تاثرات جو فقیر کے قلب میں ہیں ان کے اظہار کی استطاعت کہاں؟

یوں تو فقیر نہ اہل قلم ہے نہ اہل زبان۔ اگر ہوتا بھی تو اظہار مشکل تھا۔ نہایت اختصار و اجمال کے ساتھ چند جملے حوالۂ قلم کرتا ہوں۔ حضرت علیہ الرحمہ کے کمالات ظاہریہ شہرہ آفاق تھے۔ کمالات باطنیہ اہل باطن جانیں، اس دور میں سب سے خطرناک اور ایمان سوز تحریک دیوبندیت و وہابیت کی تحریک ہے جو کفر محض کو اسلام خالص اور کافر و مرتد کو کامل الایمان ظاہر کر کے لاکھوں کو گمراہ و بد دین بنا رہی ہے۔ اس امر مخصوص میں حضرت علیہ الرحمہ اپنے انداز میں فرد تھے۔ یہ ایک ایسا خلا ہے کہ اس کا پر ہونا بہت ہی مشکل ہے۔

فقیر سے کئی مرتبہ اختلاف ہوا پھر رفع ہو گیا۔ شکر رنجیاں ہوئیں دور ہوتی رہیں۔ آخر میں غازی پور جیل سے آنے کے بعد ہمارے یہاں بھدرک کے احباب اہلسنت نے اپنی دیرینہ خواہش کی بناء پر حضرت کو دعوت دی اور سفر خرچ بھیجا۔ فقیر نے سفارشی عریضہ حاضر کیا۔ حضرت موصوف نے دعوت نامہ منظور کر کے سفر خرچ واپس فرمادیا اور دیناچپور کو ترجیح دی۔ اس پر فقیر کو تکلیف ہوئی۔ حضرت سے عرض کیا اگر آئندہ کبھی احباب اہل سنت نے جناب کی تشریف آوری کے متعلق سفارش کے لئے کہا تو ان سے صاف عرض کر دیگا کہ فقیر کی سفارش پر حضرت شیر بیشۂ سنت تشریف نہیں لاتے لہذا بیکار ہے۔ اس کو سن کر حضرت موصوف بہت متاثر ہوئے اور اخیر ملاقات جورسولی ضلع بارہ بنکی کے مناظرے میں ہوئی اس میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ اس قدر اصرار اور وسائط کے بھرمار سے معافی مانگی کے فقیر بہت شرمندہ ہوا۔ مجبوا یہ عرض کرنا ہی پڑا کہ فقیر کے دل سے اب یہ بات نکل گئی۔ کیا خبر تھی کہ یہ اظہار محبت باعث ازدیاد اثر فرقت ہوگا۔ اب وہ کیفیت بار بار یاد آتی ہے، دل کو تڑپاتی ہے۔ کاش اس وقت ملاقات نہ ہوئی ہوتی تو شاید صدمہ میں اضافہ نہ ہوتا۔ جہاں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت "اشداء علی الکفار" کے رنگ میں مشہور تھے وہیں "رحماء بینھم" کا یہ حال تھا کہ فقیر ایسے ناکارہ پر اتنی رحمت اور اتنی ذرہ نوازی فرمائی۔

بر بنائے ارشاد کریم : "موت العالم موت العالم" اور "العالم ثلمۃ فی الدین بقول حجۃ الاسلام رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا"

موت عالم موت عالم ثلمہ دین نبی

جان تو جان جہاں، جان جہاں بر تو نثار

حضرت موصوف علیہ الرحمہ کی رحلت دین و مذہب اور اہل مذہب کے لئے ایک سانحۂ عظیمہ ہے۔ خصوصا اس دور قحط الرجال میں الم بالائے الم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باری عزوجل اپنے محبوب

اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں اپنے اور اپنے محبوب اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قرب خاص سے نوازے اور انوار قادریت سے مالامال فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ علیہ و آلہ و صحبہ و ابنہ الصلوۃ والتسلیم۔ فقط والدعاء

فقیر محمد حبیب الرحمن قادری غفرلہ

مکتوب (۱)

۷۸۶

۹۲

مکرم و محترم زید احترامکم! السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ

بحمدہ تعالیٰ فقیر ایک نوع بخیر ہے، عافیت مزاج سامی کا خواہاں۔ عرصہ سے کچھ احباب اہل سنت کی دلی خواہش ہے کہ آپ کی اڑیسہ میں تشریف آوری ہو اور بیانات اور رد وہابیہ سے لوگ مستفیض ہوں۔ بنگال جو متصل اڑیسہ کے ہے ایک مناظرہ دیوبندیہ وہابیہ سے بنگلہ بیساکھ کی ۵/تاریخ کو طے پایا ہے جو مطابق ۱۸/اپریل اور اپنی ۷/شوال المکرم ۷۸ھ ہونا ہے۔ اس سے پہلے بھدرک میں ۱۶/اپریل ۵۹ھ کو جلسہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اور جلسوں کی بھی ضرورت ہے لہذا ۱۵/اپریل تک بھدرک پہنچ جائیں تو عین مہربانی ہوگی۔ یہاں ایک بزرگ کی سالانہ فاتحہ کچھ غرباء کرتے ہیں ان لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کی گفتگو کی تھی اور وہ اڑیسہ اور بیرون اڑیسہ مشہور ہوگئی خدانخواستہ اگر تشریف نہ لائیں تو بڑی گڑبڑی ہوگی لہذا ضرور بالضرور تشریف لائیں۔ جواب کا بغیر انتظار کئے ہوئے فقیر نے ان لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ مولانا صاحب کی سکنڈ اور ہمراہی کی تھرڈ کا کرایہ دینا ضروری، لہذا تخمیناً ایک سو گیارہ روپیہ جو ایک قادری عدد بھی ہے بھیج دیا جائے، وہ لوگ راضی ہوگئے

ہیں۔ اجمیر شریف میں تذکرہ کا موقع نہ ملا۔ مولوی وہاج الدین صاحب غازیپوری سے گفتگو ہوئی تھی انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ جناب سے گفتگو کر کے مجھے مطلع فرمائیں گے، مگر میری بد قسمتی کہ میں اس سے محروم رہا۔ جلسہ کا تردد بہر حال فقیر کی نالائقی پر اس کو محمول فرما کر کم از کم دو ہفتے کے لئے اس اطراف میں تشریف لائیں تو بڑی عنایت ہو۔ غالباً اڑیسہ کبھی تشریف نہیں لائے اور اڑیسہ ہی ہندوستان کا ایک بد نصیب صوبہ ہے جواب تک جناب کی قدم بوسی سے محروم ہے لہذا ضرور بالضرور تکلیف گوارا فرما کر فقیر کو ممنون اور اہل اڑیسہ کو شکر گزاری کا موقع دیں۔ بنگال میں اگرچہ مناظر عزیزی مولانا ارشد القادری سلمہ رہیں گے لیکن تقریر و جلسوں کی غرض سے جناب و دیگر مقررین کی ضرورت ہے۔ خانہ پوری کے لئے فقیر بھی خدمت میں حاضر رہے گا انشاء المولی تعالی۔

کانپور میں سید نیاز احمد صاحب فتحپوری نے عزیزی مولانا مشاہد رضا سلمه ربه وبارك فی علمه وعمله ودينه ودنياه کی شادی مسرت آبادی کا دعوت نامہ دیا تھا، مگر ایسی بد نصیبی نہ حاضر ہو سکا نہ کوئی عریضہ حاضر کر سکا۔

امتحان کے لئے بریلی شریف دوبارہ حاضر ہوا مگر ہائی کورٹ کی تاریخ اور مسجد گیان بافی بنارس کے معاملے کی الجھاؤ کی وجہ سے فوراً واپس آنا پڑا اس لئے مجبوری اور زیادہ ہو گئی امید قوی ہے کہ معافی سے نوازا جائے گا۔ عزیزی مولانا موصوف و مولانا وہاج الدین صاحب زید کرمہ و دیگر احباب سے بہت بہت سلام فرمادیں بڑا کرم ہو گا بواسطۂ ڈاک تشریف آوری کے مژدہ سے نوازا جائیگا۔ فقط والسلام مع الاکرام

فقیر حبیب الرحمن قادری غفرلہ

۱۰/ رمضان المبارک ۷۸ھ از: بھدرک ضلع بالیسر اڑیسہ۔

مکتوب(۲)

۷۸۶

۹۲

از: دھام نگر ۲۳/رمضان المبارک ۷۸ھ

کرم فرمازید کرمکم! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

بحمدہ تعالیٰ فقیر بخیر ہے۔ عافیت مزاج سامی مطلوب۔ ۷/شوال المکرم ۷۸ھ بمطابق ۱۶ اپریل ۵۹ء بروز پنجشنبہ بھدرک میں جلسہ ہے جس کے لئے عریضہ رجسٹری شدہ ارسال خدمت کر چکا ہے۔ اور سفر خرچ کی قلیل رقم بھی ارسال خدمت ہو چکی ہے۔ شدید انتظار کے باوجود اب تک تشریف آوری کی مژدہ سے محروم ہے۔ اڑیسہ کے متصل جو بنگال کا حصہ ضلع مدنی پور ہے اس میں کانتھی (کنٹائی) سب ڈویزن بہت ممتاز ہے۔ وہاں وہابیوں سے ۱۰/شوال المکرم سنہ رواں مطابق ۱۹/اپریل ۵۹ء بروز اتوار مناظرہ طے پایا ہے۔ جس کے متعلق بھدرک کے دعوت نامہ میں تذکرہ کر چکا ہوں۔ وہابیوں نے ۵۳/مولویوں کو دعوت دی ہے جس میں قاری طیب مہتمم دارلعلوم دیوبند بھی ہے جو اوائل رمضان المبارک سے کلکتہ میں مقیم ہے اگرچہ فقیر کا خیال ہے کہ مناظر مولانا ارشد القادری ہی رہیں وہابیوں کی طرف سے شیخ نجدی ہی کیوں نہ آئے۔ لیکن آپ حضرات کی سرپرستی بہت باعث برکت ہو گی۔

وہاں کے دولتمند طبقہ کو وہابیوں نے بہت کچھ توڑ لیا ہے- ایسے موقع پر غرباء کی دلجوئی نہ کی گئی تو مذہب کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے- اسی بنا پر حضرت مولانا ابراہیم رضا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو بھی تکلیف دی ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ جب آپ اور فقیر وغیرہ بھدرک سے لوٹ کر کنٹائی روڈ پہنچیں گے تو ادھر سے حضرت جیلانی میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ تشریف کنٹائی روڈ لے آئیں۔ پھر سب مل کر کانتھی چلیں تو بڑی آسانی

رہے۔ اہلسنت اڑیسہ خصوصاً بھدرک والے عرصہ سے جناب کے خواہشمند ہیں۔ ضرور تشریف لائیں عنایت ہوگی۔ کانھتی کا مناظرہ خدانے چاہاتو مغربی بنگال اور اڑیسہ کے کچھ حصہ پر اثرانداز ہوسکتاہے۔ تقریباً بارہ چودہ سال سے وہابیوں کی کوشش چلی آرہی ہے اس وقت اگراس کالحاظ نہ رکھاجائے حالت خطرناک ہوجانے کااندیشہ ہے لہذا گزارش ہے کہ بھدرک کا جلسہ اور کانھتی کے مناظرہ میں ضرور شرکت فرمائیں۔

کانھتی کھڑگپور سے ہمارے اس مدراس لائن میں بیس پچیس میل پر واقع ہے جہاں کلکتہ، سنسول اور گوموہ سے کھڑگپور ہوکر آسکتے ہیں۔ بانیان مناظرہ نے فارم کی خانہ پری وکوپن لکھا کر فقیر کے نام سے بھیجنے کے لئے لے گئے ہیں غالباًارسال خدمت کردیاہوگا۔ بھدرک کاتوسفر خرچ ارسال خدمت ہوچکاہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر تشریف آوری کامژدہ نہ سننے میں آیا۔ بواپسی ڈاک مژدہ سے سرفراز فرمائیں۔

حضرت مولاناوہاج الدین صاحب وعزیزی مولانامشاہدہ رضاصاحب، دیگراحباب اہلسنت کی خدمت میں ہدیۂ سلام مسنون۔ فقیر کا پتہ : ڈاک خانہ دھام نگر (Dham Nagar) ضلع بالیسر (Distt. Balasore)ہے۔ پتہ انگریزی میں بھی ضرور ہوتوبہتر ہے۔

فقیر حبیب الرحمن قادری غفرلہ،

۲۳/رمضان المبارک ۷۸ھ مطابق ۲/اپریل ۵۹ء

مکتوب(۳)

۷۸۶

۹۲

از: دھام نگر ۱۸/صفر المظفر ۸۰

محب عزیز زید حبہ! وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون و دعاء مقرون واضح ہو کہ طالب خیر بخیر ہے۔ محبت نامہ موصول ہوا، کیفیت معلوم ہوئی، فقیر کا خود ہی جی چاہتا تھا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلمی میں کسی طرح شرکت کروں۔ اگرچہ اوائق کثیرہ و موانع متعددہ مجبور کر رہے ہیں تاہم کوشش یہی ہے کہ شرکت کروں، دو دن کی شرکت بہت مشکل ہے اگر خدانے چاہاتو ۲۲/صفر روز سہ شنبہ کی صبح خدانے چاہا بریلی شریف پہنچونگا، آستانۂ عالیہ میں حاضری کے بعد کسی موٹر سے پیلی بھیت حاضر ہونے کا خیال ہے۔ فقیر کوئی ایسا مہمان اور اجنبی نہیں ہے جس کی سہولت کے لئے آپ لوگوں کو کام چھوڑ کر پریشانی جھیلنا پڑے۔ بس سے اتر کر کسی طرح خدا نے چاہا مکان تک پہنچ جائے گا۔ اپنی والدہ سے سلام، بچوں سے دعا کہہ دینا، احباب اہل سنت سے سلام کہہ دینا۔ فقط والدعاء

فقیر حبیب الرحمن قادری

از: دھام نگر ضلع بالیسر اڑیسہ

مکتوب(٤)

٧٨٦

٩٢

محب عزیز زید حبکم! وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ

محبت نامہ موصول ہوا کچھ ترددات وپریشانیاں اور کچھ کاہلی کی وجہ سے بہت تاخیر ہوگئی جس کا صدمہ ہے۔ عزیزی مولانا عبدالرب صاحب سلمہ کو جو خط لکھا جائے بتوسط محبی حاجی سلیمان صاحب محلہ شیخان باڑہ ہندوراؤ دہلی کے پتہ پر لکھیں یا موضع ڈینگر پور ڈاک خانہ کندر کی ضلع مراد آباد کے پتہ پر لکھیں۔

تین چار دن ہوئے حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولی تعالی عنہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ عرصہ سے آپ سے کچھ سنا نہیں کچھ سنایئے تو مسکرا کر جلدی سے ممبر پر تشریف لے گئے، سرکار غوث رضی المولی تعالی عنہ کی منقبت میں غزل پڑھنا شروع کیا۔ بڑا لطف آیا۔ دو ہی چار شعر پڑھا تھا کہ آنکھ کھل گئی بہت صدمہ ہوا جب آنکھ کھلی ایک شعر یاد رہ گیا تھا وہ بد قسمتی سے بھول گیا۔ دو دن تک بہت یاد آئے، بہت پریشان کیا۔ اب بھی یاد آتی ہے تو پریشانی ہوتی ہے۔ مزار شریف پر فاتحہ کے بعد سلام عرض کر دینا۔ موقع ملا تو جلد سے جلد حاضر ہو کر سلام عرض کرے گا۔ فقط والدعاء

کل پھر ایک کارڈ موصول ہوا ہے آج ہی جواب جارہا ہے احباب اہل سنت سے سلام عرض کر دینا۔ فقط والدعاء

فقیر حبیب قادری غفرلہ

٢١/جمادی الاولی ٨٤ھ روز سہ شنبہ از: دھام نگر ضلع بالیسر اڑیسہ

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از: استاذ الاساتذہ جلالتہ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ مفتی عبد العزیز صاحب محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

مکتوب (۱)

محب محترم حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی زید مجد کم! وعلیکم السلام ورحمتہ۔

خط ملا جس میں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال پر تاثرات طلب کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک کیف ہے جس کے لئے الفاظ نہیں۔ حضرت موصوف کی رحلت کا قلب پر جو اثر ہے زبان و قلم اس کی ترجمانی سے قاصر ہیں۔

حامئ سنت ماحئ بدعت سر شکن نجدیت سلطان المقررین امام المناظرین شہید ملت حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت الحاج مولانا شاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت وہ سانحہِ عظیمہ ہے جس نے دنیائے سنیت میں صف ماتم قائم کر دی ہے۔ آپ کی وفات اہل سنت پر کوہ الم سے کم نہیں۔ آپ کی مفارقت قلب و جگر پر ہمیشہ باقی رہنے والا زخم کاری ہے۔ آپ کی جدائی سے بڑا خلا محسوس ہو رہا ہے۔ دنیا سوگوار نظر آتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ رجعون۔ العین تدمع والقلب یحزن ومانقول الا مایرضی بہ ربنا۔ آپ کی شخصیت دنیائے اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شان امتیاز رکھتی تھی جس نے گورستان وہابیت میں سناٹا کر دیا، گلستان دیوبندیت تاراج کر دیا، نجدی قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ بڑے بڑے دیوبندی سورماؤں کو آپ سے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ نجد کے بڑے بڑے وفادار اور منظور نظر اس شیر سنیت کے نام سے کانپتے، لرزتے تھے۔ ہند کی شیخیت کا خواب دیکھنے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اس شیر سنت نے جس طرف رخ کر دیا حق و صداقت کے ڈنکے بجا دیئے۔ باطل کے پرخچے اڑا دیئے۔ حضرت ممدوح نے وہ نمایاں شاندار دینی خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک آپ کی زریں یادگار رہے گی۔

میدان تبلیغ و مناظرہ میں آپ خود ہی اپنی مثال تھے۔ پوری زندگی مجاہدانہ، مخلصانہ دینی خدمات میں گزاری۔ فجاھم اللہ خیر الجزاء۔ مولی تعالی حضرت موصوف علیہ الرحمہ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آپ کے فرزندوں، عزیزوں اور جملہ متوسلین ومعتقدین کو صبر جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

غم نصیب

عبدالعزیز عفی عنہ

مکتوب(۲)

حامئ دین متین ناصر الاسلام والمسلمین حضرت شیر بیشۂ سنت قاطع نجدیت و دیوبندیت دامت برکاتکم القدسیہ وعمت افاداتکم القدسیہ! السلام علیکم ورحمۃ

کرم نامہ صادر ہوا عزیزی عبدالشکور کو مطالعہ کرایا، مکرمی حافظ عبدالحلیم صاحب وغیرہ مخلصین محبین کو مضمون سے آگاہ کیا، جناب والا کی فتح و ظفر کے سلسلے میں تہنیت و مبارکبادی کی مجلس منعقد ہوئی، طلباء واحباب اہل سنت شریک تھے، مقدمہ بھدرسہ کی کامیابی پر خوشی منائی گئ، جناب والا کے مناقب و فضائل کا تذکرہ ہوا۔ یہ جلسہ اس دینی خدمت کی کامیابی پر قلبی مسرت کے ساتھ جناب والا کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اس نازک دور میں اتنی بڑی زبردست کامیابی حضرت شیر بیشہ سنت کے اخلاص و ایثار کی برکت اور اعلی حضرت قبلہ ومظہر اعلی حضرت کی کرامت ہے۔ دعا کرتا ہے کہ مولی عزوجل آپ کے ظل کرم کو ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور ہمیشہ مظفر ومنصور فرمائے آمین۔

استاذ معظم حضرت صدر الشریعہ قبلہ قدس سرہٗ العزیز کی وفات نے دل و دماغ پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے۔ خداوند کریم آپ اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دے اور حضرت قبلہ کے مراتب علیا میں بے شمار بلندی بخشے آمین وبہ نستعین

ازہری صاحب زید مجد ہم کو تعزیت نامہ تحریر فرمائیں تو پتہ حاضر ہے۔ طلبہ و محبین و مخلصین سلام مسنون عرض کرتے ہیں والسلام۔

خادم عبدالعزیز عفی عنہ ٤/ذی الحجہ ۶۷ھ

(اس کاڈر کے پتے کی عبارت:۔ بشرف ملاحظہ عالیہ حامئ سنت قاطع شر نجدیت مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا شاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب دامت برکاتہم محلہ بھورے خان پیلی بھیت)

مکتوب(۳)

مولانا المکرم مخدومنا لاعظم دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ

ہدیۂ مسنونہ کے بعد گزارش۔ بفضلہ بخیر۔ عوافی مزاج گرامی کا طالب۔ یہ وہ وقت ہے جس کا کئی ماہ بے چینی کے ساتھ انتظار کیا۔ جناب کے دیدار فیض آثار کی طرف نظر لگی تھی امید تھی کہ ماہ شوال کے اخیر میں مدرسہ کا جلسہ ہوگا، عالی جناب تشریف لائیں گے مگر اس وقت کئی وجہ سے انتظام نہ ہوا، اراکین نے جلسہ ملتوی کر دیا۔ دیکھئے کب قسمت جاگتی ہے اور قدم بوسی حاصل ہوتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے کہ زیارت و قدم بوسی سے مشرف و فیضیاب ہو سکوں۔

گاہ گاہ خیریت و صحت مزاج سے مطلع فرماتے رہیں غایت کرم ہو۔ ماہ ذی الحجہ میں کم از کم ایک گرامی نامہ روزانہ فرمادیں جس میں صحت مزاج کے ساتھ جائے قیام بھی تحریر فرمائیں عین بندہ نوازی ہو گی۔ جملہ مدرسین و طلبہ واراکین مدرسہ کی جانب سے سلام نیاز۔

آپ کا خادم عبدالعزیز

از مبارکپور ٢٤/شوال ٧٥ھ

شان مظہر اعلی حضرت

از-تاجدار مسند مارہرہ مطہرہ سندالحکماء سیدالعلماء حضور علامہ شاہ سید آل مصطفی صاحب قبلہ قادری برکاتی علیہ رحمۃ والرضوان
سجادہ نشین آستانۂ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ وصدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء

میں نے شیر بیشۂ سنت کو رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو پہلی مرتبہ اس عمر میں دیکھا کہ ان کی عمر انیس سال کی تھی اور میں آٹھ سال کا بچہ تھا۔ بریلی شریف سے تشریف لائے تھے۔ میرے خال محترم تاج العلماء تاجدار مسندِ برکاتیہ کو ایک تبلیغی جلسہ کی دعوت دینے کے لیے آئے تھے۔ مگر اتفاق یہ کہ حضور تاج العلما رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرخ آباد کے تبلیغی جلسے میں تشریف لے جاچکے تھے اور گھر میں میرے مرشدِ برحق قدوۃ الکملاء زبدۃ الاصفیاء حضور سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن الملقب بلقب شاہ جی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تشریف فرما تھے۔ میرے نانا جان ضعیف ہو کر خانہ نشین ہو چکے تھے، مجھ سے ارشاد فرمایا "لالہ! مولوی حشمت علی خاں صاحب آئے ہیں تمھارے ماموں کو لے جانے کے لیے، ماموں تمھارے فرخ آباد گئے ہیں، جاؤ اور انھیں ہماری حویلی میں ٹھہراؤ اور ان کے آرام کا بندوبست کرو" آج جب میں بوڑھا ہونے کو آیا تو پورا نقشہ میرے سامنے ہے کہ میں کس طرح سے گھر سے کھانا لے کر گیا تھا اور میں نے کس طرح سے کھانا کھلایا تھا۔ اور کس طرح سے میں نے کہا تھا کہ بؔا فرخ آباد گئے ہوئے ہیں اور میاں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے ملے بغیر مت جایئے گا۔ یہ میری پہلی حاضری اور پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد تو کچھ ایسے ربط بڑھے کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اگر پندرہ دن بریلی ہیں تو پندرہ دن لکھنؤ ہیں تو دس دن مارہرہ شریف میں۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے جب میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی محل سرا میں روبقبلہ دوزانو خود بیٹھے اور حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ ہمارے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے ہمارے دونوں زانوؤں سے ملادو اور اس طرح سے جب دونوں بیٹھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ "میں نے جملہ سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ سارے اعمال واشغال و

مراقبات جو خانوادۂ برکاتیہ میں مجھے اپنے مرشدوں سے ملے ان سب کی اجازت تم کو دی۔ اور مجھے یاد ہے کہ اس کے ساتھ ہی حضرت شیر بیشۂ سنت نے اپنا سر ان کی گود میں ڈال دیا اور حضرتِ والا کا سر ان کے ہاتھوں پر آگیا۔

شیر بیشۂ سنت سے میرے گھر کے ربط و ضبط کو تم میں سے کوئی نہیں جان سکتا، تم میں سے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تمھیں نہیں معلوم حضرت شیر بیشۂ سنت سے میرے گھر کے تعلقات کو بمبئی میں جاننے والے ایک تھے جو گزر گئے میرے برادرِ طریقت منشی مصطفیٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور پان والے، اللہ تعالیٰ انھیں حی و قائم رکھے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کے برادرِ عزیز مجاہدِ ملت حضرت مولانا مفتی محبوب علی خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ وہ جانتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ میرے گھر کے کیا روابط تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت میرے استاذ محترم بھی تھے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت ایک مہینے کے لیے خانقاہِ برکاتیہ میں تشریف لائے اور میں نے تفسیرِ جلالین، نور الانوار، قطبی مع میر اور شرح وقایہ کے چودہ سبق حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔ یہ تو وہ پڑھنا ہے جو میں نے کتاب کھول کر زانو تہہ کر کے حضرت سے پڑھے۔ اور اس کے بعد میری عمر گزری ہے حضرت کے ساتھ رہنے میں، ان کو دیکھنے سمجھنے اور بوجھنے میں۔ میری تقریر کی رنگت میری تقریر کی سوجھ بوجھ اور میری سوچ اور سمجھ کا رنگ یہ حضرت شیر بیشۂ سنت کا ہے۔

(اور اس کے بعد حضرت نے دار العلوم اہلسنت شاہ عالم کے ایک دینی جلسے اور اپنی تقریر کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا جس کو اجمالاً ذکر کیا جا رہا ہے) اس جلسے میں میرا بیان غالباً میری عمر کا سب سے طویل بیان تھا۔ جب میرا بیان ختم ہو چکا تو حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا" کہ میاں حضرت مولانا حشمت علی صاحب یاد آگئے" تو میں نے کہا صحیح بات ہے باپ کا پر تو بیٹے پر، استاد کا پرتو شاگرد پر پڑا ہی کرتا ہے۔ اگر آپکو حضرت شیر بیشۂ سنت یاد آگئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں، ان کا جسم ہم میں نہیں ہے لیکن تم باور کرواس بات کو کہ ان کی روحانیت ہم میں ہمیشہ رہے گی۔ اوران کی روح کی برکتیں ہمیشہ اہلسنت کی مدد گار رہیں گی، انہوں نے اپنے جو فیض چھوڑے ہیں وہ فیض جاری وساری رہے گا۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنی نشانی چھوڑتا ہے۔ انھوں نے اپنی جسمانی اولاد بھی چھوڑی ہے اور روحانی اولاد بھی چھوڑی ہے۔ ہم جیسے فیض لینے والے ان کی روحانی اولاد ہیں۔ اور میرا عزیز بچہ مولانا مشاہد رضا خاں صاحب ان کے بڑے صاحبزادے الحمداللہ رب العٰلمین فارغ التحصیل ہو کر دستار بند ہو چکے ہیں۔ اوراس کے معنی یہ ہیں حضرت شیر بیشۂ سنت کی مسند علم ورشد ان کے بعد خالی نہیں رہے گی۔

آج تمھیں کھول رہا ہوں شاید تمھیں نہیں معلوم ہو گا ان کا چھوٹا بچہ حافظ و قاری عسکری رضا خاں سلمہ، میرا دودھ کا بیٹا میرے بچوں کی ماں نے اسے دودھ پلایا ہے۔ اسی طرح حشمت علی خاں صاحب کی اہلیہ محترمہ میری استانی نے میری ایک بچی کو دودھ پلایا۔ تو یہ دونوں آپس میں دودھ کے بھائی بہن ہیں۔ اور حافظ قاری عسکری رضا خاں الحمدللہ جید قاری ہے، مستند قاری ہے۔ اور وہ ویسے بھی میرا بچہ تھا لیکن اب تو حقیقت یہ ہے کہ وہ میری اولاد میں شمار ہے۔ کیونکہ میرے بچوں کے ساتھ دودھ پی چکا ہے۔ اور یہ بات کہنے میں میرے دل کو تسلی ہے کہ انشاءاللہ مسندِ شیر بیشۂ سنت خالی نہ رہے گا۔ اور جو کام عمر بھر شیر بیشۂ سنت نے کیا خدا نے چاہا اور اس کے چاہے سے اس کے رسول نے چاہا، جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم تو یہ کام انشاءاللہ تبارک وتعالیٰ ان کے فرزندانِ ظاہری ومعنوی کرتے ہی رہیں گے آمین اللھم آمین!

منقبت

خدارا ولی بود حشمت علی، نبی را رضی بود حشمت علی

ز فیضانِ بو بکر صدیقِ اکبر، نقی و صفی بود حشمت علی

ز فاروق و عثمان ضیائے گرفت، بدینِ علی بود حشمت علی

ز نورِ قدومِ شہِ غوثِ اعظم، بہی و سنی بود حشمت علی

ز فیضِ رضا و ز برکاتِ قاسم، رفیع و ذکی بود حشمت علی

بوصفش چو پرسید سید ز ہاتف، بگفتا تقی بود حشمت علی

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از-شاہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضور ابراہیم رضا خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

پیارے سنی حنفی قادری رضوی بھائیوں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ایک آیتِ کریمہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

میں فرماتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم فرمانے والے ہیں اور اللہ ہر شئ کا جاننے والا ہے اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن ایک حدیث میں ہے "من سلك علیٰ طریقی فھواٰلی" یعنی جو شخص میرے راستے پر چلے تو وہ میری آل ہے دوسری حدیث شریف میں ہے "اٰلی کل مومن تقی" ہر پرہیز گار ایماندار میری آل ہے۔ آیتِ کریمہ اور احادیث طیّبہ کے مفہوم کو یکجا کرنے پر یہ مطلب نکلا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے مردوں میں کسی کے صلبی وجسمانی باپ نہیں لیکن ہر ایک پرہیز گار ایماندار شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روحانی وایمانی بیٹا ضرور ہے اور اگر کوئی کسی کا جسمانی وصلبی بیٹا ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اُس کے اعمال وافعال شریعتِ مطہرہ سے ٹکرا رہے ہوں تو وہ ان کا بیٹا اور اہل نہیں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے بارے میں کہا گیا "إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ج إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ج" کنعان تیرے گھر والوں میں نہیں کیوں کہ اس کے کام بُرے ہیں اسی طرح علمائے حق کا کوئی صلبی وجسمانی بیٹا بھی اگر اُن کے دین ومذہب پر نہ رہے تو وہ اس کا دینی وروحانی بیٹا نہیں ہے اور کسی

ربانی عالمِ دین کا کوئی نام لیوا جو اس کی نسل سے ظاہری طور پر کچھ تعلق نہ رکھتا ہو لیکن اس کے دین و مذہب پر ثابت و مستقیم ہو تو وہ اس کا روحانی وایمانی بیٹا ضرور ہے۔

اس طرح ہر وہ سُنی عالم جو دینِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اسی طرح قائم ہو جس طرح کی اعلیٰ حضرت نے قائم رہنے کے لئے فرمایا ہے تو وہ شخص اگرچہ اعلیٰ حضرت کا صلبی وجسمانی بیٹا نہ سہی مگر روحانی و ایمانی بیٹا ضرور ہے۔

اور اس کے برعکس ان کا کوئی جسمانی و صلبی ہی کیوں نہ ہو مگر دینِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا پر قائم نہیں تو وہ ان کا بیٹا نہیں سمجھا جائگا پیلی بھیت کے سنی حنفی قادری رضوی بھائیو تم کو مبارک ہو اللہ تبارک و تعالےٰ نے تمہاری دینی رہنمائی اور ایمانی دستگیری کے لئے ایک ایسی مبارک ہستی عطا فرمائی جو اعلیٰ حضرت قبلہ کا مظہر ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کا روحانی نور نظر اور دینی قرۃ البصر ہے وہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا الشاہ محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ کی ذات گرامی ہے جنہوں نے شدید فتن کے دور میں بھی سخت محن کے وقت میں اعلیٰ حضرت قبلہ رضی المولےٰ تعالیٰ عنہ کے پڑھائے ہوئے سکھائے ہوئے سمجھائے ہوئے اور یاد کرائے ہوئے سبق کو خود بھی پوری طرح یاد رکھا اور اپنے وابستگان اہلسنّت کو بھی۔ پوری طرح اس پر سخت سے سخت امتحانوں شدید سے شدید ابتلاؤں میں ثابت و مستقیم رہے اور دامن سے لپٹے ہوئے سنی مسلمانوں کو بھی اسی پر مضبوطی کے ساتھ ثابت و مستقیم رکھا اور یہ مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور اُن کے ساتھ والوں پر اور ان کے ساتھ مسلمانانِ اہلسنّت پر خدا اور رسول کا فضل و کرم ہے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کو جیسا ہونا چاہیے تھا افسوس کہ ہم بھی ایسے نہیں رہے۔۔۔ یار لوگوں نے مختلف سبز باغ دکھا دکھا کر ہم لوگوں کو بھی اعلیٰ حضرت قبلہ کا وہ پیارا سبق بھلا دیا۔۔ آج ہم پھر اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے اسی دیئے ہوئے سبق کو یاد کرنے کے لئے اس ہستی (شیر بیشۂ اہل سنت) کے

پاس آئے ہیں دعا کیجیے کہ اب ہم کبھی بھی حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیئے ہوئے اس ایمانی سبق (یعنی موالاۃ اولیاء اللہ و رسولہ و معاداۃ اعداء اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اعتقاداً قولاً فعلاً کسی طرح نہ بھولیں اور مسلمانوں کو وہی سبق یاد کرانے اسی کا عامل بنانے میں اپنی زندگی صرف کر دیں آمین۔

(مولانا حشمت علی ایک تحقیقی مطالعہ صفحہ ۱۶۰)

شان مظہر اعلی حضرت

از-زبدۃ المشائخ مرشد طریقت سرکار کلاں حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف اشرفی قدس سرہ کچھوچھہ شریف

مولانا الاعز زیدت مدار جکم ! وعلیکم السلام و بر کاتہ

طالب خیر بخیر ہے

آپ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی کو شائع کرنے والے ہیں۔ میں اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مولانا علیہ الرحمۃ کے بارے میں میرے تاثرات پوچھ رہے ہیں بھلا بتایئے کہ وہ شیر حق جس کا ایمان باللہ و بالرسول (جل جلالہ وعلیہ و علی آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام) ریکارڈ بن گیا ہے جو رسول پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تعظیم و محبت میں مطعون رہا ہے جو باطل شکنی اور احقاق حق میں اپنی آپ ہی مثال ہے، جس کی ایک ایک گرج نے باطل کے قلعے پلٹ دئے ہیں، جس کی زندگی کی ہر ہر ادا میں اتباع سنت کا غلبہ رہا ہے۔ مشائخ اور سادات اور اساتذہ کے ادب میں جو آپ ہی اپنی مثال ہے وہ عالم، فقیہ، مناظر، ثقہ، عدل و تقویٰ اور خشیت ربانی کا مجموعہ ہے، جس کے سر پر دیکھنے والوں نے دست غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ہمیشہ دیکھا ہے۔ جس نے امر دین میں کبھی کوئی مزاحمت گوارہ نہ کی، جس کے ایمان کو بھری تجوریوں سے بھی خریدا نہ جاسکا، جو اعلان حق میں ہر لومتہ لائم سے ہمیشہ بے نیاز رہا، جو صرف اللہ سے ڈرا اور کسی باطل قلم کی نوک یا باطل تلوار کی دھار نے دبانے میں کبھی کامیابی حاصل نہ کی، اس کے بارے میں میرے تاثرات وہی ہیں جو ہر سنی صحیح العقیدہ کے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ان سے واقف ہو کر ان کے عقیدے کے موافق ہے وہی صحیح معنی میں سنی ہے صحیح الایمان ہے اور ان سے واقف ہو کر ان کا بدگو ہو وہ یقیناً بد مذہب، بے دین ہے۔ جس کا مقام اتنا اونچا ہو کہ آج جس کا علم و عمل مقام استدلال میں لایا جاسکے، ان کے بارے میں اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے

کہ ساری سنی دنیا ان کا ماتمی ہے اور ان کے فیوض و برکات کے لئے تڑپ رہی ہے۔ اعلی اللہ مقامہ و نور اللہ مثواہ قبرہ۔

فقط

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

شان مظہر اعلی حضرت

از-شہزادۂ مخدوم سمناں حضرت مولانا سید حامد اشرف صاحب کچھوچھوی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف

۷۸٦

۹۲

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

اچانک کل بذریعۂ تار حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر جانکاہ پڑھی گئی۔ تمامی سنیت میں اس حادثہ فاجعہ سے کہرام برپا ہو گیا۔ آہ! سرتاج سنیت ہم سے اٹھ گیا۔ جس سے سنیوں کی گردنیں فخر سے بلند تھیں آہ! وہی نہ رہا، جس کی آمد کو سن کر بدمذہبوں میں بھگدڑ مچ جاتی تھی آہ! وہ ہم کو ان بھیڑیوں کے نرغے میں یکہ و تنہا چھوڑ گیا۔ آہ! اہل سنت وجماعت کا وہ دروازہ ٹوٹ گیا جو غیروں کی یلغار کو روکے ہوئے تھا۔

اے مولائے قدوس! ہماری بے کسی وبے بسی پر رحم فرما، پھر کوئی شیر جماعت مرحمت فرما آمین۔

حضرت مولا علی رضی المولی تعالی عنہ فرماتے ہیں: "العالم ثلم فی الاسلام ثلمہ لا یسدھا الاخلف منہ"

ہم تمام حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے سوگ میں ہیں اور متعدد مجلس ایصال ثواب قائم کی گئی ہیں۔ مولائے قدوس اپنے خاص جوار رحمت میں رکھے۔ ہمیں نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز رحمت کی دعائیں کرتی ہے۔ "یستغفروللعالم مافی السموات والارض رواہ البیھقی فی شعب الایمان"

ہم اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مولائے قدوس! ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرما اور حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے متمتع فرما۔ آمین۔ فقط والسلام

یکے از غم نصیباں

سید حامد اشرف غفرلہ

۱۰/ محرم ۸۰ھ

شان مظہر اعلی حضرت

از-شہزادۂ خلیفۂ اعلی حضرت سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ ابوالوقت محمد ہدایت رسول قادری برکاتی لکھنوی (رضی اللہ عنہ)

حضرت مولانا شاہ امانت رسول قادری نوری لکھنوی علیہ الرحمۃ الرضوان

۷۸۶

الی مولانا الاکمل الامجد الافضل المولوی حشمت علی خاں حفظه المولیٰ تعالی عزو جل و حماه من کل مکروه و دجل و من شر کل مبتدع آخر و مرتد اضل۔

السلام علیکم و قلبی بحمد ربی الیکم

جناب کا رسالہ بخشش کا قبالہ (اجمل انوار الرضا) نظر افروز ہوا۔ دیکھ کر دل و جان معزز و منور ہوئے۔ مولانا! آپ تو حضور اعلی حضرت رضی المولی تعالی عنہ کے مظہر کامل ہیں۔ مولیٰ تعالی کو شہید و بصیر مانتے ہوئے اس کے محبوب علیہ و علی الہ الصلاۃ السلام کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اعلائے کلمۃ الحق میں اس زمانۂ پر فتن میں آپ کو فرد یکتا سمجھتا ہوں آپ کے ارشادات "اجمل انوار الرضا" کے ایک ایک حرف سے متفق ہوں۔

[فتاوی اہلسنۃ للکد اہل الفتنۃ ص ۱۵-۱۶]

شان مظہر اعلی حضرت

از-جامع منقول ومعقول حاوی فروع واصول فقیہ عصر شمس العلماء حضرت مولانا مفتی قاضی شمس الدین احمد جونپوری علیہ الرحمہ

آہ مولانا حشمت علی۔۔۔۔۔۔۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ایک عالم کی موت یقیناایک عالم کی موت ہے اور بلا شبہ ثلمہ دین ودنیائے اسلام کو اس شیر حق کی رحلت سے جو نقصان عظیم پہنچاہے اس کی تلافی ناممکن کہ ہم میں سے جو جاتاہے اپنا جانشین نہیں چھوڑتا۔ اس دور پر فتن میں ان کی دینی خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں اور امت پر جو ان کا احسان عظیم ہے وہ کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ خصوصا احقاق حق وابطال باطل میں ان کے قولی وقلمی جواہر وزواہر جو آپ اپنی نظیر ہیں، دنیا شاہد ہے کہ آپ حق کہنے میں کبھی کسی سے ڈرے نہیں اور دبے نہیں۔

فضل وکمال کا یہ عالم کہ مذاہب اغیار تک کی کتابیں نوک زبان، میدان بحث میں آپ کا بڑے سے بڑا زبان آور مخالف طفل دبستاں۔ علیہ رحمة والرضوان من الکریم المنان الیہ المشتکی و ھو المستعان و علیہ التکلان و الصلاۃ والصلام الاتمان علی حبیب الرحمٰن و علی آلہ وصحبہ مادام النیران۔

فقیر ابوالمعالی شمس الدین احمد جونپوری

شانِ مظہر اعلیٰ حضرت

از- حضور اجمل العلماء اکمل الفقہاء علامہ شاہ مفتی محمد اجمل صاحب قبلہ سنبھلی علیہ الرحمۃ والرضوان

مکرمی محترمی زید مجدہ! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

مزاج شریف! آپ کے وعدہ کی بناء پر آپ کا اسم گرامی اشتہار میں طبع کرادیا گیا ہے۔

ویسے بھی شہر میں عام طور پر شہرت ہو چکی ہے۔ لہذا آپ کا اب تشریف لانا ضروری اور اہم ضروری ہے۔ میں نے زبانی بھی حضرت مولانا مولوی حافظ عبد العزیز صاحب سے بریلی شریف میں عرض کر دیا تھا۔ مزید یاد دہانی کے لئے عریضہ بھی حاضر کر رہا ہوں کہ اب آپ کا کوئی عذر مسموع نہ ہو گا۔ لہذا آپ ۱۰/شعبان کی علی الصباح بعد نماز فجر مبارکپور سے روانہ ہوں اور جہاناگنج اسٹیشن پر ۸:۴۹ پر گاڑی آتی ہے اس سے روانہ ہو کر شاہ گنج وہرہ اکسپریس سے روانہ ہوں اور شب میں ٤:٥٢ پر مراد آباد اتر کر چندوسی والی گاڑی میں تشریف رکھیں بلاری میں اس کو چھوڑ کر سنبھل والی گاڑی بدل دیں۔ یہ گاڑی سنبھل ۷-۱۵ پر پہنچ جاتی ہے تو اس طرح آپ سنبھل ۱۱، ۱۲ شعبان دو تاریخوں میں شرکت فرمالیں گے۔ مجھے قوی امید ہے اسی طرح تشریف لا کر مجھے انتہائی مسرت کا موقع دیں گے۔

محمد اجمل قادری غفرلہ

از سنبھل ٦ شعبان، یوم چھارشنبہ ۷۷ھ

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از- حضرت سلطان الاولیاء حضرت بابرکت عظیم المرتبت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ چشتی ابوالعلائی علیہ الرحمۃ والرضوان

فیض العارفین حضرت علامہ صوفی شاہ غلام آسی حسنی رامپوری علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک بار اجمیر میں عرس شریف کے موقع پر سلطان الاولیاء حضرت صوفی خواجہ محمد حسن شاہ چشتی ابوالعلائی جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فقیر غلام آسی بھی حاضر خدمت تھا اور بہت سارے مریدین و متوسلین بھی حاضر خدمت تھے، باتوں باتوں میں حضرت صوفی خواجہ حسن صاحب قبلہ فرمانے لگے "آج پوری دنیا میں کوئی سچا مولانا ہیں تو میری نگاہ میں مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی ہیں۔ جنھیں یہ عزت و کرامت اور بزرگی و پزیرائی نیز علم و فضل، ہمت و جرأت، فتح و نصرت، شوکت و عظمت بریلی کے بڑے مولانا حضرت احمد رضا خاں صاحب کی نسبت سے ملی ہے"۔

میں نے پوچھا، میاں سرکار قبلہ ! آپ نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو تو دیکھا نہیں ہے پھر ان کے بارے میں کیسے جانتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ علی کے گھرانے والے آپس میں ایک دوسرے کو سبھی جانتے ہیں۔ میں نے بھی جو کچھ نعمت پائی ہے وہ خانوادۂ علی سے پائی ہے اور امام احمد خاں صاحب نے بھی وہ نعمت ایک آل رسول کے ہی گھرانے سے پائی ہے، میں بھی سید نہیں اور مولانا صاحب (مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ) بھی سید نہیں، مگر جہاں میرے مرشد گرامی پر غوثِ اعظم شاہ جیلاں اور سلطان الہند سرکار غریب نواز کو ناز ہے اسی طرح مولانا احمد رضا خاں پر بھی ان کے پیر و مرشد کو ناز ہے۔ شریعت مطہرہ کے ستاروں کو عہد حاضر میں نئی چمک دینے والوں میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا نام سر فہرست ہے اور یہ کرامت و شرف مولانا صاحب کو تاجدار مارہرہ کے توسل سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے۔

[اعلیٰ حضرت ایک عالمگیر شخصیت ص ۲۰۳ بحوالہ مقدمہ تجلیات امام احمد رضا ص ۱۵۶]

شانِ مظہر اعلیٰ حضرت

از- مفتی اعظم سنبھل مخزن علوم وفنون حضرت علامہ شاہ مفتی عماد الدین صاحب قادری جمالی سنبھلی، مرادآباد

فقیر حقیر نے فتوائے مبارکہ 'اجمل انوار الرضا' من اولہا الی اخر ہا بعین انصاف و بنظر امعان مطالعہ کیا۔ ماشاءاللہ کیا خوب اور کتنا مرغوب صحیح استخراج سے مقرون بحق وصواب لکھا ہے۔ مولی تعالیٰ حضرت مفتیٔ شریعت شیر بیشۂ سنت حافظ و محافظ دین وملت مولوی ابوالفتح عبید الرضا مولانا حافظ محمد حشمت علی خاں صاحب غیظ الضالین حقد الحاسدین متع الله المسلمین بطول بقائه واستعمله في رضائه ورضاء رضائه وادام فيضه و انوار ضیائہ کواہل دین و تقوی کی طرف سے جزائے خیر فی الدارین عطا فرمائے اور اہل اسلام وار باب سنت کو عموماً اور متوسلین امام المسلمین مجدد الملۃ والدین اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو خصوصا اس پر عمل تام کی توفیق حسن مدام عطا فرمائے کہ آنجناب بھی اس دور فتن اور بے امتیازی کے طوفان و محن میں دین حق کے حامی و ناصر ہیں اور ارباب ضلالت واصحاب بطالت ائمہ مضلین کے اضلال سے امت مرحومہ کے محافظ۔ آپ کی بے لوث دینی حمایت و حمیت اور لائمین کی ملامت، بدسگالوں کی عداوت و شرارت سے بے خوفی بتارہی ہے کہ آپ نہایت صحیح معنی میں رضویت مقدسہ مطہرہ کے علمبردار ہیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے سچے جانشین اور مظہر اتم ہیں۔ میرا دل ودماغ اور عدل وانصاف اس کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ وہی بندہ ہے جس کی بابت امام اہل سنت دام فیضہ نے اپنی آخری وصیت میں جزماً فرمایا تھا کہ اللہ تعالی ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا "حدیث پاک: لاتزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى ياتي امر الله و هم على ذلك" کے افراد میں سے ایک سچا کامل فرد۔ کیا کروں کہ میرے دینی جذبات حقہ اس عرض پر مجبور کر رہے ہیں کہ آپ "أشداء على الكفار رحماء بينهم" کے حقیقی مطیع و متبع ہیں۔

[فتاوی اہل السنۃ لکد اہل الفتنہ ص ١٤]

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از۔ خلیفۂ تاج الاولیاء حضرت باباتاج الدین صاحب ناگپوری قدس سرہ محب حقانیت وصداقت صوفی باصفا

حضرت باباعبدالصمد صاحب تاجی علیہ الرحمہ بھیکی پوری، رائے بریلی

۷۸۶

۹۲

مخدومنا المعظم ذوالمجد والکرم حضرت مولانا و بالفضل اولانا دامت برکاتکم العالیہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

طالب الخیر مع الخیر ہے اور خیریت ہی مطلوب۔ آپ کے مرسلہ پرچے وصول ہوئے۔ حسب الارشاد کتاب مستطاب ''اجمل انوارالرضا'' کی تصدیق حاضر خدمت ہے۔ حضرت سید الوالد ادام ظلہٗ علینا الرب الماجد مشہور نزدیک ودور باباشاہ عبدالصمد صاحب تاجی دامت برکاتہم القدسیہ (خلیفۂ ارشد حضرت بابرکت تاج الاولیاء باباتاج الدین صاحب ناگپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی اس مبارک فتوے کو بہت پسند فرمایااور آپ کے علم و عمل میں برکت کی دعافرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مولانا کو لکھ دو کہ گھبرائیں نہیں اپنا کام کرتے رہیں۔ تمام روحانی قوتیں ان کے ساتھ ہیں اور ہر وقت ان کی امداد واعانت کے لئے تیار ہیں۔ بہت جلد ایسا عجیب وغریب وقت آنے والا ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جائے گا اور مولیٰ تعالیٰ ہم غربائے اہل سنت کو خوش کر دے گا۔ بد مذہبوں کی بدزبانی پر صبر کریں کہ یہی طریقۂ اسلاف ہے۔

وانا الفقیر الحقیر سگ بارگاہ تاج الاولیاء

محمد جلال الدین التاجی غفرلہ

دوشنبہ مبارکہ ۹ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ موضع بھیکی پور، ڈاک خانہ فتحپور ضلع رائے بریلی

شان مظہر اعلی حضرت

از- مفتیِ اعظم کانپور عالم شریعت و طریقت امین شریعت حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین قبلہ علیہ الرحمہ

مکتوب (۱)

۷۸۶ و ۹۲

۲۴ جنوری ۵۲ء کانپور

بخدمت گرامی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت دام مجدکم! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

قصبہ پرشدے پور متصل سلون ضلع رائے بریلی میں ۲۱/ جنوری کو میں مناظرہ کے لیے بلایا گیا جب پہنچا تو وہاں کے علمائے دیوبند موجودین نے مجھ سے مناظرہ سے گریز کرتے ہوئے میعاد کی توسیع چاہی میں نے اجازت دے دی۔ اب ۱۷ فروری روز یکشنبہ دن کا وقت طے پایا۔ کاکوری کے ہاں ان کی بہن منسوب ہے اس لیے ان لوگوں کو قوی امید ہے کہ انہیں میدان میں لے آئیں گے، ان کے علاوہ ان کے اور تینوں اکابر کے متعلق ان لوگوں کا خیال ہے اور ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی آجائے۔ بہر صورت اعانت آپ پر ضروری ہے۔ آپ ۱۶/ فروری کو رائے بریلی پہنچنے کے لیے وقت نکالیں۔ امید کرتا ہوں کہ میری درخواست شرف قبولیت حاصل کرے گی۔ اس کا جواب اور اپنا پتہ تحریر فرمائیں تاکہ سفر خرچ روانہ کیا جائے۔ حضرت مفتیِ اعظم قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ نیز طالب دعاء ہوں احباب حاضرین کو سلام۔ فقط

نہایت بے چینی سے جواب کا منتظر رہوں گا۔

طالب خیر ودعاء

فقیر رفاقت حسین غفرلہ احسن المدارس قدیم

مکتوب(۲)

۷۸۶

عزیز محترم! السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

ابھی ابھی آج ۱۲/ محرم الحرام کو بذریعہ ایک کارڈ انتہا کی جانکاہ خبر موصول ہوئی، معلوم ہوا۸/ محرم کو حضرت واصل الی المولی تعالی ہو گئے۔ مولی تعالی انھیں قرب خاص عطا فرمائے اور آپ حضرات کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ افسوس! دنیائے سنیت میں ایک بہت بڑی کمی ہو گئی مولی تعالی آپ کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین

انشاء المولیٰ تعالی ۱۵/ محرم کو شاندار طور پر ایصال ثواب و بیان مناقب کے لیے جلسہ منعقد ہو گا جس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ مجھ سے جو خدمت متعلق ہو سکے حاضر ہوں۔ فقط

دو روز ہو گئے ابھی تک تار کا جواب نہیں آیا۔

دعا گو فقیر رفاقت حسین غفرلہ

دار العلوم شاہ عالم احمد آباد

شان مظہر اعلی حضرت

از- پیر طریقت رہبر شریعت عاشق بارگاہ رسالت حضرت مولانا سید شاہ شاہد حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بارگاہ عشق، پٹنہ بہار

٩٢/٧٨٦

تاریخ ٤/جمادی الاولی ١٣٧١ھ بروز جمعہ

از: تکیہ شریف، پٹنہ سیٹی

بگرامی خدمت فیض موہبت۔ حضرت شیر بیشۂ سنت، ماحیٔ بدعت، قاطع کفر وظلالت، مظہر اعلیحضرت (قدس سرہ) مجمع الفضائل، منبع الفواضل، قدوۃ الواصلین، زبدۃ المحققین حضرت مولانا المولوی حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی مجددی دامت برکاتہ ونوالہ وافضالہ۔

الف الف سلام شوق قبول باد

گزارش خدمت فیض درجت اینکہ بفضلہ تعالی و بکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالی علیہ وسلم آستانہ شریف پر خیریت ہے خیریت آنحضور والا شب وروز بہ درگاہ رب بے نیاز نیک مطلوب۔

دیگر اینکہ مولانا ظفر الدین صاحب مدظلہ کا جوابی کارڈ حضور والا کی خدمت اقدس میں موصول ہوا ہوگا۔ اوراس سے پوری کیفیت معلوم ہو گئی ہو گی، لیکن پھر بھی طبیعت نے بہت مجبور کیا کہ میں خود حضور والا مدظلہ کی خدمت فیض درجت میں نیاز نامہ روانہ کروں اور حضور والا مدظلہ کو قدم رنجہ فرمانے کے لیے مجبور کروں تاکہ مجھے حضور کا نیاز بھی حاصل ہو جائے۔ اور بددینوں اور گمراہوں کا جو سیلاب بھولے بھالے سنیوں کو اپنے رو میں تہ و بالا کرنا چاہتا ہے اس کا انسداد بھی ہو جائے اور پھر اس صوبۂ بہار میں لوگوں کے دماغ گلستان رضویت اور گل

چمنستان سنیت سے معطر ہو جائے گا تاکہ ان گندہ ذہنوں، گمراہوں، بے دینوں سے قطعی نفرت ہو جائے اور اہل سنت و جماعت کا بعونہ تعالی و بکرم حبیبہ صلی المولی علیہ وسلم بول بالا ہو جائے۔

اور حضور والا نے فرمایا بھی تھا کہ ایک بار مجھے پورنیہ وغیرہ کی طرف پہنچایا جائے۔ لہذا بعونہ و بکرمہ صلی المولی علیہ وسلم خداوند تعالی نے یہ وقت لایا کہ تاریخ ۲۶/فروری ۱۹۵۲ء مطابق ۲۹/ جمادی الاولی ۱۳۷۱ھ بروز سہ شنبہ ایک جلسہ رحمان پور ضلع پورنیہ میں منعقد کرنے کے سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اب صرف حضور والا کے جواب باصواب کا نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار ہے۔ امید کہ آنحضور مد ظلہ، فورا واپسی ڈاک سے جواب عنایت فرما کر ہم لوگوں کی بے چینی اور اضطراری کو دفع فرمائیں گے۔ اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کس پتہ پر حضور والا کی خدمت اقدس میں اخراجات روانہ کر دیئے جائیں اور حضور کو کٹیہار جنکشن او۔ ٹی۔ آر لکھنؤ ایکپریس یا الہ آباد پسنجر کے ذریعہ تشریف لانا ہو گا۔ لیکن حضور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کس تاریخ اور روز میں تشریف لاتے ہیں تاکہ ہم لوگ کٹیہار جنکشن میں حضور والا کا انتظار کریں۔ باقی بوقتِ ملاقات۔ فقط والسلام اور تمامی حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔

خواجہ سید شاہ حسین غفرلہ ذنوبہ

سجادہ نشین بارگاہ عشق تکیہ شریف، محلہ میتن گھاٹ، پٹنہ سیٹی

اور حضور والا کم از کم ایک ہفتہ کے اندر کا کسی کو وعدہ نہ فرمائیں کیونکہ حضور کو ایک ہفتہ کم از کم قیام فرمانا ہو گا۔ فقط والسلام

واز جانب احقر الناس محمد یوسف غفرلہ، یکے از غلامان آستانہ و جناب ماسٹر محمد قیس صاحب ادری رزاقی۔ بی۔ اے۔ علیگ۔ بہت بہت سلام و نیاز قبول باد مضمون واحد ہے۔ فقط والسلام

محمد یوسف غفرلہ

(۲)

۷۸٦

۹۲

۱٤ جمادی الاولی ۱۳۷۱ھ جمعہ مبارکہ

مکرمی و معظمی، مخدومی و محتشمی حضرت مولانا المکرم مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ

بحمدہ تعالی مع الخیر رہکر عوافی خواہ مزاج اقدس کا ہوں۔ مورخہ ۲٦ فروری ۱۹۵۲ء کو جناب شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ صاحب سجادہ آستانہ حضرت عشق قدس سرہ کے زیر اہتمام کٹیہار کے علاقہ میں نہایت اہم دینی جلسہ ہونے والا ہے جس میں حضور کی شرکت از بس ضروری ہے جس کی تفصیل جناب مولانا مولوی محمد یوسف صاحب حمیدی نے اسی عرئضہ میں تحریر کردی ہے۔ خبر ملی ہے کہ حضور والا، حضرت مفتیِ اعظم مدفیوضہ کی معیت میں گونڈل پھر گجرات کا دورہ فرمارہے ہیں۔ اگرچہ حضور وہاں تشریف فرماہیں پھر بھی چند دنوں کے لیے آپ ضرور بالضرور وقت نکال کر کٹیہار تشریف لاویں۔ اسی علاقہ میں احیائے سنت کے لیے جناب محدث صاحب قبلہ نے حضور کا ہی ذریعہ، جناب شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں خبر بھیجی تھی۔ جناب ملک العلما نے بھی حضور کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ نیز جناب محدث صاحب بھی تاریخ مذکور میں اس جلسہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ شرکت فرمائیں گے لہذہ واپسی ڈاک سے منظوری تحریر فرمادیں کہ اخراجات کس قدر روانہ کئے جائیں۔

فقط والسلام خیر ختام۔

احقر الزماں

قیس محمد خاں قادری رزاقی غفرلہ

شانِ مظہر اعلیٰ حضرت

از۔ مخزن علوم وفنون حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت بلبل ہند علامہ مولانا شاہ مفتی محمد رجب علی صاحب قبلہ قادری رضوی مفتیٔ نانپارہ علیہ الرحمۃ والرضوان

۷۸۶

نانپارہ ۵ صفر مظفر

اعز گرامی برادر عزیز و محبوب حضرت مولانا مشاہد رضا خاں صاحب دام بالفضل والمواہب!

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

تقریباً ایک ماہ کے بعد نانپارہ واپسی ہوئی۔ امسال ماہ محرم الحرام کا عشرۂ مبارکہ پونہ میں گزرا، وہاں سے فارغ ہو کر جب بمبئی آیا تو حضرت مخدومنا عالی جاہ شیر بیشۂ اہل سنت صاحب الجاہ والجلالۃ ناصر الاسلام والسنۃ رحمۃ المولی تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ کے وصال کی خبر ملی صدمۂ جانکاہ ہوا۔ آہ مجھے وہ وقت یاد آتا ہے جبکہ میں بالاخانہ پر آپ کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کی زیارت سے مستفیض ہو رہا تھا۔ قضا و قدر کی باتیں کہاں معلوم ورنہ اسی وقت کسی نہ کسی طرح حضرت والا کو بیدار کر کے کچھ کلمات نصائح و مواعظ سن لیتا اور کچھ عرض و معروض کا موقع نکال لیتا۔ انشاء المولی تعالی۔

ہوتا وہی ہے جو اسے منظور ہے جلہ جلالہ آہ! اس دور فساد میں جبکہ الحاد و بے دینی، تذبذب ولا مذہبیت کا ہر طرف غلبہ و دورہ ہے، حضرت صاحب علیہ الرحمہ کا سایۂ ظاہر ہمارے سروں سے ہٹ جانا بڑی مصیبت اور عظیم ابتلاء ہے۔ حسبنا المولی الکریم۔ عزیزم صبر فرمایئے اور گھر میں سب کو صبر کی تلقین کیجیے۔ اسی کا ہے جو اس نے عطا فرمایا اور اسی کا ہے جو اس نے لے لیا۔ ہر چیز کے لیے اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس سے کمی بیشی غیر مقصور۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ والرضوان پر اپنی رضا و رضوان کی ہمیشہ بارش نازل فرمائے۔ اور آپ کو، ہم سب کو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے مسلک حق پر ثبات و استقامت بخشے اور

حمایت مذہب مہذب اہلسنت ورد وہابیت ولامذہبیت میں ہم سب کو بیش از بیش توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ اپنے سب بھائیوں اور دیگر متعلقین اہلسنت سے سلام مسنون فرمادیں، بالخصوص برادرم حافظ عمران، اسمٰعیل بھائی کو سلام وتحیت۔ خیریت نامہ جلد بھیجیے۔ والسلام۔

احقر محمد رجب علی القادری غفرلہ

از: نانپارہ

شان مظہر اعلی حضرت

از- سراج الملۃ والدین حضرت علامہ شاہ ابوالنصر محمد سراج الھدی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ الرضوان سجادۂ عالیہ قادریہ نوریہ بیت الانوار شہر گیا (بہار)

"حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیحضرت جناب مولانا مولوی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ علمائے اہلسنت میں وہ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کہ میں بلا وہم رد و طرد یہ عرض کر سکتا ہوں کہ امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلی حضرت فاضل بریلوی قدسنا اللہ باسرارہم المبارکۃ کے بعد یہی وہ یکتائے روزگار انسان ہیں جنہوں نے بلا خوف لومۃ لائم ہر بد مذہب بے دین مرتد کا تمام دنیائے سنیت سے زیادہ مقابلہ فرمایا ہے۔

(السراج الکامل صفحہ ۳)

شان مظہر اعلی حضرت

از-فاضل ذی وقار عالم حق آشکار حضرت علامہ شاہ عبید الرحمن صاحب حسنی لکھنوی علیہ رحمۃ القوی

٧٨٦

٩٢

بحمدہ تعالی ہر زمانہ و دور میں علمائے حق کا یہ شیوہ رہا ہے کہ انہوں نے ہر مشکل و پر فتن وضلالت وقت میں مسلمانوں کو صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ اس سنت قدیم پر عمل فرماتے ہوئے عصر حاضر کے سب سے بڑے حق گو حق شعار حق پرست عالم دین مصطفی علیہ و علی الہ افضل الصلاۃ والثنا حضرت علامۂ اجل شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلی حضرت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی برکاتی دام بالمعالی نے رسالۂ منیرہ مسمیٰ بہ "اجمل انوار الرضا" تصنیف فرما کر مسلمانوں کو ایک خفیہ و نا آشکار گمراہی سے بچالیا۔ فتنوں کے دروازے بند فرمادیے۔ مولی عزوجل عم نوالہ مولانا المحترم کو بہتر سے بہتر جزادے اور مجدد ماۃ حاضرہ موئد ملت طاہرہ علامہ فاضل بریلوی (رضی اللہ عنہ) کی مبارک روش پر قائم رکھے۔ آمین۔ ولعلم عند اللہ والرسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

فقیر عبید الرحمٰن الحسنی اللکھنوی غفرلہ

(فاضل السنۃ شرقیہ و مستند جامعہ نظامیہ، فرنگی محل، لکھنو، مقیم پکا بازار، شہر بستی)

(فتاویٰ اہل سنۃ لکد اہل الفتنۃ ص ٤)

جس کے نقش پا پہ جھکتی تھی نگاہیں عشق کی

از- پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رضی المولیٰ عنہ

ہزاروں سال نرگھس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔

نہ پوچھئے عمر ناپائیدار کی فتنہ سامانیاں مسرتوں اور آرزوؤں کے اژدہام میں آتی ہے اور عالم آب وگل سے روٹھ جانے کے بعد ہزاروں کو نوحہ وماتم میں تڑپتا چھوڑ جاتی ہے۔ دنیا اسی کا نام ہے، کسی کی آمد پر جشن چراغاں ہے تو کسی کے جنازے پر آہ وفغاں اور نالہ وشیون کی چیخ وپکار ہے، آنے کو تو ایک دنیا آتی ہے مگر اس مادر گیتی میں ایسے کم آتے ہیں جو لاکھوں کی آبرو اور کروڑوں کی آرزو بن کر آئیں اور جائیں تو قبیلہ وخاندان شہر اور ملک نہیں بلکہ عرب وعجم کو اپنا داغ مفارقت دے جائیں۔ انہیں میں سے ایک تھے مناظر اعظم شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃاللہ تعالی علیہ۔ جو قوم وملت کی آبرو بن کر آئے اور کروڑوں کو اپنے غم میں تڑپتا چھوڑ گئے، کچھ نہ پوچھئے اس غمزدہ دل کی دردناک داستان جس نے چند برس کی قلیل مدت میں اپنے متعدد اکابر کی رحلت کے غم اٹھائے ہیں۔۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب

چین لے مجھ سے حافظہ میرا

اپنی کتاب زندگی کے چند اوراق الٹئے اور دیکھئے تو سہی کہ گردش زمانہ نے کیسے کیسے صاحب فضل وکمال ہم سے چھین لئے۔ ابھی کل ہی کی بات ہے ملت اسلامیہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃاللہ تعالی علیہ کے پردہ فرمانے پر سوگوار تھی۔ اس غم میں آنسو خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ مصنف بہار شریعت صدر الشریعہ

مولانا امجد علی اعظمی اور مفسر قرآن صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو آسمان فضل و کمال کے آفتاب اور ماہتاب تھے یکے بعد دیگرے پیوند خاک ہو گئے۔ یہ ہمارے وہ اکابر ہیں کہ حزب مخالف بھی جن کے علم و فن کا لوہا مانتا ہے۔ دنیائے سنیت ابھی اس غم میں اشکبار تھی، ابھی ہم جیب و گریباں کی خبر بھی نہ لے سکتے تھے کہ آہ! مناظر اعظم شیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمہ اللہ تعالی علیہ کے سانحۂ ارتحال نے صبر وضبط کی رہی سہی دنیا بھی اجاڑ دی۔ اب تو اپنا عالم یہ ہے،

نشیمن پھُونکنے والے ہماری زندگی یہ ہے
کبھی روئے کبھی سجدے کیے خاک نشیمن پر

شذرات کے زیر عنوان میں جو کچھ بھی حاضر ہے چشم گریاں کے چند آنسو میں جو ان کی بارگاہ میں بطور نذرانۂ عقیدت حاضر ہیں۔

آپ بیتی: ۱۹۳۸،۳۹ء کی بات ہے استاد محترم مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی دعوت پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت الٰہ آباد تشریف لائے یہ میرا طالب علمی دور تھا اور اسی وقت سب سے پہلی بار ان کا شرف نیاز حاصل ہوا۔ تقریباً دو ہفتے آپ کا تبلیغی پروگرام رہا۔ شہر کے مختلف حلقوں میں آپ کے بیانات ہوئے دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات پڑی ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بیانات سے شہر کے وہابیہ دیابنہ میں بڑی ہلچل مچ گئی۔ اور پولیس، داروغہ کوتوال اور کلکٹر کی دہائی کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر مجاہد ملت نے فرمایا کہ آپ بے دھڑک بولئے، جو کچھ ہو گا میں سمجھ لوں گا۔ یہ دونوں نڈر اور بے باک سر فروش شانہ بشانہ احقاق حق اور ابطال باطل کرتے رہے۔ غالباً پندرہ روز کے بعد حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت ہمیشہ کے لئے اپنی یادیں چھوڑ کر دوسرے پروگرام پر واپس چلے گئے۔

پھر ۴۵، ۱۹۴۴ء میں آستانۂ غریب نواز شاہجہانی مسجد میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ یہ دور وہ تھا جبکہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت لیگ اور کانگریس سے الگ تھلگ اور ایک مسلک کے حامل تھے یعنی تقسیم ہند کے مخالف تھے۔ مجھے اس بات کا اچھی طرح علم تھا مگر میں اپنی اسی عقیدت کیشی کے ساتھ مشرف قدم بوس ہوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی " الحب في الله والبغض في الله " کی آئینہ دار تھی۔ مصافحے و معانقے کے بعد کچھ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ آخر مجھے گلے لگا کر انتہائی اخلاص و محبت سے رخصت کر دیا۔

اب ملک تقسیم ہو چکا ہے، نعروں کی وہ ہماہمی جا چکی ہے۔ غالبا ۴۹، ۱۹۴۸ء میں احباب فیض آباد کی دعوت پر بسلسلۂ تقریر حاضر ہوا، جامع مسجد ٹاٹ شاہ میں میرا قیام تھا معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت بسلسلۂ مقدمہ تشریف لائے ہیں، جس مقدمہ کی روداد مناظرہ بھدرسہ یا کسی اور نام سے شائع ہو چکی ہے، میں نے اپنی قیام گاہ پر ملاقات کی خواہش کی تو لوگوں نے مجھے روکا، مگر مجھے نہ رکنا تھا نہ رکا اور ملاقات کے لئے چل کھڑا ہوا۔ میرا اصرار دیکھ کر پیش امام جامع مسجد مولانا عبدالغفور صاحب بھی میرے ساتھ ہو لئے۔

حضرت علیہ الرحمہ کی قیام گاہ پر حاضر ہوا، مجی مولانا وجیہہ الدین صاحب نے فرمایا مشتاق ہدایت پر آؤ ہدایت پر یہ جملہ میرے لئے بڑا ہی دلخراش ثابت ہوا۔ یہاں تک کہ ہم میں اور مفتی وجیہہ الدین صاحب میں بڑی تیز باتیں ہونے لگیں۔ حضرت اسی کمرے کے دوسرے گوشے میں حقہ نوش فرما رہے تھے، کچھ دیر تو ہم لوگوں کی گفتگو سنتے رہے۔ مگر رنگ بگڑتا دیکھ کر مفتی وجیہ الدین صاحب پر اپنی برہمی کا اظہار کیا۔ اور مجھے گلے لگا کر فرمایا کہ مشتاق میرا بیٹا ہے مشتاق کو میں اولاد کی طرح عزیز رکھتا ہوں۔

عصر کا وقت آگیا، ہم اور امام صاحب قیام گاہ پر واپس آگئے اس کے کچھ ہی دنوں بعد بریلی شریف سے ایک پوسٹر آیا، جس کی سرخی تھی "بشارت عظمی" اس میں اس امر کا اعلان تھا کہ علمائے اہل سنت اور شیر

بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت کے درمیان مصالحت ہوگئی۔ پوسٹر کو دیکھتے ہی میں نے مکرمی مولانا الحاج محمد نعیم اللہ خاں صاحب سے درخواست کی کہ اپنی پہلی فرصت میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کو دعوت دیجئے۔ چنانچہ ہم لوگوں کے دعوت نامے پر حضرت الہ آباد تشریف لائے اور گلاب باڑی و حسن منزل میں آپ کی تقریر ہوئی۔

حسن منزل کے جلسے میں شہر کے شر پسند وہابیوں نے اینٹ و پتھر برسائے مگر اللہ اکبر یہ انہیں کا دل و گردہ تھا کہ بادل کی طرح برستے رہے اور شیر کی طرح للکارتے رہے۔ سلام و قیام پر جلسہ ختم ہوا، دو طرفہ کئی آدمیوں کی گرفتاری ہوئی اور مسلسل کئی ماہ اشتہار بازی اور پوسٹر بازی ہوتی رہی، پھر اس کے بعد متعدد مقامات پر حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ بیانات میں ساتھ رہا۔ مثلاً بھوجپور سنجل، بمبئی، احمد آباد، گورکھپور تلشی پور فیض آباد، گھوسی، ایدہا، بڑگانواں اور مغربی بنگال دیناج پور وغیرہ۔ بسا اوقات مجھے استفادہ کا بھی موقع ملا۔ تحذیر الناس اور حفظ الایمان کی عبارت پر مجھے کچھ شکوک وشبہات تھے۔ میں نے اپنے شبہات پیش کئے اور حضرت علیہ الرحمہ نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ دماغ مناظرانہ تھا، طبیعت میں بڑی جودت اور تیزی تھی۔احمد آباد ہم لوگ بسلسلۂ مناظرہ پہنچے تھے مگر وہابیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر حکم امتناعی نافذ کرادیا۔ جس پر حضرت علیہ الرحمہ کو انتہائی قلق اور افسوس ہوا۔ بار بار فرماتے اے کاش مناظرہ ہو گیا ہوتا۔ مناظرہ نہ ہونے پر ایسے ہی بگڑتے جیسے بھوکے شیر کے سامنے سے شکار غائب کردیا جائے۔ بہت سے لوگوں نے انہیں صرف مناظر سمجھا،اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا یہ وصف ان کے بہت سے اوصاف پر غالب تھا مگر وہ بے پناہ اوصاف و محاسن کے حامل تھے اور سچ تو یہ ہے کہ کسی کا مناظر ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ بہت سے علوم وفنون کا ماہر ہے۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ حفظ الایمان کی عبارت پر مناظرہ ہو تو لفظ ایسا ہی موضوع سخن رہے۔اس کا بھی احتمال ہے حدیث،اصول حدیث، فقہ،اصول فقہ، تفسیر،ادب گرامر یا معانی و بیان اور منطق و فلسفہ وغیرہ کے مباحث چھڑ جائیں۔ اگر مناظر کو ان فنون میں دستگاہ کامل حاصل نہیں ہے تو اس کو لفاظ و طباع تو کہا جائے گا مگر وہ صحیح معنوں میں مناظر نہیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت نے نہ جانے کتنوں کے جبڑے پھاڑ دیئے اور ان کے بڑے بڑوں کی بولتی بند کر دی، ان کے اکابر کا ناطقہ بند کر دیا محض اپنی جودت طبع اور لفاظی سے نہیں، بلکہ وہ علم و فن کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر تھے، انہیں اپنے علم اور اپنی معلومات پر بھروسہ تھا۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں مگر اپنی حیات ظاہری میں وہ جہاں سے گزر گئے ہوں وہاں جائیں تو آپ کو بھی یہ شعر یاد آجائے۔۔

پتہ دیتی ہے شوخی نقش پا کی
کوئی اس راہ سے ہو کر گیا ہے

جہاں پہنچے سنیت کا بول بالا کیا، رضویت کا نام اونچا کیا، فاضل بریلوی کا گن گایا، اپنے بڑوں کا خطبہ پڑھا، غوث اعظم کا گیت گایا، غریب نواز کی دہائی دی، پرچم توحید بلند کیا اور وقار نبوت کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی۔

میدان مناظرہ میں گالیوں کی بوچھار ہے، اینٹ و پتھر کی بارش ہے، دشمنوں کی یلغار ہے مگر علم و فن اور صبر واستقلال کا وہ مرد مجاہد گرج گرج کر شاتمان رسول کو للکار رہا ہے۔۔

کانٹوں میں ہے گھرا ہوا چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

ان کا وجود ہمارے لئے باعث صد افتخار تھا، ان کی رحلت نے ایک بڑی جگہ خالی کر دی وہ کیا نہ تھے وہ اپنے وقت کے عالم، فاضل، حافظ، قاری، حاجی محدث، فقیہ منطقی فلسفی مفسر، ادیب، صوفی، درویش، مجاہد، مناظر

سب ہی کچھ تھے اتنی بڑی شخصیت کا اٹھ جانا نہ صرف خاص کسی قوم وملت کا نقصان ہے، بلکہ یہ ملک کا بھی نقصان ہے۔

فن تجوید وقرأت میں بھی وہ اپنے وقت کے امام تھے ''ولا الضالین'' کے مخرج کی ادائیگی میں انہیں جو کمال تھا وہ شاید ہی کسی کو ہو، اپنے بڑوں کے ادب واحترام اور چھوٹوں پر شفیق ومہربان ہونے میں خود اپنی مثال تھے۔ حضرت مفتی اعظم ہند کی قدم بوسی ہاتھوں سے نہیں بلکہ جھک کر قدموں کو ہونٹوں سے چومتے۔ وہ ''اشداء علی الکفار رحماء بینھم'' کی مکمل تفسیر تھے۔

بعض لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے حالات زندگی کی اشاعت پر پرچہ بدنام ہو جائے گا۔ میں نے ان سے کہا اور کھلے بند اعلان کئے دیتا ہوں کہ ''پاسبان'' میری تجارت نہیں ہے۔ بلکہ وہ میری عقیدت ومحبت کا ترجمان ہے۔ جس کو ''پاسبان'' کی پالیسی سے اختلاف ہو وہ خود ہمارے راستے سے الگ ہو جائے، ہماری راہ بدلنے کی کوشش نہ کرے۔

پرور دگار عالم حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلی حضرت کے امثال پیدا فرمائے اور عزیز گرامی مولانا مشاہد رضا خاں صاحب کو ان کا صحیح جانشین بنائے آمین۔ پر خلوص دعا ہے کہ رب کرے اس شہید ملت کو جس نے ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۶۰ اتوار کو داعئ اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ اس کی قبر کو اپنی رحمتوں، برکتوں کا خزینہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

تذکرہ اہل وفاء کا

از-خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

آؤ! آج ایک ایسے مرد مجاہد کی بات کریں جو اپنی حیات ظاہری میں تو ہم میں نہ رہ گیا لیکن اپنی زندگی کے بے پناہ نقوش ہماری زندگی پر چھوڑ گیا اگر اس چھاپ کے بغیر ہماری زندگی کو دیکھا جائے تو زندگی زندگی نہیں ایک لفظ بے معنی ہو۔

آؤ! ہم اسے درس گاہوں میں ڈھونڈھیں تو اپنے وقت میں امام غزالی کا نائب نظر آئے خانقاہوں میں تلاش کرے تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا حق ادا کرتا نظر آئے۔ اور کانفرنسوں اور جلسوں میں تلاش کریں تو اس کے بغیر زبان گنگ نظر آئے اور مناظرے کے میدان میں تلاش کرے تو یہ محسوس ہو

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے
کے عدو کے سینے میں غار ہے
کسی چارہ جوئی کا وار ہے
کہ یہ وار آر سے پار ہے

غرض جس نے زبان کو قوّت گویائی دی ہے۔ مناظر کو بادلوں کی گھن گرج دی۔ کانفرنسوں کو اپنی روح کی توانائی اور بالیدگی دی۔ مقررین کو زبان کے نئے نئے اسلوب اور انداز فکر و ادب دیا۔

وہ بیک وقت ایک معیاری درس گاہ کا عظیم مدرس ہے وہ مفسر بھی ہے اور مایۂ ناز محدّث بھی وہ اپنے وقت کا فقیہ بھی ہے اور مفتی دین بھی۔ مگر ایک میدان ایسا بھی ہے جہاں وہ منفرد ہے۔ ممتاز ہے اور وہ ہے میدان مناظرہ۔۔ مناظرہ ان کی سرشت و فطرت ہے ضمیر و خمیر ہے اوڑھنا اور بچھونا ہے ان کی ہر ادا مناظرہ ہے۔ سچ تو

یہ ہے کہ مناظرہ انھوں نے سیکھا نہیں۔ ان کے رب نے مناظر کی فطرت پر انھیں پیدا کیا۔ وہ چاہتے تھے کے مناظرہ ہوتا رہے حق کی اشاعت ہوتی رہے باطل سرنگوں ہوتا رہے۔

وہ ایسے حاضر جواب تھے کے بڑوں بڑوں کے دانت کھٹے ہو جاتے مخبوط الحواس ہو جاتے آپ اس سے اندازہ کیجئے کہ مدرسہ ضلع فیض آباد کا مقدمہ ہے ابوالوفا شاہجہاں پوری سے اسی کورٹ میں بحث ہو رہی ہے ہمارے شیر سے جج نے کہا مولانا آپ شاہد و گواہ کہاں سے لائیں گے فرمایا۔ پاٹانالہ سے عبدالشکور کاکوروی کو لاؤنگا اتنا سننا تھا کہ کورٹ پر ایک سنّاٹااور ہو کا عالم طاری ہو گیا۔ جج کو معلوم تھا کہ عبدالشکور کاکوروی مولانا کا حریف ہے دشمن نے عالم حیرانی میں پوچھا کے مولانا آپکا دشمن آپکے حق میں کیسے گواہی دے گا۔ حضرت نے فرمایا جج صاحب! ابھی آپ فن مناظرہ سے واقف نہیں۔ آپ بلائیے تو سہی پھر دیکھئے گا اگر گواہی نہیں دیتا تو ہمارااس کا مناظرہ اسی کورٹ میں ہوگا۔ اتنا سننا تھا کہ مجمع کا سکوت ٹوٹ گیا۔ نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت ہمارا شیر زندہ باد، مناظر اعظم زندہ باد کے نعروں سے کورٹ کی فضاء گونج اٹھی اور جج نے بھی کہا کہ ایسے شیر سے پنجہ کون ملا سکتا ہے۔ میں نے یہ لکھا ہے کہ وہ معیاری درس گاہ کے عظیم مدرس بھی تھے۔ اس کی بھی شہادت لیتے جائیے۔

ایک بار دفتر جمعۃ العلمائے قدیم بھنڈی بازار میں مجالس محرم کے سلسلے میں مولوی وجیہہ الدین رامپوری آئے۔ مولانا حکیم سید فضل رحیم رحمتہ اللہ کا دور تھا مولوی صاحب نے حکیم صاحب سے ملاقات کی۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب تکفیر وہابیہ سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو رامپوری مولوی صحاب بولے کے میں ابھی سوچ رہا ہوں۔ تو حکیم صحاب نے فرمایا۔ تشریف لے جائیے جب سوچ لیجئے گا تو آئیے گا۔ مولوی رامپوری حکیم صاحب کے کمرے سے نکل کر اس سے متصل کمرے میں چلے گئے۔ جہاں سنّی علمائے کرام کا قیام تھا وہاں پر مسئلے پر گفتگو شروع کر دی کہ آپ لوگ دیوبندیوں کی تکفیر کیوں کرتے ہیں صرف اسلئے کے اعلیٰ کو ارزل سے تشبیہ دی اور بات ذرا تیز ہو گئی۔ اندیشہ تھا کے بات ہاتھ سے نکل جائے چنانچہ جب حکیم صاحب کو معلوم ہوا تو فوراً حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کی قیام گاہ پر آدمی بھیجا کہ جلد تشریف لائے۔

حضرت تشریف لائیں اور بات شروع ہوگئی۔ اب ہمارا شیر گرجتی ہوئی آواز میں بولا۔ مولانا اسکا مدار لغت پر نہیں اس کا مدار عرف عام پر ہے بس یہ جملہ سننا تھا کے علماء کرام اٹھ گئے۔ کوئی ہاتھ چوم رہا ہے کوئی قدم بوسی کر رہا ہے کوئی پیشانی چوم رہا ہے۔ نعرے پہ نعرے لگ رہے ہیں۔ مولوی رامپوری کا چہرہ اتر گیا اور جوتا پہن کر یہ جا وہ جا۔

قریب سے دیکھو تو معلوم ہو کے پوری دنیائے سنیت نے جس کو مناظر اعظم کہاں بہت سوچ سمجھ کر کہا سیدنا امام احمد رضا کتابوں کے مصنف ہے شیر بیشۂ سنت ان کتابوں کے ناشر و مطبع اور قلب و جگر میں اتارنے والے ہے۔ وہ مسلک اعلی حضرت کو پڑھاتے نہیں بلکہ پلاتے تھے۔

ایک بار میں گجرات کے دورہ پر تھا۔ پادرہ کمبولی ٹنکاریہ وغیرہ بھی جانا ہو کمبولی میں جلسے کے بعد لوگوں نے ایک مسئلہ پوچھا۔ میں نے جواباً کہا اعلیٰ حضرت کی فلاں کتاب ملی تو میں جواب حاضر کرونگا۔ بس تھوڑی دیر میں احباب نے کتابوں کا انبار لگا دیا میں حیران تھا کہاں بریلی کہاں گجرات کا کمبولی۔ یہ فیضان علم تھا شیر بیشۂ سنت کا وہ جہاں گئے پیلی بھیت و لکھنؤ لے کر نہیں گئے بریلی لے کر گئے۔ اپنے باپ دادا کا نام لے کر نہ گئے امام اہلسنّت مجدد اعظم کا نام لے کر گئے۔

ایک بات اور یاد آگئی۔ ایک دفعہ کاٹھیاوار کا شہر گونڈل میں میرا تقریری پروگرا تھا اور حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کے یہاں چائے کی دعوت تھی۔ درمیان گفتگو میں نے کہا کہ میری کتاب تجانب اہل السنہ کہیں گم ہوگئی ہے مجھے بہت صدمہ ہے۔ مکرمی اسمٰعیل صاحب اٹھے اور اپنے کتب خانہ سے لاکر یہ کتاب مجھے نظر پیش کی۔ میں حیران تھا کہ یااللہ! کہاں گونڈل کہا پیلی بھیت مگر سب کا سب صدقہ ہے شیر بیشۂ سنت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا۔

دروز بعد مجھے عزیزم حافظ لعل محمد قادری کو سفر حج و زیارت کے لیے رخصت کر کے کرناٹک جانا ہے ایسے میں خطیب اہلسنّت و قاری ملت مولانا الحاج محمد منصور علی صاحب قادری خطیب سُنّی بڑی مسجد۔ مدنپورہ

بمبئی کا پیغام آیا کے کچھ لکھ کر پھر کرناٹک جائیۓ۔ چار وناچار قلم اٹھاناپڑا اور ذہن میں جو کچھ منتشر تھا اسے سمیٹ کر حاضر کررہاہوں۔ میں نے کچھ احسان نہیں کیا مولانا کا احسان ہے کہ انھوں نے اس سعارت میں مجھے شریک کرلیا۔

مولانا منصور علی خان ایک علمی خانوادے کے شہزادے ہے انھوں نے علم کی گود میں پرورش پائی۔ مسلک اعلیٰ حضرت ان کی ریڑھ میں ہے انھوں نے اپنے والد ماجد سے علم سینہ بھی پایااور علم سفینہ بھی پایاہے، ان کے والد ماجد حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ شیر بیشۂ سنت کے بھائی خود بھی بہت بڑے عالم مفتی۔ حافظ قاری مدرس مقرر خطیب مصنف و شاعر وادیب اور وقت کے شیخ طریقت بھی۔ انھوں نے پڑھا بھی تھااور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے پیا بھی تھا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے بڑے صاحبزادے مولانا محمد منصور علی خان کو پڑھایا بھی اور پلایا بھی۔ اب اسے کون جانے کے کتنا پلایا ہے۔ یہ تو پلانے والا ہی جانتا ہے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کے آج ملک کے شرق و گرب میں مولانا منصور کی خطابت کی دھوم ہے۔ جہاں جاتے ہے اعلحضرت کا مسلک لیکر جاتے ہے۔

مخالفین اہلسنّت نے مقدمہ دائر کیا ،پریشان کیا۔ لیکن سچّی بات یہ ہے کہ بزروگوں کے کرم سے مولانا منصور ہر مقام پر فتح مند و مظفر و منصور ہی رہے۔ شہر ممبئ کی اتنی بڑی مسجد کی خطابت و امامت آسان نہ تھی۔ سنّی بڑی مسجد عام مساجد کے لیے ایک مثالی مسجد ہے۔ یہاں سنّی معمولات و مراسم کو زندہ رکھا جاتا ہے جس سے خود قوم کو زندگی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی سے مولانا منصور کو زندہ رکھے اور مراسم و معمولات اہلسنّت زندگی وتابندگی پاتے رہے۔ آمین

محبوب ملت و شیخ طریقت مفتی ممبئ عالم با عمل حضرت مولانا الحاج محمد محبوب علی خان قادری علیہ رحمۃ والرضوان نے کتنے قلمی شاہکار چھوڑے ہیں آج کل کے طلباء اگر اُسے یاد کرلے تو میدان مناظرہ کے شہ سوار بن جائیں۔ ایسی نادر و نایاب کتابیں تصنیف فرمائی ہے کہ اگر ان کتابوں سے کتب خانہ خالی ہے تو وہ مکمل کتب خانہ نہ

سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس علمی خانوادے کو بہت دنوں تک دینی خدمت کے لیے سلامت رکھے۔آمین بات دور آگئی ہماری زندگی شیر بیشۂ سنت کے احسانات سے دبی ہوئی ہے۔ میں دیہات سے الہ آباد آیا تھااور مدرسہ سبحانیہ میں پڑھ رہا تھاایک وہابی مدرس کے پاس میری فارسی کی کتابیں تھی وہ بہت کٹر وہابی دیوبندی تھا۔ شیر بیشۂ سنت اور مجاہد ملت کو گالیاں دیتا تھا۔ اسی درمیان میں مجاہد ملت نے آلہ آباد میں شیر بیشۂ سنت کا بارہ روزہ تقریری پروگرام مرتب فرمایا۔ بارہ دن مسلسل میں حضرت کی تقریریں سنتا رہا وہابیت دیوبندیت سے کچھ آشنائی ہوئی۔ مجاہد ملت تو پہلے ہی دل میں اتر گئے تھے اب شیر بیشۂ سنت بھی اسی دل میں آکر بیٹھ گئے۔

اب میں نے کمیٹی سے فارسی مدرس کی شکایت کی چنانچہ کمیٹی نے میرے اسباق کو مولانا نظام الدین صاحب اور مولانا عبدالرب صاحب مراد آبادی کے پاس منتقل کر دیا گویا میرے علم وادب کا خوشگوار دور آیا یہ سب صدقہ حضرت شیر بیشۂ سنت کی معیّت اور بابرکت صحبت کا ہے۔

اس کی زندہ مثال الحاج حافظ لعل محمد قادری ہے۔ بھیونڈی میں مناظرے کے زمانے میں ان سے میں نے کہا کہ مناظرہ میں کام کرو دارالعلوم کی رسید مت کاٹو مناظر کو ایک گلاس پانی دینا بھی ثواب کا کام ہے۔ چنانچہ حافظ لعل محمد نے ایسا ہی کیا میں بہت خوش ہوا ایک بار میں نے دارالعلوم کی روداد میں لکھا کہ ہمارا سفیر وہابی دیوبندی جماعت اسلامی سے چندہ نہیں لے گا۔ تو ظہور یہ ظہیر نام کا ایک شخص حافظ لعل محمد سے بولا کہ مولوی صاحب اگر اپنی روداد سے یہ جملہ نکال دیے تو میں پچیس ۲۵ ہزار کا چندہ دیتا ہو۔ حافظ لعل محمد نے کہا۔ ہمارے یہاں دین ومسلک کا سودا نہیں ہوتا۔ ہم سنّیوں سے چار چار پیسے کا چندہ لینگے۔ لیکن مسلک اعلحضرت سے انحراف نہیں ہو سکتا۔

بے نصیبی سے ہم نے بریلی میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن ہم پڑھتے تھے الہ آباد میں پیتے تھے بریلی میں۔ شیر بیشۂ سنت و حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں ہمارا یہ پینا ہی کام آگیا۔ میں آج بطور فخر کہہ سکتا ہوں کہ میں رضوی

مارہروی ہوں۔ رضوی مارہروی رہوں گا۔ رضوی مارہروی ہو کر مرونگا۔ اللہ تعالیٰ بریلی کے آستانے کو سلامتی عطا فرمائے۔ آمین۔

بریلوی مسلک کے فروغ وارتقا میں اگر سب سے پہلے کسی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ تو شیر بیشۂ سنت اور محبوب ملت کا۔ دنیا ہزار طعنہ دیتی رہی لیکن علامہ جامی کی زبان میں یہی کہتے رہے

بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم

دنیا نے کچھ بھی کہا لیکن ان کے کانوں نے سنا نہیں وہی بولے جو بریلی میں دیکھتے اور سنتے تھے شیر بیشۂ سنت مناظرے کی بہت سی باتیں سناتے رہتے تھے۔ جو سینے میں محفوظ ہیں۔ گیا کا مناظرہ تحذیر الناس کی عبارت پر تھا۔ ادری ضلع اعظم گڑھ کا مناظرہ مسئلہ علم غیب پر تھا۔ بھدرسہ ضلع فیض آباد کا مناظرہ مسئلہ علم غیب پر تھا بہت سی رودادیں شائع ہو چکی ہے۔

اڑتی پھرتی تھی ہزاروں بلبلیں گلزار میں

جی میں کیا آیا کہ پابند نشیمن ہو گئے

حضور بدر ملت کے چند خطوط

از- حضور بدر ملت علامہ بدرالدین احمد رضوی رضی المولیٰ عنہ

بشرف گرامی! امام المناظرین غیظ المنافقین حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر سرکار اعلی حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی پیلی بھیتی قدس سرہٗ العزیز۔

۹۲/۷۸۶

از براؤں شریف

۹ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ

مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۵۹ء

حسب ارشاد:-

حضور سیدی شاہ صاحب قبلہ

از قلم، بدرالدین احمد قادری رضوی

حضرت اقدس قبلہ! مزاج سلامی!

السلام علیکم

مؤدبانہ عرض یہ ہے کہ حضرت سیدی شاہ صاحب قبلہ کا مزاج مبارک ان دنوں بہت ناساز تھا۔ چنانچہ علاج کے سلسلے میں حضرت قبلہ فیض آباد پہونچے اور لکھنؤ کے ارادے سے ردولی شریف تک پہونچے زمرد گنج کے ایک مرید سے معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ ردولی کے عرس میں شرکت فرمائیں گے۔ اور جناب قمر الدین صاحب نے بتایا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ کی شرکت حتمی اور یقینی ہے۔ حضرت قبلہ کو بڑی امید تھی کہ

حضور سے ملاقات ہوگی اور بیان بھی سننے میں آئے گا۔ لیکن معلوم نہیں کیوں حضرت عرس میں شرکت نہ فرماسکے۔ پھر ردولی سے حضور شاہ صاحب قبلہ فیض آباد تشریف لائے اور وہاں ڈاکٹر مصرا سول سرجن نے تشخیص کی اور بتایا کہ حضرت کے خون مبارک کی حدت ۹۰ پائنٹ تک پہونچ چکی ہے اور جب تک ٦٠ پائنٹ تک نہ ہوگی طبیعت ٹھیک نہ ہوگی چانچہ اس نے دوا دی۔ اور پرہیز بہت سخت بتایا ہے۔ یہاں حضور اس وقت صرف ساگ روٹی پر اکتفا کیے ہیں۔ کمزوری زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ وہاں سے حضور ڈھلمئو تشریف لے گئے اور مدرسے کی عمارت بننے کا انتظام فرمایا کیونکہ امسال شوال ۷۸ھ ہی سے انشاء المولی تعالی عربی درس گاہ کا افتتاح ہو جائے گا۔ پھر ڈھلمئو شریف ایک ہفتہ قیام کر کے حضرت فیض آباد تشریف لائے اور ڈاکٹر مصرا کو بلوایا۔ اس نے بذریعہ آلہ حضرت کے جسم مبارک کا معائنہ کیا اور بتایا کہ اس وقت دوران خون ۷۰ پائنٹ پر ہے اور بفضلہ تعالی وبعون حبیبہ علیہ التحیۃ والثناء دوا کام کر رہی ہے اس نے پندرہ دن کی دوا دی ہے اور کہا کہ دو ہفتہ کے بعد پھر ملیے۔ پھر فیض آباد سے حضور قبلہ براؤں شریف تشریف لائے اور دو ہفتہ یہاں قیام فرمایا اور آج انشاء المولی تعالی فیض آباد کو روانہ ہو جائیں گے۔

کل ۱۸ جنوری ۱۹۵۹ء کی ڈاک سے گوشائیں گنج کے محبوب صاحب کا ایک کارڈ جو بنام محمد یوسف وضیاء اللہ سوداگران چرم نان پارہ تھا یہاں آیا جس کو محمد یوسف صاحب نے بھیجا ہے۔ محبوب کا خط بعینہٖ نقل ہے۔

بخدمت بھائی ضیاء اللہ محمد یوسف سوداگران چرم بعد السلام علیکم واضح ہو کہ آپ کا خط بلٹی ملا۔ بڑی مسرت ہوئی واضح ہو کہ ہمارے یہاں ۱۹، ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء کو جلسہ ہوگا اور اس جلسہ میں دیوبندی اور ہم لوگ کے مولانا کا مقابلہ ہے اور اندیشہ ہے کہ اہل سنت وجماعت اور وہابی کا مناظرہ ہو جائے لہذا اس جلسہ میں حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ کی شرکت کرنا ضروری ہے۔ اس لیے آپ تکلیف گوارہ کر کے یہ خط حضرت شاہ صاحب قبلہ کے پاس پہونچا دیجیے اور حضرت شیر بیشۂ اہلسنت قبلہ کو تاریخ مقررہ پر آجانا ضروری

ہے کوشش کر کے بلوادیویں کہ وہ ضرور آویں اور یہ بھی لکھیں کہ مولانا کا سفر خرچ کہاں روانہ کیا جاوے میں بڑی عاجزی سے لکھ رہا ہوں کہ یہ کام ضرور کر دیویں یہ مذہب کا معاملہ ہے۔

مولی عزوجل کا شکر ہے کہ گوشائیں گنج میں خالص سنیت کی تبلیغ کی تڑپ لوگوں میں پیدا ہو رہی ہے محبوب اور ماسٹر محبت صاحبان اپنے آدمی ہیں گوشائیں گنج کی کثیر آبادی سنیوں کی ہے لیکن گول تقریر کرنے والوں نے اب تک انھیں دھوکے میں رکھا تھا لیکن اب بحمدہ تعالیٰ باطل کا پردہ چاک ہونے والا ہے۔

حضرت کی تو عادت کریمہ قدیمہ یہی رہی کہ جہاں بھی مناظرہ کی ضرورت آئی تو حضرت نے مقررہ جلسوں کی تاریخیں ملتوی فرمادیں ہیں اس لیے امید ہے کہ ۱۹، ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء کی تاریخ گوشائیں گنج کے لیے منظور فرمائیں گے تاکہ وہاں خالص سنیت کے پھلنے اور پھولنے کا موقع حاصل ہو۔

حضور سیدی شاہ صاحب کی تمنا ہے کہ وہ جہاں بھی رہیں گے لیکن مناظرہ کی تاریخ میں انشاء المولی تعالی گوشائیں گنج پہونچیں گے۔

مکرر آں کہ حضور محبوب کو بھی اطلاع عطا فرمائیں گے پتہ پشت پر درج ہے۔ محبوب صاحب کلا تھ مرچنّٹ، پوسٹ مقام گوشائیں گنج ضلع فیض آباد۔

حضور سیدی شاہ صاحب قبلہ کی جانب سے حضور قبلہ کی خدمت مبارکہ میں سلام پیش ہے۔ اور اس سگ بارگاہ رضوی کی جانب سے عرض ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحت اور تندرستی بہت کمزور ہو چکی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ رب کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صدقے میں کرم فرمائے۔

اس سگ بارگاہ رضوی کی ایمانی تمنا ہے کہ ایک بار بھی زندگی میں حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ کی خدمت میں رہ کر مناظرہ کا دیکھنا نصیب ہو جاتا تو آئندہ بے دینوں سے مقابلہ کرنے کے لیے کچھ درس حاصل ہو جاتا۔

بدرالدین احمد قادری رضوی دستِ بستہ ہو کر امام المناظرین کی بارگاہ میں عقیدت کا سلام پیش کرتا ہے____ فیض الادب حصہ دوم مرتب کر چکا ہوں جس کے آخر میں حضور اعلی حضرت قبلہ کی مختصر سوانح عمری عربی زبان میں لکھ کر شامل کی ہے تاکہ طلبۂ اہلسنت اپنے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے مبارک نام اور مقدس زندگی سے آگاہ ہوں لیکن ابھی اس کے چھپنے کا انتظام نہ ہو سکا ہے۔ حاضرین کو سلام عرض ہے۔ عزیزم بابو مشاہد رضا اور حضرت مولانا وجیہہ الدین صاحب قبلہ کو سلام عرض ہے۔ ایک عدد فیض المنطق بذریعہ بک پوسٹ روانہ ہے عزیزم مولانا مشاہد رضا صاحب ملنے پر اطلاع فرمائیں۔

کفش بردار اور قدم بوس

بدرالدین احمد رضوی براؤں شریف۔

(ضلع بستی یوپی)

از براؤں شریف

ذی القعدہ ۱۳۷۸ھ

۲۳ مئی ۱۹۵۹ء

مخدومنا المعظم وقدوتنا المکرم!

مزاج سامی!

السلام علیکم

مؤدبانہ گزارش ہے کہ متعدد معروضات پیلی بھیت کے پتے پر حضرت کی خدمت میں میں نے ارسال کیے۔ لیکن عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے مجھے جواب عطا نہ ہوا۔ حضرت کی تصنیف جو المہند کی رد میں ہے وہ

اس وقت کہاں ملے گی ہم اس کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ فیض الادب حصہ دوم اس وقت لکھنؤ میں زیر طبع ہے۔ حصہ دوم کے آخر میں حضور اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی مختصر سوانح عمری بھی عربی زبان میں لکھ کر شامل کردی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ فیض الادب اول، دوم سنی طلبہ کے لیے بہت مفید ثابت ہو گی انشاء المولی العزیز ثم شاء حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت کے تحت اشراف جو مدارس ہیں ان میں یہ دونوں کتابیں جاری فرمانے کا حکم فرمائیں۔ فیض المنطق حضرت کی خدمت میں پیلی بھیت کے پتے پر بھیج چکا ہوں غالباً وصول ہوئی ہو گی۔___ صدرالدین برادر زادے خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں وہ کچھ معروضات پیش کریں گے۔ امید ہے کہ انہیں باریابی کا موقع دیا جائے گا۔ حضرات علمائے کرام کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

(ضلع بستی، یوپی)

(مکتوبات بدر ملت)

فیض آباد یو پی کا تاریخی مقدمہ

از - خلیفۂ مظہر اعلیٰ حضرت علامہ بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمہ

حسام الحرمین کا مقدس فتوی ابھی تک صرف علمائے اسلام سے اپنی حق گوئی اور باطل سوزی کی سند حاصل کر سکا تھا لیکن غیب سے ایسا سامان پیدا ہوا کہ کچہری اور کورٹ کے مجسٹریٹ نیز جج صاحبان سے بھی اس نے اپنی حقانیت و صداقت کا لوہا منوالیا اس کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت شیر بیشۂ سنت علامہ حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ضلع فیض آباد کے علاقہ قصبہ بھدرسہ اور اس کے قرب و جوار میں ۲۲/مئی ۱۹٤٦ء تا ٦/جون ١٩٤٦ مسلسل تقریریں فرمائیں جن میں آپ مذہب اہل سنت کی تبلیغ اور سنی مسلمانوں نیز دیگر حاضرین کی نصیحت و ہدایت کے لئے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کے مضامین پڑھ کر سناتے رہے۔ وہابیوں کے عقائد کفریہ سے آگاہ کرنے کے ل ئے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان اور مختصر سیرت نبویہ کی عبارات کفریہ کتاب کھول کھول کر لوگوں کو دکھلاتے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کے بہت سے وہابی دیوبندی جو بیچارے اپنے پیشواؤں کے عقائد کفریہ سے آگاہ نہ تھے توبہ کر کے سنی مسلمان ہو گئے جب گھاگ وہابیوں نے دیکھا کہ علامہ لکھنوی کے ہاتھوں وہابیت کی مٹی پلید ہوتی جارہی ہے تو انہوں نے اپنے علماء سے سازش کر کے علامہ لکھنوی کے خلاف مہابر پر شاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اول شہر فیض آباد کے اجلاس میں استغاثہ دائر کر دیا جس میں یہ الزام قائم کیا کہ ملزم (مولانا حشمت علی علیہ الرحمہ) نے بتاریخ ۸/جون ١٩٤٦ء بوقت ۹ بجے شب لغایت ۱۲ بجے شب ایک تقریر کی جس کے دوران میں ملزم نے مدعیان کے مذہبی عقائد مجروح کرنے نیز فرقہ وارانہ فساد برپا کرنے کی غرض سے مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی عبدالشکور کاکوروی لکھنوی کافر و مرتد بیدین ہیں ملزم کی تقریر مذکور سے مدعیان اور ان کے علمائے دین کی سخت توہین اور دل آزاری ہوئی۔

(دیوبندیوں کی رپورٹ)

عالی جاہ! ملزم نہایت ہی مفسد آدمی ہے اور جرم دفعات ۱۵۳، ۵۰۰، ۲۹۸ الف کا مرتکب ہے، لہذا تدارک ملزم حسب دفعات بالا فرمایا جائے۔

عرضی: فدویان عبدالمجید خان و سراج الحق خان و حبیب اللہ مدعیان ساکنان قصبہ بھدرسہ ضلع فیض آباد مورخہ ۱۲/جون ۱۹۴٦ء

کاروائی استغاثہ کے مطابق حضرت شیر بیشۂ سنت علامہ لکھنوی علیہ الرحمہ جب کورٹ میں پہنچے تو مجسٹریٹ نے استغاثہ کے متعلق جواب طلب کیا آپ نے اجلاس میں تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فوٹو فتوی مہری دستخطی گنگوہی اور مختصر سیرت نبویہ مصنفہ عبدالشکور کارکوروی پیش کیااور ان کی عبارت کفریہ سے مجسٹریٹ کو آگاہ فرمایااور اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے مجسٹریٹ پر یہ بھی واضح کر دیا کہ دنیائے سنیت کے عظیم و جلیل پیشوا شیخ الاسلام اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے مولوی تھانوی، مولوی نانوتوی، مولوی گنگوہی، مولوی انبیٹھی پر ان کے عقائد کفریہ یقینیہ کے سبب بحکم شریعت اسلامیہ کفر وارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ جو مقدس کتاب حسام الحرمین میں چھپ کر پورے ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے اور اس فتویٰ کی تصدیق عرب شریف کے اکابر پیشوائے عظام اور ہندوستان کے دو سو اڑسٹھ علماء اسلام اپنی مہر اور دستخط کے ساتھ کر چکے ہیں حسام الحرمین کے فتویٰ میں ایک حکم شرعی یہ بھی ہے کہ جو شخص مولویان مذکورین بالا کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے تو بحکم قانون شرع وہ بھی کافر ہے یہی وجہ ہے کہ مبلغ وہابیہ کی زاری میں ہندوستان کے چورانوے علماء اسلام نے شرعی فتوی دیا کہ مولوی عبدالشکور کاکوروی نے اپنی کتاب نصرت آسمانی صفحہ ۴۱، ٤٧، ۲٧، ۱۵ میں مولوی تھانوی اور انبیٹھی کی کفری عبارتوں کی حمایت وطرفداری کی ہے۔ لہذا مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم بھی بحکم شریعت اسلامیہ کافر و مرتد بیدین ہیں۔

پھر علامہ لکھنوی علیہ الرحمہ نے اپنے بیان کی تصدیق نیز مجسٹریٹ کے اطمینان کے لئے اجلاس میں حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ وغیرہ کتابیں پیش فرمائیں اور ان کے ساتھ اپنا ایک طویل تحریری بیان بھی پیش کیا جس میں آپ نے عبارات حفظ الایمان صفحہ ۸، براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ و فوٹو فتویٰ گنگوہی وغیرہ کی ہندی کی چندی کر کے ان کو اتنا عام فہم بنا دیا کہ انگریزی داں غیر مسلم مجسٹریٹ بھی پوری طرح سمجھ گیا کہ مولوی تھانوی، مولوی گنگوہی وغیرہ نے ضرور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کھلی گستاخی اور بے ادبی کی ہے اور یہ لوگ یقینی طور پر حسام الحرمین کے فتوی کے مطابق کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔

اس مقام پر وہابی حضرات ہر گز یہ خیال نہ فرمائیں گے کہ کسی نے مجسٹریٹ کے سامنے المہند کا مضمون نہیں سنایا اور نہ کسی نے اجلاس میں پیشوایان وہابیہ تھانوی وغیرہ کا مسلمان ہونا ثابت کیا اس لئے کہ اس تاریخی مقدمہ میں وہابیوں کے مشہور عالم چرب زبان مقرر مولوی ابوالوفاء صاحب شاہجہاں پوری وہابیت کے اکسپرٹ عالم کی حیثیت سے پیش کئے گئے، اور بر سر اجلاس مجسٹریٹ کے سامنے حضرت شیر بیشۂ سنت علامہ لکھنوی اور مولوی ابوالوفا کے درمیان ایک طویل و عریض مناظرہ ہوا جس میں پیشوایان وہابیہ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے دیوبندی میگزین کے نئے اور پرانے جتنے بھی ہتھیار تھے وہابیت کے اس اکسپرٹ عالم نے وہ سب استعمال کر ڈالے لیکن احمد رضا کے شیر حشمت علی نے حرمین کی حسام براں سے کفر و ارتداد کے قلب و جگر کو کاٹ کر پھینک دیا اور بارگاہ رسالت کے گستاخ باغیوں کے طرفدار مولوی کو لوہے کے چنے چبوا دیے اور دلائل شرعیہ کے کاٹنے پر پیشوایان وہابیہ مولوی تھانوی، گنگوہی وغیرہ کا کافر و مرتد ہونا ایسا بے نقاب فرمایا کہ مولوی ابوالوفا جیسا گھاگ ہوشیار مشاق عالم بھی مجسٹریٹ کے سامنے دیوبندی کفریات پر پردہ ڈالنے میں ہر طرح ناکام رہا اور پیشوایان وہابیہ کا مسلمان ہونا ثابت نہ کر سکا اب ہم مجسٹریٹ کے فیصلہ کی طویل بحث کا وہ حصہ یہاں نقل کرتے ہیں جو اس کے فیصلے کی روح ہے۔

مجسٹریٹ کا فیصلہ

"ملزم کہتا ہے کہ اس نے ۸ جون ۱۹۴٦ء کو کوئی تقریر بھدرسے میں نہیں کی اور نہ اس نے کبھی بھی ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو مستغیثان نے حلفا بیان کئے ہیں نہ کبھی وہ اس طرح ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے وہ قطعی طور پر کہتا ہے کہ اس نے ۷ جون کے پہلے کچھ تقریریں کی تھیں جن میں اس نے مختلف کتابوں (یعنی حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، مبلغ وہابیہ کی زاری) سے کچھ عبارتیں پڑھیں تھیں ان کتابوں میں یہ مولویان (اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی اور عبدالشکور کاکوروی) اسلامی فتویٰ سے بے دین کافر مرتد اور دیو کے بندے کہے گئے ہیں۔

اب ہم دیکھیں گے کہ تقریر میں کیا کہا گیا مستغیثان نے تحریر میں کچھ بھی نہیں دیا کہ ملزم نے کیا کہا۔ صرف مستغیثان اور دو گواہوں کا بیان ہے کہ ملزم نے اوپر کے لکھے ہوئے الفاظ یعنی مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی عبدالشکور کارکوروی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کافر مرتد اور بے دین ہیں استعمال کیے ہیں۔ ملزم یہ مانتا ہے کہ اس نے ان مولویوں کے حق میں اوپر کے لکھے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مگر وہ عبارت دوسری تھی۔ گواہ نمبر (۱) کہتا ہے کہ (ملزم کی) تقریر کو کسی نے بھی نوٹ نہیں کیا۔ اور نہ خود اس (گواہ) نے نوٹ کیا ملزم نے جو الفاظ کہے ہیں وہ اس کو زبانی یاد ہیں اور کچھ مختصر مفہوم تقریر کا بھی یاد ہے۔ اس گواہ نمبر (۱) کے بیان کے مطابق ملزم تقریر کے وقت کتابیں اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔اس بیان سے ملزم کی بات کو تقویت ملتی ہے۔ ملزم اقرار کرتا ہے کہ اس نے ان مولویوں کے حق میں اوپر کے لکھے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن عبارت دوسری ہے اور اس نے وہ الفاظ چند کتابوں کی تحریر کی مدد سے لئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ملزم کا فعل بالکل درست تھا کہ وہ کتاب سے پڑھ رہا تھا اور ملزم یہ بات نیک نیتی سے پبلک کی آگاہی کے لئے کر رہا تھا تاکہ وہ مذہبی بات سمجھ لیں اس لیے ملزم کا فعل دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند میں نہیں آتا

ملزم کی تقریر سے پبلک کے اشتعال جھگڑے کے احتمال کے متعلق کچھ گواہوں نے یہ بیان کیا کہ ملزم کی تقریر سن کر بہت سے وہابی لوگ اس کی باتیں سمجھ کر ملزم کے ہم مذہب (سنی) ہو گئے اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ملزم کا وعظ بہت دلچسپ تھا۔

اس مقدمہ میں ایک اکسپرٹ مولانا ابوالوفا پیش کیا گیا ملزم نے مذہبی امور میں خود بڑی لمبی جرح اس پر کی مولانا ابوالوفا کی گواہی کو مقدمہ کی گواہی کہنے کی بجائے مذہبی مناظرہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔

میرا خیال ہے جیسا کہ میں نے اوپر بحث کی ہے کہ ۸/جون ۱۹۴۶ کا واقعہ سراسر گڑھی ہوئی بات ہے اور ایسا کوئی واقعہ نہ ہونے پایا ملزم کی وہ اگلی تقریریں تھیں جن سے (وہابی) مستغیثوں کی دل آزاری ہوئی کیونکہ فریق ثانی (سنی مسلمانوں) کے عقائد پر قبضہ جما رہے تھے اس لئے مستغیثوں نے بغیر سیاق وسباق کا تعلق دیکھتے ہوئے تقریر کے چند الفاظ لے کر ملزم کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا۔ میرے خیال میں ملزم کو اس کی جماعت میں صرف بدنام کرنے کے لئے یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ مذہبی مبلغ ہے اور اچھی مقدار میں مریدین رکھتا ہے جیسا کہ دوران مقدمہ میں دیکھا گیا۔

میں ملزم (مولانا) حشمت علی کو تعزیرات ہند کی دفعات ۲۹۸، ۱۵۳، ۵۰۰ سے جن کا الزام اس پر لگایا گیا ہے اور اس پر مقدمہ چلایا گیا ہے بے قصور قرار دیتا ہوں اور اس کو زیر دفعہ ۲۵۸ ضابطہ فوجداری آزاد کرتا ہوں۔

دستخط:-مہابیر پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اول

فیض آباد

۲۵/ستمبر ۱۹۴۸ء

شیشن جج کا فیصلہ

۲۱/ ذیقعدہ ۱۳٦۷ ہجری مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹٤۸ ء کے اس تاریخی فیصلے نے دنیائے وہابیت میں تہلکہ مچادیا دیوبندیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی ان کے سارے فتنہ پرور منصوبے خاک میں مل گئے حق و باطل کے اس معرکہ میں میدان حسام الحرمین کے ہاتھ رہا اور بارگاہ رسالت کے باغیوں کے گلے میں شکست و ذلت کا طوق پڑا____ پھر وہابیوں نے سوچا کہ اس فیصلے نے تو غضب ہی ڈھادیا کہ مجسٹریٹ نے شیر رضا کو جیل خانہ کے پنجرہ میں بند کر دینے کی بجائے اس کو باعزت طور پر آزاد کر دیا اور حسام الحرمین کی حقانیت و صداقت کا لوہا بھی مان لیا اس لئے مجسٹریٹ کے اس فیصلے کو توڑوا دینا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اپنی ناکامی کو کامیابی سے بدلنے کے لئے ایک بار پھر انہوں نے زور باندھا اور مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف ششن جج یعقوب علی کے اجلاس میں اپیل دائر کر دی ششن کورٹ کے فاضل جج نے اپیل پر بحث کرتے ہوئے فیصلہ لکھا جس کا اقتباس ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

"ملزم نے بیان کیا کہ ۷ جون ۱۹٤٦ ء کے قبل اس نے چند تقریریں بھدرسے میں کیں جن میں اس نے (حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ وغیرہ) کتابوں سے چند عبارتیں پیش کیں اور ان عبارتوں میں (مولوی تھانوی، مولوی گنگوہی، مولوی نانوتوی وغیرہ) علماء جو کہ استغاثہ میں درج ہیں بذریعہ فتویٰ کافر مرتد بے دین و دیو کے بندے اور وہابی قرار دے گئے تھے۔

۷ جون ۱۹٤٦ سے قبل تقریریں جو کہ ملزم نے بھدرسے میں کی تھیں ان کا مضمون کچہری میں خود ملزم نے پیش کیا جس پر (E x.D7) پڑا ہے۔

فریقین کی طرف سے ثبوت پہنچنے کے بعد لائق مجسٹریٹ نے اولا یہ فیصلہ کیا کہ ملزم نے ۸/جون ۱۹٤٦ کو کوئی تقریر نہیں کی جس کی مستغیثان شکایت کرتے ہیں اور یہ صرف ایک بنایا ہوا قصہ تھا دوسرا فیصلہ مجسٹریٹ

نے یہ کیا کہ یہ الفاظ ملزم نے گزشتہ دوسری تقریروں میں استعمال کئے تھے جن سے ان کے جذبات کو صدمہ پہنچا تھا کیونکہ انہوں نے ان الفاظ کا سیاق و سباق سے تعلق دیکھے بغیر غلط مطلب نکال لیا اور یہ غلط مقدمہ ملزم کے خلاف دائر کیا۔اس پر لائق مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کر دیا اور یہ اعتراض کیا کہ ملزم چونکہ مذہبی مبلغ ہے اور اس کے بہت کافی مرید اور معتقد ہیں اس لئے پبلک میں اس کی بے عزتی کرنے کو یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ملزم اس وجہ سے بری کر دیا گیا تھا۔

اور اسی بریت کے خلاف مستغیثان نے نگرانی کی درخواست دی ہے اور وہ اس حکم کے خلاف ہیں۔ فریقین کے لائق وکلاء کی طویل بحثوں اور فریقین کے پیش کردہ زبانی اور تحریری ثبوت کو بہت غور سے پڑھنے اور سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ درخواست نگرانی کچھ دم نہیں رکھتی۔

لائق مجسٹریٹ کی تجویز سے مجھ کو پتہ چلتا ہے کہ لائق مجسٹریٹ نے ثبوت زبانی و تحریری کو بغور دھیان دیا اور ملاحظہ کیا اور یہ صحیح فیصلہ کیا کہ ملزم نیک نیتی کے ساتھ کتابوں کی عبارتیں پڑھنے میں صحیح راستے پر تھا۔

لائق مجسٹریٹ کا فیصلہ جس میں اس نے ملزم کو بری کر دیا فریقین کے پیش کردہ ثبوتوں کی بنا پر بالکل صحیح اور درست ہے۔ مستغیثان میرے سامنے لائق مجسٹریٹ کے فیصلے میں کوئی قانونی غلطی یا اور کوئی غلطی نہ بتا سکے۔در حقیقت اس اپیل میں کوئی جان نہیں میں اس کو خارج کرتا ہوں۔

دستخط:یعقوب علی سشن جج فیض آباد

۲۸ اپریل ۱۹٤۹ء

واضح ہو کہ وہابیوں کا دائر کردہ مقدمہ دو برس تین ماہ تیرہ دن جاری رہ کر ۲۵ ستمبر ۱۹٤۸ کو ختم ہوا پھر ان کی اپیل کا فیصلہ ۲۸ اپریل ۱۹٤۹ء کو ہوا۔فرحت افزا فتح مبین نے وہابیوں کے استغاثے کا پورا مضمون

مستغیثان و بعض گواہوں کا بیان ظہری پھر بر سر اجلاس حضرت مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمہ کا زبانی مختصر بیان اور تحریری طویل بیان پھر مجسٹریٹ اور جج کا انگریزی میں فیصلہ اور اس کا اردو ترجمہ چھپ کر ہندوستان بھر میں شائع ہو چکا ہے۔ جو صاحب اس تاریخی مقدمہ کی کاروائی اور حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کا کامل تحریری بیان اور مجسٹریٹ و جج کا مکمل فیصلہ دیکھنا چاہیں وہ فرحت افزا فتح مبین کا مطالعہ فرمائیں ہم نے مجسٹریٹ کا فیصلہ اسی کتاب فرحت افزا کے صفحہ ۳۳ تا ۴۷ سے اور جج کا فیصلہ صفحہ ۵۱ تا ۵۴ سے نقل کیا ہے۔

اہل بصیرت کے نزدیک وہابیوں کا یہ استغاثہ حقیقت میں حسام الحرمین کے خلاف ایک خطرناک منصوبہ تھا انہوں نے پوری کوشش کے ساتھ حسام الحرمین پر ایسی ضرب کاری لگانا چاہی تھی جس سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل کر رہ جائے۔ اور قانون حکومت کا آہنی پنجہ دنیائے سنیت کے شیر حشمت علی کو اپنی گرفت میں لے لے۔ تاکہ دین کے ڈاکو دن دہاڑے مسلمانوں کا ایمان و اسلام بے خوف و خطر ہو کر لوٹتے پھریں لیکن دین اسلام کے محافظ حقیقی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف وہابیوں کے خطرناک منصوبے کو ناکام بنایا بلکہ ایسا کھلا ہوا کرم فرمایا کہ دنیائے سنیت کا شیر قانون کے چنگل میں پھنسنے سے بال بال بچا اور حسام الحرمین کے اعلان حق سے کورٹ اور کچہری کے در و دیوار گونج اٹھے ___ اور اردلی، نقل نویس، پیشکار، وکیل، مختار، بیرسٹر، مجسٹریٹ، جج اور دیگر عوام و خواص حاضرین اجلاس بھی اچھی طرح واقف ہو گئے کہ پیشوایان وہابیہ مولوی تھانوی، مولوی گنگوہی وغیرہ اسلامی فتوی سے کافر و مرتد بے دین قرار پا چکے ہیں اعلی حضرت کا فتواے مقدس حسام الحرمین دنیائے سنیت کی گردنوں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے احسان عظیم ہے۔ اسی مقدس فتوی نے وہابیوں کے باطل استغاثے کی جڑ کاٹ کر پھینک دی۔

(سوانح اعلی حضرت، صفحہ ۲۳۵)

شیر بیشۂ سنت کی مناظرانہ شان

از-شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

صوفی اقبال احمد نے بڑی عجلت میں شیر بیشۂ سنت نمبر کے لئے مجھ سے کچھ لکھنے کو کہا۔ مجھ جیسا قلیل الفرصت انسان اتنی اہم شخصیت پر بعجلت کوئی ایسا مضمون لکھ سکے جس میں کوئی اہمیت ہو بہت مشکل ہے تاہم اس سلسلے میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے چند سطور ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت قدس سرہ کو اللہ عزوجل نے ایسی جامعیت تامہ عطا فرمائی تھی جو کہیں دیکھی تو کیا جائے گی سنی بھی کم جائے گی۔ لیکن آپ کو جس وصف میں عالمگیر شہرت حاصل ہے وہ وصف مناظرہ ہے۔ میں آپ کے چند جستہ جستہ واقعات سپرد قلم کر رہا ہوں۔ ادری (ضلع اعظم گڑھ) میں دیوبندیوں نے بڑے طمطراق سے مناظرہ کی تیاری کی۔ اس مناظرہ کی اہمیت اس بنا پر بہت ہے کہ ادری سے قریب ہی ضلع کا سب سے بڑا اور ہندوستان کا مشہور قصبہ مئو ناتھ بھنجن ہے۔ یہ دیوبند و نجد دونوں کے خمیر سے بنا ہے گوہ خور، زاغ خور دونوں صنف کے وہابیوں کا ایک مرکز ہے۔ بڑے بڑے قارون صفت بیوپاری بستے ہیں۔ سنیوں کی طرف سے شیر بیشۂ سنت تنہا مقابلہ پر تھے۔ حریف کی طرف ضلع کے تمام چھوٹے بڑے ڈیڑھ سو مولوی اکٹھے تھے، جن میں مولوی حبیب الرحمن و مولوی عبد اللطیف وغیرہ بڑے بڑے نامی نامی گرگ باراں دیدہ موجود تھے۔ دیوبندیوں نے اپنے مایہ ناز مناظر مولوی منظور سنبھلی کو اپنا نفس ناطقہ بنایا۔ موضوع مناظرہ "ما کان ومایکون" کا علم تھا۔ اسی مناظرہ میں وارد کئے ہوئے حضرت شیر بیشۂ سنت کے ڈیڑھ سو قاہر اعتراضات وہ ہیں جو صرف اس میدان میں نہیں بلکہ آج تک لاجواب ہیں۔ دیوبندی مناظر نے بڑی تعلی سے کہا مولانا! مجھ سے مناظرہ کرنا آسان نہیں ہے۔ آپ کو معلوم نہیں منظور و مناظر کے عدد برابر ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فوراً جوابی تقریر میں فرمایا مجھے خوب معلوم ہے منظور و مناظر کے عدد تو برابر نہیں البتہ منظور و مناظرہ کے عدد ضرور برابر ہیں۔ دیوبندی کا مقصد یہ تھا کہ منظور میں بھی پانچ حروف ہیں، مناظر میں بھی پانچ، مولانا کے جواب کا مقصد یہ تھا کہ

ابجد کے قائدے سے منظور کے گیارہ سو چھیانوے اور مناظر کے پانچ کم ہیں البتہ مناظرہ کے بھی اتنے ہی عدد ہیں تو ابجد کے قاعدہ سے منظور مناظرہ کے عدد برابر ہوئے۔ مناظرہ ظا کے کسرہ کے ساتھ باب مفاعلت سے اسم فاعل کا مونث کا صیغہ ہے، اس لطیف طنز کو سن کر دیوبندی مناظر جھینپ گیا۔ اسی مناظرہ میں دیوبندی مناظر نے تابیر نخلہ والی حدیث پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ صحابۂ کرام کو دنیوی علم حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے زائد تھا۔ اس نے اس کی تقریر میں یہ کہا کہ حدیث میں ''التم اعلم بامور دنیا کم'' ہے۔ اعلم اسم تفضیل ہے، اسم تفضیل مفضل اور مفضل علیہ چاہتا ہے۔ مفضل علیہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور مفضل صحابہ کرام ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ صحابہ کو حضور سے یہ علم زائد تھا۔ اس نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ مولانا آپ کو ہدایۃ النحو بھی یاد نہیں، اس میں یہ لکھا ہے۔ شیر بیشۂ سنت نے جوابی تقریر میں اسی وقت حریف سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھے ہدایۃ النحو یاد نہ ہونے کے طنز دینے والے تمہیں پنج گنج اور نحو میر بھی یاد نہیں، پنج گنج میں ہے، افعل کا وزن تین معنوں کے لئے آتا ہے: ایک اسم صریح جیسے اکحل، دوسرے صفت جیسے احمد، تیسرے اسم تفضیل جیسے افضل، نحو میر میں مذکور ہے اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔ ایک من کے ساتھ ایک الف لام کے ساتھ ایک اضافت کے ساتھ۔ یہاں ان تینوں میں سے ایک بھی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا، اعلم اسم تفضیل نہیں، بلکہ صفت محض کے لئے ہے۔ صحابہ کرام کے لئے حضور سے زائد علم ثابت نہیں ہوا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ علیہ کے مناظروں میں گیا کا مناظرہ بڑی خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ مناظرہ تحریری تھا، اور تحذیر الناس کی عبارت پر تھا۔ عموما مناظرے حفظ الایمان کی عبارت پر ہوئے ہیں۔ اس نئے موضوع پر مناظرہ کرنا آسان نہ تھا۔ اس لئے دیوبندی مناظر مولوی منظور سنبھلی نے اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے جان بچانے کے لئے ادھر ادھر کی لایعنی باتوں میں وقت ضائع کرنا چاہا اور یہ بحث چھیڑ دی کہ مدعی کون ہے، اور مدعی علیہ کون ہے۔ اپنے آپ کو مدعی ثابت کرنے کے لئے یہ کہا کہ مدعی کسی چیز کو ثابت کرنے والے کو کہتے

ہیں، اور مدعی علیہ انکار کرنے والے کو، اس بناپر مدعی علیہ کو منکر بھی کہا جاتا ہے۔ ہم لوگ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور آپ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، لہذا ہم مدعی اور آپ لوگ مدعی علیہ ہوئے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس پر یہ معارضہ پیش فرمایا کہ اگر مدعی اور مدعی علیہ کی یہی تعریف ہے تو پھر فریقین میں سے ہر ایک مدعی اور مدعی علیہ ہو جائے گا۔ اس پر دیوبندی مناظر نے کہا کہ کتابوں میں مدعی اور مدعی علیہ کی یہی تعریف لکھی ہے، آپ کو ہمیں کافر کہنے کے علاوہ کچھ آتا نہیں تو ہم کیا کریں۔ آپ اپنے علم کو روئیں، اگر ایک شخص چند مختلف اعتبارات سے مختلف صفت سے موصوف ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ مشہور مقولہ ہے:

لو لا الاعتبارات لبطلت الحکمة.

شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: مولوی صاحب! "لولا الاعتبارات لبطلت الحکمة" یہ خدائے عزوجل ورسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان نہیں نہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے۔ اس وقت موضوع بحث فلسفہ کے خرافات نہیں کہ آپ ان جاہلوں کے ہذیانات کو استدلال میں پیش کریں۔ پھر فلاسفہ کے نزدیک بھی مختلف اعتبارات سے وہی چیزیں مختلف ہوتی ہیں، جو اعتباری ہوں، شئ واقعی اعتبارات کے بدلنے سے نہیں بدلتی۔

مدعی و مدعی علیہ ہونا اعتباری بات نہیں کہ اعتبارات کے اختلافات سے مختلف ہو جائے یہ واقعی ہے۔ مدعی کے احکام الگ ہیں مدعی علیہ کے احکام الگ، ایک ہی شخص کو آپ کی بتائی ہوئی تعریف پر مدعی اور مدعی علیہ دونوں مان لیا جائے تو حدیث مشہور ''البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر'' کے مطابق قضاۃ اسلام کو فیصلہ کرنا دشوار ہو گا۔ مثلاً آپ میرے اس عصا کو اپنے ہاتھ میں لے کر قاضی اسلام کے سامنے جائیں اور کہیں کہ یہ عصا میرا ہے۔ میں آپ کا خصم ہو جاؤں اور کہوں کہ یہ عصا جو مولوی منظور کے ہاتھ میں کھڑا ہے میرا ہے۔ آپ بتایئے آپ کی بتائی ہوئی تعریف کی بناپر آپ بھی مدعی اور میں بھی مدعی اور اس حیثیت سے کہ آپ میرا عصا ہونے سے انکار کرتے ہیں آپ منکر اور میں مدعی علیہ اور میں آپ کا عصا ہونے سے انکار کرتا ہوں۔

میں بھی منکر اور مدعی علیہ۔ اب قاضی اسلام کس سے بینہ طلب کرے گا اور کس سے قسم لے گا؟۔ اگر آپ کہیں کہ دونوں سے بینہ لے گا اور دونوں سے قسم لے گا تو چوں کہ واقعی میں عصا میرا ہے لہذا میں قسم کھالوں گا۔ یہ عصا جو مولوی منظور کے ہاتھوں میں کھڑا ہے میرا ہے جسے انہوں نے زبردستی اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور آپ کے اعتقاد کے مطابق چوں کہ خدا بھی جھوٹا ہے، لہذا آپ کو جھوٹی قسم کھانے میں کہاں باک ہو گا۔ اب بولئے قاضی اسلام کس کے حق میں فیصلہ کرے گا، آپ کہتے ہیں کہ کتابوں میں مدعی اور مدعی علیہ کی یہی تعریف لکھی ہے۔

اس تقریر پر دیوبندی مناظر کی بولتی بند ہو گئی، اور اپنی خفت مٹانے کے لئے سٹی مجسٹریٹ سے جو مناظرہ کے انتظام کے لئے موجود تھا فریاد کی۔ حضور سی، ایم صاحب میری فریاد کو پہنچیں۔ مولوی حشمت علی صاحب نے مجھے گالی دی ہے اپنے آپ کو میرا خصم کہا ہے، خصم کے معنی شوہر کے ہیں۔ آپ شوہر بنے ہیں، اور مجھے اپنی بیوی بنایا ہے۔ اسی بنا پر ڈنڈا ہاتھ میں ہے، اور ڈنڈا کھڑا کرنے کا بار بار ذکر کرتے ہیں ان کو تنبیہ کی جائے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں، دیکھئے یہ لغات کشوری ہے اس میں دیکھئے خصم کے معنی شوہر کے لکھا ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کو دیوبندی مناظر کے اس فرار پر حیرت ہوئی۔ آپ نے سٹی مجسٹریٹ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ نہ معلوم میرے مخاطب کو کیوں یہ دھوکہ ہو گیا کہ میں ان کا شوہر اور وہ میری بیوی ہیں حالانکہ وہ عورت نہیں، اور اگر بالفرض عورت ہوتے تو بھی انہیں معلوم ہے کہ میں سنی ہوں اور وہ دیوبندی، دیوبندی عورت کا نکاح کسی سنی سے درست نہیں۔ میں ان سے نکاح کب کر سکتا ہوں۔ اس پر سارے مجمع نے قہقہہ لگایا۔ خود سٹی مجسٹریٹ بھی کافی محظوظ ہوا۔ لیکن دیوبندی مناظر کا آنسو پوچھتے ہوئے پوچھا کہ پھر آپ نے اپنے آپ کو ان کا خصم کیوں کہا؟ خصم کے معنی شوہر کے ہیں۔ اس میں ان کی دل آزاری ہے، اس پر شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: انہیں اپنے اوپر اس قسم کے الفاظ چسپاں کرنے میں کوئی لذت محسوس ہوتی ہو گی ورنہ خصم عربی لفظ

ہے اس کے معنی مدعی کے ہیں۔ عربی میں خصم بمعنی مدعی کے مستعمل ہے یہ دیکھئے یہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ ہے اس کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے، اور بڑے بڑے محققین اس کو زیر مطالعہ رکھتے ہیں۔

اس میں خصم کے معنی مذکور ہے۔ سٹی مجسٹریٹ اور سارا مجمع انگشت بدنداں تھا کہ دیوبندی مناظر نے خصم کا معنی شوہر مراد لے کر زبردستی چسپاں کرنے میں شرم بھی محسوس نہیں کی۔ اس پر سٹی مجسٹریٹ نے دیوبندی مناظر سے کہا کہ یہ (شیر بیشۂ سنت) خصم کے معنی مدعی کے بتاتے ہیں اور ثبوت میں یہ کتاب پیش کرتے ہیں۔ اب آپ کو کیا اعتراض ہے۔ دیوبندی مناظر نے انتہائی دھاندلی کے ساتھ کہا کہ جب تک یہ لفظ واپس نہیں لیں گے۔ میں مناظرہ پر راضی نہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: یہ معقول پسندی نہیں آپ میرے استدلال کو دلائل سے رد کر دیجئے، میں اپنا لفظ واپس لے لوں گا۔ دیوبندی مناظر ہٹ کرتے ہوئے بولا میں یہ سب کچھ نہیں جانتا جب تک اپنا لفظ واپس نہ لیں گے میں ہرگز ہرگز راضی نہ ہوں گا۔

اب سٹی مجسٹریٹ نے شیر بیشۂ سنت سے کہا کہ میں مجبور ہوں یا تو آپ اپنا لفظ واپس لیں یا مناظرہ بند کریں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: جب میرے مخاطب اس قدر ضد کر رہے ہیں اور مجھے بہر حال مناظرہ کرنا ہے، لہذا میں اپنا یہ لفظ واپس لیتا ہوں۔

اب میرے مخاطب میرے اعتراضات کے جواب دیں۔ دیوبندی مناظر نے تو یہ سمجھا تھا کہ شیر بیشۂ سنت اپنے لفظ کو واپس نہ لیں گے اور میری جان بچ جائے گی۔ لیکن جب کہ حضرت شیر بیشۂ سنت نے اپنا لفظ واپس لے لیا اور اپنے اعتراضات کے جوابات مانگے تو دیوبندی مناظر پر پسینہ چھوٹنے لگے۔ بدحواسی کے عالم میں یہ بولا کہ میں نے مدعی کی تعریف کر دی اور میں نے اپنے مدعی ہونے کو ثابت کر دیا اس کے آگے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر آپ کو مدعی اور مدعی علیہ کی تعریف یاد ہو تو بتایئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے پر جلال آواز میں فرمایا: یہ تمہاری عجیب عادت ہے کہ تعلیوں میں تو آسمان سے اوپر پرواز کی سوجھتی ہے، اور اعتراضات کے

جوابات کے وقت تحت الثریٰ میں پہونچتے ہو۔ محض تعریف کرنے سے کیا ہوتا ہے اس تعریف کو صحیح بھی ثابت کرو۔ اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات بھی دو۔ اب سارے مجمع پر واضح ہو گیا کہ تمھیں مدعی و مدعی علیہ کی تعریف معلوم نہیں لہٰذا میں اس بحث کو ختم کرنے کے لیے مدعی و مدعی علیہ کی تعریف کر کے ثابت کرتا ہوں کہ میں مدعی ہوں اور تم مدعی علیہ۔ سنو! ظاہر کے مطابق ثابت کرنے والے کو مدعی علیہ و منکر کہتے ہیں اور ظاہر کے خلاف ثابت کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں۔

یہ عصا اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، اور تم یہ کہو کہ یہ میرا ہے۔ تمہارا کہنا ظاہر کے خلاف ہے لہذا تم مدعی ہوئے میں کہوں کہ تمہارا نہیں ہے میرا ہے، یہ ظاہر کے مطابق ہے، لہذا میں مدعی علیہ ہوا۔ اس طرح جو مدعی اسلام ہو اس کے بارے میں ظاہر یہی ہے کہ وہ مسلمان ہے اب اگر کوئی یہاں کہے کہ یہ مسلمان نہیں تو اس کا یہ کہنا ظاہر کے خلاف ہے، یہ مدعی ہو اوہ مدعی علیہ تمہاری جماعت بھی مدعی اسلام ہے ہمارے علمائے اہل سنت کا تمہارے بارے میں فتوی ہے کہ تم لوگ مسلمان نہیں کافر ہو، ظاہر تمہارے مطابق ہے، لہذا تم لوگ مدعی علیہ اور منکر ہوئے اور ہم ظاہر کے خلاف فتوی دیتے ہیں، لہذا ہم مدعی ہوئے اس فاضلانہ تقریر سے تمام مجمع خوشی و مسرت میں واہ واہ کے نعرے لگا رہا تھا۔

دیوبندی مناظر اور اس کے پشت سوار مولوی ایسے خائب و خاسر کہ سر نہیں اٹھا سکتے تھے لیکن اپنا بھرم رکھنے کے لئے دیوبندی مناظر بولا: اچھا مولانا آپ کو مدعی بننے کا شوق ہے، جایئے آپ ہی مدعی رہیے ہم مدعی علیہ بنتے ہیں۔ مدعی علیہ پر قسم ہے آپ ہی ہم سے قسم لے لیں کہ ہم مسلمان ہیں میں بہ حلف شرعی کہتا ہوں کہ رب کعبہ کی قسم میں مسلمان ہوں۔ چلیے بحث کا تصفیہ کر لیجئے۔

ہماری قسم پر اعتبار کر لیجئے۔ ہمیں مسلمان مان لیجئے، اختلاف ختم کیجئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا: سبحان اللہ سبحان اللہ! آپ کی اس ہوشیاری کی داد نہیں دی جا سکتی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مدعی علیہ پر یمین

اس وقت ہے جب کہ مدعی بینہ پیش نہ کر سکے۔ میرے پاس تمہارے کفر پر براہینِ قاطعہ ہیں۔ ایسی صورت میں تمہاری قسم کو کوئی محل نہیں پھر جب کہ تمہارے نزدیک تمہارا خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ تمہارے بڑوں کے فتوے کے مطابق وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے تو تمہیں جھوٹی قسم کھانے میں کیا دریغ اور تمہاری قسم کا کیا اعتبار؟

اس کے بعد دیوبندی مناظر نے مسلسل کئی گھنٹے اس میں ضائع کیے کہ موضوعِ مناظرہ کون سی عبارت ہو گی، حالانکہ جب دیوبندی مناظر نے حضرت شیر بیشۂ سنت کو مدعی مان لیا تھا تو یہ اختیار حضرت شیر بیشۂ سنت کو تھا کہ دیوبندیوں کے کفر پر جو دلیل چاہے پیش فرماتے لیکن دیوبندی مناظر کو مناظرہ کرنا تو تھا نہیں۔ اس لیے وقت ٹالنے کے لیے یہ ضد کرنے لگا کہ مناظرہ تحذیر الناس کی عبارت ہی پر ہو گا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کو مناظرہ کرنا تھا، اس لیے دیوبندی مناظر کی اس ضد کو بھی منظور فرمایا اور تحذیر الناس کی عبارت پر مناظرہ شروع فرمادیا۔ یہ مناظرہ اتنا کامیاب رہا کہ دیوبندی مناظر کی جوابی تقریر پر جب شیر بیشۂ سنت نے اعتراضات قاہرہ وارد کر کے پیش فرمایا تو دیوبندی مناظر کی عاجزی و بے کسی اس کے چہرہ سے مجمع کے ہر ہر فرد پر عیاں تھی۔ یہ مناظرہ تحریری تھا۔ افسوس کہ جب حضرت شیر بیشۂ سنت مظفر و منصور ہو کر گھر واپس ہو رہے تھے تو راستہ میں وہ ٹرنک جس میں طرفین کی دستاویز اور وہابیوں کی کتابیں تھیں غائب ہو گئیں۔

عدیم الفرصتی کی بنا پر میں نے صرف دو مناظرے کے ایک ایک واقعہ کو ذکر کیا ہے۔ ورنہ اس قسم کے سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔ ناظرین انہیں واقعات سے اندازہ لگالیں کہ حاضر جوابی کے ساتھ ساتھ حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ کو مختلف علوم وفنون اور ان کے جزئیات پر کتنا عبور تھا۔

(نوری کرن، بریلی شریف، اکتوبر ۱۹۶۰ ص ۱۸ تا ۲۱)

بزم رضویت کے روح رواں

از-شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان

اسلاف کے کارنامے اخلاق کے لئے عبرت و موعظت کے دفتر ہوتے ہیں۔اسی لئے اسلام میں تاریخ کی تدوین کی دماغ بیل پڑی۔اور عہد رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ التحیۃ سے لیکر آج تک لاکھوں مشاہیر اسلام کے حالات زندگی قلمبند موجود ہیں۔

حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس عہد کے صفحہ اول کی شخصیتوں میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔مگر جمود و تعطیل کا برا ہو کہ ہمارے کسی فرد کو اس کا خیال نہ ہوا کہ ان کی سوانح جمع کی جائے۔

حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہٗ اپنے اندر اور اوصاف عملیہ کی جامعیت رکھتے تھے کہ ان سب کا اجتماع ایک ذات میں شاید و باید کہیں پایا جاتا ہے۔خطیب ایسے شعلہ نوا کہ ہزاروں ہزار کے مجمع کو والا وشیدا بنادیتے تھے۔عالم متبحر ایسے کہ دقیق سے دقیق تر مسائل علمیہ مستحضر رہتے تھے۔مرشد طریقت ایسے کہ ہزاروں وابستگان ہندوستان کے طول و عرض میں موجود ہیں۔ اخلاق اتنا وسیع کہ جو ایک بار ملا زندگی بھر کا بندہ بیدام رہا۔شریعت کی اتباع اتنی سخت کے فرائض و واجبات کہاں ترک ہوتے مستحبات پر سفر و حضر میں بالالتزام عمل فرماتے۔فراخ دل،سیر چشم اایسے کے کبھی دولت دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔جواد و سخی ایسے کہ جو آج آیا خرچ ہوا کل کے لئے اٹھارکھنے کا کبھی مجبور کیا نہیں شیر بیشہ اہلسنت کے نام سے یاد کرے وہ استقامت علی الحق،تصلب فی الدین الحسب فی اللہ والبغض فی اللہ کا جوہر اور احقاق حق وابطال باطل کا وہ ولولہ جس میں وہ منفرد تھے،جس بات کو انہوں نے حق جانا اس کے اعلان اور جسے باطل جانا اس کے رد وابطال میں کبھی انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی کہ میرا ساتھی کوئی اور ہے یا نہیں۔شیر نیستاں کی طرح یکتا و تنہا دھاڑتے،گرجتے اور ایوان باطل میں تہلکہ ڈالتے

رہے، ساتھی کی پرواہ کیا کرتے موزیوں کی ایذاء رسانی، حاسدین کی ریشہ دوانی ملامت گروں کی شدید سے شدید ملامت نے بھی کبھی نہ ان کے قدم میں ادنٰی سی لرزش پیدا کی اور نہ زبان میں بودیہ کنایہ ابہام آنے دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اس شعر کے مصداق حقیقی تھی

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے خصوصی تو نہیں مگر ان کے کرم کی وجہ سے میرا ایک خاص لگاؤ ضرور رہا۔ بارہا سفر و حضر میں ہم رکاب رہا۔اس لئے حضرت کے کمالات علمیہ و عملیہ کی انتہائی جزئیات مستحضر ہیں کہ ان سب کو جمع کرنے کے لئے مجھے سالوں کی مہلت چاہئے چند باتیں سپرد قلم کر رہا ہوں:

حضرت کی خصوصیات میں مناظرہ کا ملک ہے وہ ممتاز شخصیت ہے جس میں ان کا کوئی حریف نہ ہو گا۔ مناظرہ کے لئے جو خصوصیات ضروری ہیں سب حضرت میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ کلام میں روانی، شیرینی افہام و تفہیم ،ذکاوت ذہن ، حاضر جواب ، علم مستحضر ، آواز میں قوت ، ان سب صفات میں یگانہ وقت تھے۔ کلام میں روانی کا یہ عالم تھا کہ جو بات متوسط لہم بات کرنے والے ۱۵/منٹ میں ادا کرتے تھے۔ حضرت سے بلا مبالغہ ۲/ منٹ میں ادا فرماتے کہ ایک ایک کلمہ کا حرف موتی کی طرح مرصع پوری صحت کے ساتھ بغیر کسی التباس کے سننے میں آتا۔یہی وجہ ہے کہ مناظروں کی روداد میں اگر حریف کی تقریر ایک صفحہ ہے تو حضرت کی تقریر ڈھائی ڈھائی بھائی، تین تین صفحہ ہے جبکہ اصولاً وقت دونوں مساوی ہوتا تھا۔ مقررین سے عموماً جوش کے وقت تذکیر و تانیث، جملے میں ترتیب کی غلطی ہو جاتی ہے مگر تین تین چار چار گھنٹوں کی سیکڑوں تقریریں میں نے سنی، باوجود پوری توجہ ہے کے کبھی کوئی غلطی نہ ملی۔ کلام میں شیرینی کا یہ عالم تھا کہ خطبہ پڑھتے وقت تو لوگوں کی خواہش ہوتی کہ رات بھر خطبہ پڑھتے رہیں۔ نعت شروع فرماتے تو ہر شخص یہی چاہتا کہ یوں ہی پڑھتے رہیں۔اور جب تقریر شروع

کرتے تو خطبہ و نعت بھول کر تقریر کی حلاوت مجمع پر ایسے حاضر ہوتی کہ انہیں ہوش تک نہ رہتا کہ اس کے پہلے کیا سنا اور کیا دیکھا۔ جب تقریر میں فضائل و مناقب بیان فرماتے تو بلا مبالغہ ایسا محسوس ہوتا کے تقریر نہیں بلکہ مدینہ طیبہ کی تازہ کھجوروں کا رس کانوں کی ذریعے روح میں گھولے جا رہے ہیں۔ لیکن جب یہی مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم بد مذہبوں کے رد و طر کی جانب متوجہ ہوتا تو گویا تقریر نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ قہر خداوندی کی بجلیاں کڑک رہی ہوتیں۔ جب مدح کستری میں آتے تو معلوم ہوتا ہے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظل ہیں۔ اور جب رد عداء کی طرف رخ کرتے تو محسوس ہوتا کہ ذوالفقار حیدری کی دھار ہیں۔ ع

نہیں ان کے جلوے میں یک رخی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

اب آیئے مناظرے کے چند واقعات سنیے :

ادری ضلع اعظم گڑھ کا مناظرہ اپنی خصوصیات، جامعیت اور فتح و غلبہ کے اعتبار سے ممتاز ہے۔ اس مناظرے میں پورے ضلع کے ڈیڑھ سو وہابی مولوی، دیوبندی وغیرہ مقلید ایکا کر کے حضرت کے مقابلے پر آئے تھے ان سب کا نفس ناطقہ اگرچہ منظور سنبھلی تھا مگر اس کی پست پر وہابیوں کے ممتاز اور صفحہ اول کے مولوی بھی موجود تھے۔ جن میں حبیب الرحمن مئوی بھی تھا، جو دیوبندی جماعت میں اس درجے کا مولوی ہے کہ کہ حسین احمد ناںڈوی کے مرنے کے بعد اس کی قائم مقامی کے لئے اس کا بھی نام آیا تھا۔ لیکن ادھر حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ تنہا تھے۔ کوئی ایسا بھی نہ تھا کہ کتابوں سے عبارت نکال کر دیتا۔ لیکن اللہ عزوجل کی شان بھی دیکھئے اس مناظرے کے ڈیڑھ سو سوالات آج تک لاجواب ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ اس مناظرے میں حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہٗ کے علم مستحضر اور جامعیت کا وہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ میں ششدر رہ گیا۔ ہوا یہ کہ حدیث تاثیر نخلہ میں بحث جاری تھی۔ حبیب الرحمن کی تلقین پر سنبھلی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارعین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علم کی زیادتی پر یوں استدلال کیا کہ "انتم

اعلم بامور دنیاکم "میں "اعلم "اسم تفصیل ہے۔ اور مولانا نے اگر کافیہ پڑھی ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ اسم تفصیل مفضل، مفضل منہ چاہتا ہے۔ اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مفضل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مفضل علیہ ہیں۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا علم حضور سے زیادہ تھا۔

اس کی جوابی تقریر میں حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے للکار کر فرمایا کے منظور! تم ہمیں کافیہ یاد نہ رکھنے اور نہ پڑھنے کا طعنہ دیتے ہو۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم اور تمہارے استاد حبیب الرحمن مئوی اور ان ڈیڑھ سو مولویوں نے نحو میر بھی نہ پڑھی اور اگر پڑھی ہے تو یاد نہیں۔ اس میں اسم تفصیل کا استعمال تین طریقے سے لکھے ہیں۔ اضافت کے ساتھ، من کے ساتھ، الف کے ساتھ۔ یہاں ان تینوں میں سے سے ایک بھی نہیں پھر یہ اسم تفصیل کیسے ہوا؟ اس پر ڈیڑھ سو مولویوں کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، پسینہ پر پسینہ آنے لگا، ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے لیکن منظور سنبھلی نے اپنی اس فطری عادت کے پیش نظر جس کی وجہ سے وہابی مناظروں میں ممتاز ہے، بجائے خفیف ہونے کے یا قبول حق کے الٹے سوال کر دیا کہ مولانا! اچھا اگر یہ اسم تفضیل نہیں تو کون سا صیغہ ہے؟ بس اب کیا تھا شیر کی طرح ڈہار کر حضرت نے فرمایا تھا ڈیڑھ سو مولویوں کو نحو میر تو یاد نہیں اب معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے پنج گنج بھی نہیں پڑھی ہے۔ دیکھو اس میں لکھا ہے "افعل" کا وزن تین معنوں کے لئے آتا ہے۔ تفضیل جیسے "افضل "صفت جیسے "احمر "اسم صریح جیسے "اکمل "۔ جب یہ وزن تینوں معنوں میں مستعمل ہے تو اس حدیث پاک میں ایک معنی تفضیل پر کیا قرینہ ہے۔ دلیل لاؤ! اس پر ڈیڑھ سو مولویوں کا جو حال ہوا دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ کوئی داڑھی کھجلاتا، کوئی سر سہلاتا، کوئی دانت نکالے کھسیانی ہنسی ہنستا، مگر کسی سے کوئی جواب نہ آیا۔

ماہرین جانتے ہیں کہ نحو میر سبھی پڑھتے ہیں مگر عرصہ تک تعلیم و تعلم کا سلسلہ منقطع رہنے کے بعد ان کے تمام مسائل کو اس طرح یاد رکھنا کہ یقینی طور پر مسئلہ نحو میر میں، فلاں مسئلہ پنج گنج میں ہے بتانا مشکل ہے اور بوقت

ضرورت اس کی طرف ذہن کا منتقل ہونا بہت مشکل ہے۔ یہ صرف فضل خداوندی وتائیدایزدی ہی ہے کہ اس مناظرے میں وہ لطیفہ خود بخود ہو گیا جسے تمام واعظ بیان کرتے ہیں۔ منظور نے تعلی بگھارتے ہوئے کہا مجھ سے مناظرہ کرنا آسان نہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ منظور اور مناظرے کے حروف برابر ہیں۔ پانچ منظور میں پانچ منظر میں۔ اس پر آپ نے برجستہ فرمایا کہ حروف کی گنتی میں برابری اگر ایک لفظ کے معنی کی دوسرے لفظ مسمی میں خصوصیت آجانے کی دلیل ہے تو مناظر ہی کی کیا خصوصیت ملعون میں بھی پانچ حروف ہیں، مردود میں بھی پانچ حروف ہیں۔ نمرود، شداد، ھامان، فرعون، قارون، بوجہل، ابلیس، سب میں پانچ ہی پانچ حروف ہیں۔ بولیے کیا آپ ان سب کی خصوصیات کے حامل ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ تعداد حروف میں تساوی کی کوئی حیثیت نہیں، البتہ باقاعدہ جمل الفاظ کے اعداد کی ایک مانی ہوئی حیثیت ہے، اس لحاظ سے منظور مناظر کے نہیں منظور، مناظرہ کے اعداد برابر ہیں۔ گیارہ سو چھیانوے منظور کے بھی اور گیارہ سو چھیانوے مناظرہ کے بھی اعداد ہیں۔ اس پر باوجود بے حیائی کے منظور اتنا خفیف ہوا کہ نظریں جھکا لینی پڑیں۔ اس لطیفہ کی توضیح یہ ہے کہ مناظرہ ظاء کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کے معنی مناظرہ کرنا ہے اور اس کا اسم فاعل مذکر بغیر ھاء کے ہے اور اسم فاعل مؤنث مناظرہ ظاء کے کسرہ اور ھاء کے ساتھ ہے۔ اب پھر واقعہ کو پڑھئے اور سر دھنئے کہ یہ جولانی طبع، ذکاوت، حاضر جوابی کی کیسی شاندار مثال ہے۔

اسی قسم کا ایک علمی لطیفہ "گیا" کے مناظرہ میں بھی پیش آیا۔ وہاں گورنمنٹ کے قانون کے مطابق یہ طے ہوا تھا کہ مدعی کو سب سے پہلے، آخری تقریر کا حق حاصل ہوگا۔ یہ شرط دیوبندیوں نے خود پیش کی تھی جو سنی منتظمین نے بھی منظور کر لی تھی۔ یہاں بھی گیا، پٹنہ اور مونگیر کے پچاسوں دیوبندی مولوی مقابلے پر جمع تھے۔ اور حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ صرف مولانا سراج الہدی اور ان کے بڑے بھائی مولانا فیض الہدی مرحوم جو ابھی طالبعلم تھے، موجود تھے۔ اس مناظرہ میں ابتدائی بحث یہی چھڑ گئی کہ مدعی کون ہے اور مدعی علیہ کون ہے۔

اصحاب فقہ جانتے ہیں کہ فصل خصومات میں مدعی اور مدعی علیہ کی تعیین کتنی ضروری اور کتنی مشکل ہے اور اس مناظرہ میں مدعی کو چونکہ ایک زائد تقریر کا حق ملا تھا اس لئے منظور چاہتا تھا کہ میں مدعی بن جاؤں....... گفتگو کا آغاز اس طرح ہوا۔

حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ چونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ تم کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی کافر ہو اس لئے میں مدعی ہوں اور تم مدعی علیہ اس بناء پر پہلی تقریر کا حق میرا ہے۔ منظور نے جواب میں کہا مدعی کے معنی دعویٰ کرنے والا، ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور آپ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اس لئے ہم مدعی ہوئے اور منکر مدعی علیہ آپ ہوئے۔ اس بظاہر مجاد اور رد حقیقت جاہلانہ بات پر حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بعینہ آپ کی اس دلیل سے ہم مدعی اور آپ منکر ہوئے۔ مناظرہ کا موضوع یہ ہے کہ آپ کافر ہیں اور یہ دعویٰ ہے۔ اسی کا ہم اثبات کریں گے۔ اور آپ اس کا انکار کرتے ہیں تو آپ مدعی علیہ ہوئے۔ اس پر منظور نے بھی یہی دوہرایا کہ مدی کے معنی دعویٰ کرنے والا اور مدعی علیہ کا انکار دعویٰ کرنے والا چونکہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اس لئے ہم مدعی اور آپ اس کا انکار کرتے ہیں اس لئے آپ مدعی علیہ ہوئے۔ منظور کی اس ہٹ دھرمی پر حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا تبحر علمی جوش میں آگیا۔ فرمایا کہ آپ نے مدعی اور مدعی علیہ کی تعیین لغوی معنی پر رکھی ہے اگر لغوی معنی لے کر مدی، مدی علیہ کی تعیین کی گئی تو صبح قیامت تک فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں فقہی معنی مراد ہیں بتائیے کہ مدعی اور مدعی علیہ کے فقہی معنی کیا ہیں۔ اگر مدعی اور مدعی علیہ کے فقہی معنی مراد لیں گے تو بر طریق شرع خصومات کا فیصلہ ناممکن ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور قسم منکر پر آپ بتائیے! فرض کیجئے آپ میرے اس عصا پر زبردستی قبضہ کر کے اپنے ہاتھ میں لے لیں، معاملہ قاضی شرع کے یہاں جائے تو فیصلہ کیسے ہو گا۔ میں کہوں گا کہ یہ عصا جو مولوی منظور اپنے ہاتھ میں کھڑا کئے ہوئے لئے ہیں میرا ہے۔ یہ میرا دعویٰ ہے، آپ کہیں گے کہ نہیں یہ عصا جو میں اپنے ہاتھ میں کھڑا کئے ہوئے لئے ہوں یہ میرا

ہے۔ یہ بقول آپ کے آپ کا دعویٰ ہوا، آپ میری بات کا انکار کرتے ہیں میں آپ کی بات کا انکار کرتا ہوں۔ تو میں مدعی اور مدعی علیہ دونوں اور آپ بھی مدعی اور مدعی علیہ دونوں ہوئے۔ قاضی کس سے ثبوت مانگنے گا اور ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہونے کے بعد کس سے قسم لے گا۔ آپ کے بتائے ہوئے معنی کے لحاظ سے دونوں مدعی ہوئے اور دونوں مدعی علیہ۔ اس فاضلانہ ایراد سے مرغوب ہو کر کھسیا کر منظور نے کہا اگر مدعی کے معنی دعویٰ کرنے والے، مدعی علیہ کے معنی انکار کرنے والے نہیں ہیں تو آپ ہی بتائے کہ مدعی اور مدعی علیہ کے کیا معنی ہیں۔ اس پر حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ فرمایا: معلوم نہیں تھا تو پہلے ہی پوچھ لیتے اتنا وقت برباد نہ ہوتا۔ فرمایا: سنو! مدعی وہ ہے جو خلاف ظاہر کا اثبات کرے اور مدعی علیہ وہ ہے جو ظاہر کے مطابق اثبات کرے۔ جیسے جیسے مذکور ہیں۔ جب میرا عصا آپ کے ہاتھ میں ہے تو میرا یہ کہنا کہ یہ عصا میرا ہے ظاہر کے خلاف ہے اس لئے میں مدعی ہوا اور آپ کا یہ کہنا کہ عصا میرا ہے تو ظاہر کے مطابق ہوا۔ قبضہ دلیل ملک جب اس کے خلاف دلیل نہ ہو۔ لہذا آپ مدعی علیہ ہوئے۔ اس لئے اس خصوص میں ثبوت دینا میرے ذمہ ہے اور اگر میں ثبوت نہ دے سکوں تو قسم آپ کی ذمہ۔ اس طرح بر طریقہ شرعی فیصلہ آسان ہو گیا۔

اب آپ آیئے اور مناظرہ کیجیئے۔ موضوع کے متعلق انصاف سے کام لیجیئے اور طے کیجئے کہ دھاڑی ہے، کلمہ پڑھتے ہیں، آپ کا ظاہر حال یہ بتاتا ہے کہ آپ مسلمان ہیں اور میں اس ظاہر کے خلاف یہ کہتا ہوں کہ آپ کافر ہیں، خلاف ظاہر کا اثبات کر رہا ہوں۔ اس لئے میں مدعی ہوا اور آپ ظاہر کے مطابق آپ بول رہے ہیں اس لئے آپ مدعی علیہ ہوئے۔ اب مجھے امید ہے کہ آپ اس میں بات نہ بڑھائیں گے۔ اس روشن بیان کے بعد وہابی مناظر نے کہا یہ کہاں ہے؟ اپنے جی سے دعویٰ کی تعریف کر کے اپنے مقصد کے مطابق بنالی ہے۔ اب آپ ثبوت دیجئے یہ تعریف کس کتاب میں ہے۔ حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ تعریف ہدایہ میں ہے۔ اتفاق کی بات ہدیہ وہاں موجود نہ تھی۔ اگر وہابی مناظر تحقیق کے لئے میدان میں آیا تھا

تو اتنی روشن بات کو بلا چوں چرا تسلیم کر کے مناظرہ کی ابتداء ہونے دیتا لیکن دیوبندیوں کو اپنے عقائد باطلہ کے بطلان پر اذعان ہے کہ وہ اولا تو میدان مناظرہ میں آنے سے گریز کرتے ہیں اور اگر اپنے عوام کے دباؤ سے ابھی جاتے ہیں تو طرح طرح کے حیلے، بہانے سے جان بچاتے ہیں۔ مدعی کی یہ تعریف اتنی مشہور و معروف ہے کہ کسی اہل علم کو بلکہ اہل عقل کو اسے تسلیم کرنے میں کوئی چوں وچرا نہیں۔ لیکن وہابی مناظر کو مناظرے سے زریں حیلہ ہاتھ آیا تھا۔ اس نے حوالے کا مطالبہ کیا کہ ہدایہ میں یہ تعریف دکھائیے۔ ہدایہ وہاں موجود نہ تھی حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہر چند فرمایا کہ کل میں یہ تعریف دکھاؤں گا۔ اگر نہ دکھا سکوں تو اپنی شکست تسلیم کر کے تمہیں تحریر دے دوں گا۔ مگر منظور نہ مانا، بالآخر مناظرے کا ایک دن یوں ہی ضائع ہو گیا۔ مگر بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی۔ آخر دوسرے دن حضرت نے ہدایہ سے مدعی اور مدعی علیہ کی یہ تعریف پڑھ کر سنائی۔ تو خائب و خاسر خفت مٹانے کے لئے خود دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ کتاب منظور کو دی گئی۔ عبارت پڑھ کر سر پکڑ کر بہت دیر تک سوچتا رہا۔ یکایک گاڑی کے آگے کاٹھ رکھ کر اس تعریف پر ایک اعتراض کیا کہ یہ تعریف صحیح نہیں ہے۔ یہ اعتراض حاشیہ پر موجود تھا اور اس کا جواب بھی مذکور تھا۔ حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فوراً وہ جواب ارشاد فرمایا۔ تو پھر یہ ہے اڑنگا لگایا کہ متن میں تو دوسری تعریف ہے آپ نے متن کی تعریف چھوڑ کر شرح کی تعریفیں کیوں بیان کی۔ حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کا جواب دیا کہ اگر ایک کی چند تعریفیں ہوں اور کوئی ایک تعریف کرے تو اعتراض کی کوئی بات نہیں بشرطیکہ وہ تعریف صحیح ہو۔ چلئے بات مختصر کیجیے۔ متن و شرح میں تین تعریفیں مذکور ہیں۔ آپ ان میں کسی کو تسلیم کرتے ہیں؟ اسی کے مطابق ثابت کروں گا کہ میں مدعی ہوں اور مدعی علیہ آپ۔ اب منظور کی چوکڑی بھول گئی۔ اور پھر ہدایہ مانگی اور بہت دیر تک متن، شرح، حاشیہ دیکھتے رہے اور بقیہ پشت سوار مولوی اچک اچک کر دیکھتے رہے۔ کچھ دیر کھسر پھسر ہوتی رہی۔ آخر کار حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہٗ نے مطالبہ کیا کہ وقت گزرتا جارہا ہے کیا آپ آج کا وقت بھی اسی میں ختم کر چکنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔

اس پر مجمع سے مولوی منظور مناظرے کا وقت ضائع مت کر عوام کے زوردار مطالبے سے مجبور ہو کر جلدی سے کہا کہ میرے نزدیک متن صحیح ہے۔ اس کی رد سے میں مدعی ہوں اور آپ مدعی علیہ۔ ناظرین پہلے متن مذکور کی تعریف ملاحظہ فرمائیں۔ پھر واضح ہو جائے گا کہ دیوبندیوں نے کس طرح آنکھ میں دھول جھونکنے کی کوشش کی۔ مدعی وہ ہے جب خصومت اگر نہ کرے تو اس پر مجبور نہ کیا جائے۔ اور مدعی علیہ وہ ہے جو خصومت پر مجبور کیا جائے۔ جب دیوبندی مناظر نے یہ کہا کہ تعریف صحیح ہے اور اس کی رد سے میں مدعی اور آپ مدعی علیہ ہیں تو حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ پھر آپ یہی چاہتے ہیں کہ مناظرے سے جتنی جان بچے بچا لینی چاہیئے اس تعریف کو صحیح کرنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ دوسری تعریفیں غلط ہیں۔ میں چاہتا ہوں جلد از جلد اصل موضوع پر مناظرہ ہو۔ اس لئے اس بحث سے بالقصد پہلو تہی کرتے ہوئے آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس تعریف کی رد سے کیسے مدعی ہیں اور مدعی علیہ۔ اس کی توضیح ضروری تھی مگر آپ نے ادعائے محض کیا۔ مجھ سے سنئے! اس تعریف کی رد سے بھی مدعی ہم اہل سنت ہیں اور مدعی علیہ آپ۔ ہمارے آپ کے درمیاں نزاع اس بات پر ہے کہ ہم آپ کو کافر کہتے ہیں۔ اگر ہم آپ کو کافر نہ کہیں تو کوئی جھگڑا نہ ہو۔ اس مناظرے کی نوبت ہی اس بات پر آئی کہ ہم آپ کو کافر کہتے ہیں اور آپ مجبور ہو کر اپنے کفر کو اٹھانے کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ اس لئے اس تعریف کی رد سے بھی مدعی میں ہوا اور آپ مدعی علیہ۔

اپنی خداداد شان خطابت سے جب یہ مضمون حضرت نے بیان فرمایا تو پورے مجمع پر سناٹا چھا گیا اور تمام وہابیہ دیابنہ مبہوت ہو گئے۔ بالآخر منظور نے عاجز آکر مان لیا کہ اچھا آپ سب سے اچھا آپ ہی مدعی ہیں میں مدعی علیہ۔ آپ اپنے موضوع سے متعلق تقریر شروع کیجئے۔

اس عظیم الشان فتح پر اہل سنت کو جو مسرت ہوئی اور مناظر اعظم حضرت شیر بیشہ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا جو رعب پورے مجمع اور دیوبندیوں پر چھایا تو آخیر تک وہ مبہوت ہی رہے۔ یہ مناظرہ تحریر تھا اور تحذیر الناس کی عبارت پر تھا۔ تحریر ہونے کی وجہ سے وہابیت کی شکست فاش کا اس طرح دستاویز تھا۔ وہابی

جانتے تھے کہ اگر یہ مناظرہ چھپ گیا تو وہابیت دیوبندیت کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہے گی۔ اس لئے انہوں نے حضرت شیر بیشہ اہلسنت کے ساتھ آدمی لگا دیا اور گیا سے واپسی پر گیا اور بنارس کے درمیان پواٹر نک جس میں کتب مناظرہ اور یہ تحریریں تھیں، چرالیں۔

اس مناظرے میں ایک لطیفہ ہی ہوا تھا کہ حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا میں تمہارا خصم ہوں۔ اس پر منظور بہت آگ بگولہ ہوا اور منتظمین مناظرہ اور حکام سے فریاد کی کہ خصم کے معنی شوہر کے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنی بیوی بنایا اور خود شوہر بنے ہیں اس میں میری توہین ہے اس لئے میں اس وقت تک مناظرہ نہیں کروں گا جب تک کہ یہ لفظ واپس نہ لیں۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے کہا کہ منظور! مناظرے سے جان بچانے کے لئے سطحی باتوں پر آگئے ہو۔ خصم کے معنی مد مقابل اور مدعی یا مدعی علیہ کے کتب فقہ اور مناظرہ میں شائع وذائع ہیں۔ علاوہ ازیں خصم کے عربی لفظ ہے، عربی کے کسی لغت میں خصم کے معنی شوہر کے نہیں اپنے جی سے ایسا معنی گڑھ کر مناظرہ کا وقت ضائع کرنا احقاق حق نہیں، کھلا فرار ہے۔اس پر اردو کے لغت سے منظور نے بتایا کہ دیکھئے اس میں خصم کے معنی شوہر کے ہیں۔اس لئے آپ جب تک یہ لفظ واپس نہیں لیں گے میں مناظرہ نہیں کروں گا۔ شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ چلو اگر خصم کے معنی شوہر کے بھی ہوں مگر جب یہ مدعی یا مقابل کے معنی میں آتا ہے تو آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہو کہ یہ لفظ مشترک ہے اور لفظ مشترک کے کسی ایک معنی کی تعیین کے لئے قرینہ چاہیے، یہاں خصم بمعنی شوہر مراد لینے پر کوئی قرینہ نہیں بلکہ قرینہ یہ ہے کہ یہاں یہ معنی ہو ہی نہیں سکتے، اس لئے کہ آپ کے چہرے پر داڑھی موجود ہونے کی نشانی ہے کہ آپ عورت نہیں کہ آپ سے میرا نکاح ممکن ہوا اور آپ بیوی اور میں شوہر ہو سکوں۔

اور اگر بالفرض داڑھی ہوتے ہوئے بھی آپ عورت ہوتے اور یہ داڑھی مخالف فطرت تھی تو بھی یہ ممکن نہیں، اس لئے کہ آپ دیوبندی مرتد ہیں اور میں سنی ہوں۔ اور سنی سے دیوبندی مرتد کا نکاح صحیح نہیں، پھر یہ معنی کیسے مراد ہو سکتا ہے برخلاف اس خصم بمعنی مد مقابل ہونے پر قرینہ ظاہر ہے کہ یہ میدان مناظرہ ہے اور

مناظرہ رشید یہ دیکھ لو اس میں خصم بمعنی مد مقابل مستعمل ہے مناظرہ کے درمیان یہ لفظ بولنا اس بات پر قرینہ ہے کہ مراد مقابل ہی ہے۔ اس روشن صفائی کے بعد بھی منظور اڑا رہا کہ جب تک یہ لفظ واپس نہ لیں گے مناظرہ نہیں ہوگا۔ چونکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف دل خراش بات نہیں کہیں گے اس لئے حکام نے حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ اب مجبوری ہے کہ آپ کے حریف یہ کہتے ہیں کہ اس میں میری توہین ہے اور جب تک آپ یہ لفظ واپس نہ لیں گے ہم مناظرے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کے معنی کیا ہیں، ہم اتنا جانتے ہیں کہ آپ کا فریق اس سے چڑھ گیا ہے۔ حضرت نے ہر چند حکام کو سمجھانا چاہا مگر انہوں نے بھی کہا کہ ہم مناظر نہیں، جو مناظر ہے وہ اگر مان لے کہ اس میں میری توہین نہیں تو ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا ورنہ مناظرہ بند کر دیں گے۔

حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو مناظرہ کرنا مقصود تھا اس لئے آپ یہ کہہ کر کہ اگرچہ اس میں کوئی توہین ہمارے مد مقابل کی نہیں ہے مگر جب وہ اڑ گئے ہیں اور ان کی ضد نہ پوری کی گئی تو مناظرہ نہ ہو سکے گا اس لئے مجھے مقصود ہے مناظرہ کرنا اس لئے مناظرہ جاری رکھنے کے لئے اور مد مقابل پر وار کا دروازہ بند کرنے کے لئے یہ لفظ واپس لیتا ہوں۔

گیا کا مشہور مناظرہ تحذیر الناس کی عبارت پر ہوا تھا سوائے اس ایک مناظرہ کے اس عبارت پر کوئی دوسرا مناظرہ کبھی نہیں ہوا۔ منظور کی یہ عبارت تھی کہ ہر مناظرہ میں لہک لہک کر اس عبارت پر مناظرہ کرنے کے لئے آمادہ ہوتا تھا، چونکہ اس کے پاس اس عبارت کی تاویلات باطلہ کی تائیدات تین پست کی جمع کردہ موجود تھیں۔ وہ ان پر نازاں تھا، کہ اس کے جوابات کوئی سنی عالم اچانک نہیں دے سکتا لیکن جب گیا میں اس کی ساری پونجی کے پرخچے اڑ گئے تو حیران رہ گیا اور اپنی آبرو بچانے کے لئے چوری کرالی۔

حضرت شیر بیشہ اہلسنت قدس سرہٗ نے کئی بار بہت حسرت کے ساتھ فرمایا کاش کہ وہ رد داد چھپ جاتی تو دنیا دیکھ لیتی کہ دیوبندی کتنی کیاد اور آنکھ نے دھول جھونکنے کے فن میں ماہر ہیں۔فرمایا کرتے کہ منظور نے اول سے آخر تک اس پر زور دیا کہ قاسم نانوتوی ختم نبوت کا انکار نہیں کرتا بلکہ "خاتم النبیین "کے معنی "آخر النبیین "نہیں مانتا بلکہ خاتمیت ذاتی مراد لیتا لیکن جب میں نے "ہدایتہ المہدیین "مصنفہ مولوی محمد شفیق دیوبندی کی یہ عبارت پیش کی صفحہ ۲۱ ۔یعنی عربی لغت اس پر حاکم ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں اور پھر صفحہ ٤٥ تفسیر روح المعانی سے عبارت اس پر امت کا اجماع ہے جو اس کے خلاف دعوی کرے کافر ہے اور اس پر اڑا رہے تو قتل کیا جائے گا۔ تو غریب منظور نے میری تحریر کو ہاتھ میں لے کر اس بے کسی کے ساتھ مجھے دیکھا کہ اگر معاملہ کفر اور اسلام کا نہ ہوتا تو مجھے ترس آجاتا اور اس وقت میں نے منظور سے کہا اب مان لو اور اعلی حضرت قدس سرہٗ کے فرمانے سے نہ سہی اپنی مادر علم کے مفتی کے کہنے سے قبول کر لو کہ یہ کفری عبارت ہے۔ مگر علما کا یہ ارشاد کیسے غلط ہو سکتا ہے کہ گستاخ رسول (علیہ الصلوۃ والسلام) کے لئے توبہ نہیں۔ رب العالمین کا یہ فرمانا کیسے بدل سکتا ہے

نجی مجالس میں استفسارات پر برجستہ ایسے ایسے دقیق علمی مسائل بیان فرماتے کہ علماء انگشت بدنداں رہ جاتے........حج سے واپسی کے بعد بیان فرمایا کہ جس جہاز میں میں جارہا تھا اسی سے دیوبندی ملوں کا ایک قافلہ بھی جارہا تھا۔ جس میں منظور سنبھلی اور اس کا استاذ حبیب الرحمن مئوی بھی تھا۔ فرماتے تھے کہ مجھے خبر نہ تھی یہ سب اس جہاں پر ہیں۔ ایک دن منظور سنبھلی میرے پاس آیا اور اس نے سلام کیا۔ میں ابتداء اسے پہچانا نہیں اس کی ہیئت پہلے سے بہت بدل گئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ دولت خانہ کہا ہے؟ تو اس نے ہنس کر کہا کہ آپ اتنی جلدی مجھے بھول گئے ہیں، میں منظور سنبھلی ہوں۔ اگر اجازت ہو تو بیٹھ جاؤں! اور میرے بستر پر بیٹھنے کے لئے لپکا۔ میں نے فوراً روک دیا کہ تم گستاخ رسول ہو میرے بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس نے بڑی لجاجت سے کہا کہ آپ کا دل ابھی ہم لوگوں کی طرف سے صاف نہیں ہوا تو میں نے جواب دیا کہ میری اور تمہاری کوئی دنیوی لڑائی

نہیں۔ تم لوگ ان کفری عبارتوں سے توبہ کرلو تو میں سر آنکھوں پر بٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ جہاز میں بھی مناظرہ کے موڈ میں ہیں۔ میں اس وقت مناظرہ کرنے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ ایک اشکال لے کر آیا ہوں۔ اس کا جواب دیجیے۔ حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا تمہاری جماعت میں کون کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ فلاں فلاں ہیں۔ پھر دریافت فرمایا یہ اشکال ان سے کیوں نہیں حل کرالیا۔ تو اس نے بڑی سادگی سے کہا ہم لوگ دو دن سے الجھے ہوئے ہیں اور جواب سمجھ میں نہیں آتا، مجھے بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ آپ بھی اسی جہاز میں ہیں اسی لئے حاضر ہوا ہوں۔ کم از کم اشکال تو سن لیجئے جواب دیں یا نہ دیں۔ شیر بیشۂ اہل سنت قدس سرہٗ نے فرمایا آپ میرے پاس ایک مسئلہ پوچھنے آئے ہیں۔ خدا کرے کہ یہی آپ کے لئے ذریعہ ہدایت ہو جائے۔ اگر مرتد ہونے کی وجہ سے تم اس کے اہل نہیں کہ تمہیں کوئی علمی مسئلہ بتایا جائے مگر میں ان شاءاللہ عزوجل جواب اس لئے دونگا کہ کہیں تم اسے عجز نہ جانو۔

منظور:- عقائد کے متعلق تو بحمدہ اللہ تعالی بالکل اطمینان ہے کہ میں بالکل حق پر ہوں البتہ مناسک حج کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق آپ سے چاہتا ہوں۔

شیر بیشہ اہلسنت:- یہ بھی ابلیس کا زبردست دھوکا ہے کہ اس نے قادیانیوں، وہابیوں، بہائیوں، رافضیوں غیر دھرم مرتدین بلکہ نصاریٰ و یہود و مجوس و مشرکین کو عقائد باطلہ کفریہ پر اس قدر ہٹ دھرمی کے ساتھ جمادیا ہے کہ آپ کی طرح ہر ایک قادیانی، ہر رافضی غرض ہر ایک مرتد، ہر ایک کافر کہہ سکتا ہے کہ الحمدللہ مجھے اطمینان ہے کہ میں بالکل حق پر ہوں۔ خیر اب وہ مسیئلہ پوچھئے۔

منظور:- بات یہ ہے کہ میں نے مناظرہ چھوڑ دیا ہے، مناظرے میں ہر فریق کے مناظر کی دلی تمنا یہی ہوتی ہے کہ میرا مقابل ایسا کھلا ہوا باطل کلمہ چاہے کفر ہی کیوں نہ ہو بک دے تاکہ اس کو مغلوب کر دینے میں مجھے

کامیابی ہو جائے۔ اس لئے عقائد میں آپ یا کسی اور سے میں مباحثہ ہر گز نہیں چاہتا۔ میں نے آپ کو حکم بنایا ہے، حکم بنا کر فیصلہ چاہتا ہوں۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- مناظرے میں ہر فریق کے مناظر کی جو تمنا آپ نے بتائی ہے۔ یہ بیشک مذکور ہے۔ بلکہ کبھی رضا بالکفر ہو جائے گی۔ اگر آپ کی یہی تمنا مناظروں میں رہی ہے تو بے شک یہ بھی آپ کا ایک بطلان تھا۔ میری تو تمنا ہر مناظرے میں بعونہ تعالی وبعون حبیبہ صلی المولی تعالی علیہ و علی آلہ وسلم صرف یہ رہی ہے کہ مصطفی پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے ڈنکے بجیں اور عقائد کفریہ و باطلہ سے بھولے بھالے مسلمان بچیں اور مناظرہ میں تو خود یہ بھی ہے جس کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ مناظرہ کا مقصد تحقیق حق ہی تو ہوتا ہے خواہ اصول عقائد میں ہو یا فروغ فقہ میں۔ مناظرہ تو صحابہ وائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بلکہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔

منظور:- آپ کچھ بھی فرمائیں میں مناظرہ بالکل کر چکا ہوں۔ مناسک کے متعلق ایک مسئلہ اگر آپ اجازت دیں تو پوچھوں ورنہ چلا جاؤں۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- (آپ نے ارشاد فرمایا) پوچھئے کیا پوچھنا ہیں۔ مجھے معلوم ہو گا تو ضرور گزارش کروں گا۔

منظور:- کیا اعلیٰ حضرت نے مناسک میں کوئی رسالہ تحریر فرما؟

شیر بیشۂ اہلسنت:- جی ہاں! حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسک حج میں بھی نہایت بہترین رسالہ مبارکہ تحریر فرماہے۔ یہ دیکھئے میرے پاس بھی موجود ہے، اس کا تاریخی نام ہے۔

منظور:- تو اس میں اعلی حضرت نے ہندوستان سے آنے والوں کے لئے احرام باندھنا کہاں سے تحریر فرماہے؟

شیر بیشۂ اہلسنت:- محاذات یلملم سے تحریر فرمایا جیسا کہ تمام فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ آنے والا اگر میقات سے ہو کر نہ گزرے تو جب سب سے پہلے وہ کسی ایسے مقام سے گزرے گا جو کسی میقات کے محاذی ہے، دوہیں سے اس کو حرام باندھنا ضروری ہے۔

منظور:- مگر ملا علی قاری نے تو لکھا ہے جو حاجی میقات پر سے نہ گزرے وہ جدہ سے احرام باندھے۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- مگر ہم ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مقلد نہیں۔ تمام ائمہ حنفیہ علیہم الرحمۃ کی تصریحات جلیلہ کے خلاف ایک اکیلے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا تفرو ہم کیوں کر تسلیم کر سکتے ہیں۔ ملا علی قاری تو ملا علی قاری ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔ ہم تو ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نصوص کے مقابل امام ابن الہمام بلکہ امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ علیہ عنہما کی تفردات کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔

منظور:- مگر یلملم تو جہاز سے ہم کو نظر نہیں آتا پھر اس کی محاذات ہم کو کیوں کر معلوم ہو۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- جہاز والے اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلملم کے محاذ میں آگیا ہے۔

منظور:- جہاز والے کو بھی یلملم دکھائی نہیں دیتا۔ تو پھر ان کو کہنا کیوں کر معتبر ہوگا۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- ان کے سامنے نقشہ، قطب نما، گھڑی تینوں چیزیں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔

منظور:- نقشہ کا کیا اعتبار؟

شیر بیشۂ اہلسنت:- نقشے کا قطب نما کا اور گھڑی کا اعتبار نہ کیا جائے تو جہاز کا سفر ہی دشوار ہو جائے، جہاز کہیں کا کہیں چلا جائے، پہاڑ سے ٹکرا جائے، پاش پاش ہو جائے۔

منظور:- مگر جہاز والے تو کافر ہوتے ہیں، پھر ان کی خبر کیوں کر معتبر ہو گی۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- دیانات میں کافر کی خبر معتبر نہیں، امور دنیا میں تو معتبر ہے۔

منظور:- مگر احرام باندھنا امور دینیہ سے ہے۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- احرام باندھنا ضرور امور دینیہ سے ہے لیکن جہاز کا یلملم کے محاذی آجانا تو ایک دنیاوی خبر ہے۔ جہاز والے کفار یہ تو کہتے نہیں کہ حاجیو! احرام باندھ لو، وہ تو سیٹی بجا کر اس امر کی اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلملم کے محاذات میں آگیا ہے۔

منظور:- الحمدللہ میری تصویر ہو گئی۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

شیر بیشۂ اہلسنت:- تشریف لے جاسکتے ہیں۔ صرف ایک اہم بات سنتے جایئے، اس پر دین تنہایوں میں رات کی بیداریوں میں ٹھنڈے دل سے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غور کیجئے گا۔ وہ یہ کہ آپ دیوبندی صاحبوں کے نزدیک علم غیب صرف اللہ تعالی ہی کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالی کے سوا کسی اور کو کسی طرح علم غیب ہو ہی نہیں سکتا، اور ہم اہل سنت کے نزدیک ذاتی علم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے اور بارگاہ الہی سے اصالۃً اور بلا واسطہ علم غیب عطا ہونا حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ پھر حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذاللہ ریذ وعمر بلکہ ہر جیسی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی علم غیب کا ثابت کرنا اور آپ کا اس کی تائید وحمایت کرنا حضور علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم کی توہین ہے یا نہیں؟

منظور:- میں مناظرہ مدت ہوئی قطعاً بند کر چکا ہوں۔ سلاں والی ضلع جہلم میں جب میرا آپ سے مناظرہ ہوا تھا تو مناظرہ بند کر دینے کے بعد ہوا تھا۔ مگر حضرت مولانا حسین علی صاحب وان بچھراں والے رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر مجھے مجبوراً جانا پڑا تھا۔ میں آپ کے سوال کا اس وقت بھی کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔

حضرت شیر بیشہ اہلسنت:- آپ مناظرہ اسے نہ ڈریئے، یہ مناظرانہ سوال نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے جس پر منصفانہ غور و فکر کرنا آپ کے لئے ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے۔ ان شاءاللہ تعالی ثم شاء رسولہ صلی المولی تعالی علیہ و علی آلہ وسلم۔

منظور اٹھ کر جانے لگا تو حضرت شیر بیشہ اہلسنت نے کہا: منظور ایک بات سنتے جاؤ جو ضروری ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی اپنے کفریات قطعیہ، یقینیہ کی بناء پر ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفریات پر باخبر ہو کر ان کو کافر نہ سمجھے یا کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

منظور:- (اٹھتے ہوئے) آپ مناظرہ بھی کرتے جاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ یہ مناظرہ نہیں ہے۔

شیر بیشہ اہلسنت:- یہ حکم میں نے اس لئے بیان کیا کہ میدان قیامت میں اس احکم الحاکمین جل جلالہ اور اس کے حبیب روف رحیم صلی المولی علیہ و علی آلہ وصحبہ و بارک وسلم کے سامنے حاضری کے وقت تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم نے دوران سفر حرمین طیبین حشمت علی کو دینی مسائل میں حکم بنایا تھا۔ اس نے اس وقت احرام کا مسئلہ تو بیان کیا مگر تکفیر علماء دیوبند کا حکم نہ ظاہر کیا ورنہ چونکہ ہم حکم بنا چکے تھے، اگر اس نے تکفیر کا مسئلہ بھی بیان کیا ہوتا تو وہ بھی ہم تسلیم کر لیتے

منظور اکڑوں بیٹھ گیا تھا، بڑے غور سے جواب سن رہا تھا اور شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔ ان واقعات کو کبھی تنہائی میں سوچتا ہوں تو بے ساختہ زبان پر جاری ہوتا ہے "ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی"

حضرت شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ذات گرامی سے وابستہ اس قسم کے ہزار بالطائف علمیہ اور دقائق حکمیہ ہیں۔ کس کس کو دیکھا جائے، ج

کس کس کو چھوڑا جائے۔ اس لذیذ و لطیف و مفید سلسلہ کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

داماں نگہ گل حسن تو بسیار
گل چیں بہار تو داماں گلہ دار

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

از-بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ

کہتے ہیں کہ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ کو دن میں دس بجے رحلت فرما گئے۔ ان کے ساتھ ایک قرن ختم ہو گیا، تاریخ کا ایک دوران کے آنکھ بند کرتے ہی تمام ہو گیا اور ایک ہنگامہ پرور عالم ان کے ساتھ ہی ابدی نیند سو گیا۔ محبتِ رسول کی کتنی محفلیں سونی ہو گئیں، معاندین رسالت سے مجادلے اور مناظرے کی کتنی بساطیں سرد پڑ گئیں، اور دنیائے ملت مرحومہ کی پاسبانی کرنے والے ایک چوکس دیدہ ور سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئ۔

آہ! ایک متبحر عالم نہیں رہا، شب زندہ دار عابد نہیں رہا، ایک زبان داں مناظر نہ رہا، ایک زندہ دل صوفی نہ رہا، ایک عندلیب زمزمہ سنج نہ رہا، ایک دہاڑنے والا شیر نیستاں نہ رہا۔ بلکہ سچ پوچھو تو وہ کیا گیا آثارِ سلف کا ایک اور تاج محل ڈھہ گیا۔ جب تک وہ رہا اپنوں کی سرد مہری، غیروں کی ایذا رسانی، دوستوں کی مہربانی اور دشمنوں کی عداوتوں کے طوفان میں مضبوط چٹان کی طرح جما رہا۔ وقت کا کوئی دھارا اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکا۔ وہ اللہ و رسول۔ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے لڑتا رہا، ان کی دسیسہ کاریوں کا راز فاش کرتا رہا اور عواقب و نتائج سے بے پرواہ کبھی کفر و طغیان سے صلح نہ کر سکا۔ بجلیاں چمکتی رہیں، بادل گرجتے رہے، طوفان آنکھ دکھاتا رہا اور مصائب و آلام نے بار بار جھنجھوڑا۔ لیکن اس زبان حق بیان سے شمع حقیقت کی لو کسی طرح نہ بجھی نہ تھرتھرائی۔

ہزار بار نتائج سے ہو کے بے پراوہ

اسی کا نام لیا جس کا نام لینا تھا

وہ جس کو خلوص قلب کے ساتھ حق سمجھتا رہا وہی کہتا رہا، چاہے دوست خفا ہوں یا دشمن ناراض، اپنے ساتھ چھوڑیں یا غیر نیزے سنبھالیں، خویش و اقارب سرزنش کریں یا پرائے موت کا جام تیار کریں، اور عجب نہیں کہ اس کی اس ادا پر کل میدانِ محشر میں رحمت کو جوش آجائے اور پکار اٹھے

ع یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

خدا سمجھے مخالف پریس نے اپنی پوری طاقت صرف کر دی ہے، اور باہری دنیا میں ڈھول پیٹ دیا ہے کہ طبقۂ اہلِ سنت و جماعت کا فسادی، مسلمانوں کی جماعت میں آگ بھڑکانے والا، اپنے حلوے مانڈے کی خاطر جلب منفعت اور حصولِ زر کے لیے اپنی ارادت و پیری کی دوکان چمکانے کے لیے مسلمانوں کو ملنے نہیں دیتا۔ اور ان میں کفر و فسق کی چنگاریوں سے آگ بھڑکاتا رہتا ہے اور اس کے ثبوت میں انھیں حضرت علامہ حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی ذات پر دعویٰ کی دلیل اور ہر جھوٹ کی شاہد بتائی جاتی ہے۔ اس پروپیگنڈہ کے پیش نظر ہم تو سمجھتے ہیں کہ جب تنہا ایک شخص حصولِ زر کی خاطر غیر منقسم ہند کے تقریباً دس کروڑ، منقسم ہند کے چھ کروڑ مسلمانوں کو لڑاتا رہا تو کم از کم نواب حیدر آباد جتنا مالدار ضرور ہو گیا ہوتا آغا خاں یا ملا طاہر جتنا سرمایہ دار تو ضرور ہو گیا ہوتا۔ اگر حصول زر کا یہ طریقہ اتنا ہی کامیاب ہے تو ہر شہر میں اس کی کوٹھیاں ہوتیں اور ہر علاقہ میں اس کی عشرت گاہیں۔ لیکن یہ کتنی دردناک حقیقت ہے کہ جب ان کا وصال ہوا تو وہ اپنی معیشت سے تنگ تھے وہ اپنے بچوں کو تحریر کرتے ہیں:

"عزیز طویل علالت کے سبب بالکل تنگ ہو گیا ہوں اور آمدنی محدود سے محدود، تم لوگ کسی طرح گزر بسر کرو اور تعلیم حاصل کرو۔"

جب کہ دوسری طرف کتنے شیخ الاسلاموں، امن کے علمبرداروں اور ملت کے خیر خواہوں، حکیموں کی موت و حیات میں بغیر کسی مادی سبب کے روپیوں کی ریل پیل اور سرمایوں کا انبار ہے۔ جس کے سہارے عظیم

کوٹھیوں اور طویل خانقاہوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ اور حضرت کے قدم جہاں پہنچ جاتے ہیں ایک نئی بلڈنگ جنم پا لیتی ہے۔ نہ معلوم یہ کون سا خفیہ دستِ غیب ہے کہ یہ بدنام فسادی بے چارہ بقول معاندین زندگی بھر حصولِ زر کے لیے لوگوں کو لڑاتا رہا، لیکن وفات پائی تو معلوم ہوا کہ ہاتھ خالی ہے۔

اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ الزام تراشیوں سے قطع نظر ہم ان کی تحریک کا مبصرانہ جائزہ لیں۔ آیا واقعی ان کا پیغام غیر مفید اور باعثِ ضرر تھا یا اسلامی تنظیم کا ایک ناگزیر عمل تنقید ہے جس کے بغیر کوئی جماعت زندہ نہیں رہ سکتی اور کوئی حق باطل کے میل سے نہیں بچ سکتا۔ مولانا علیہ الرحمہ اپنی ساری زندگی مشہور و معروف بتان محراب و منبر کے خلاف جد و جہد کرتے رہے، جو تقدیس کے گنبد میں بیٹھ کر ایک طرف تو اسلام کی عزت، اس کے ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے کھیلتے ہیں، ان کا قلم مذہبی عیاشیوں میں مبتلا اور دماغ فکری بے راہ رویوں سے داغ دار رہا۔ دوسری طرف بزعم خویش مذہبی سربراہی اور قیادت دینی کے بھی دعوے دار تھے اور بدقسمتی سے عوام و خواص کی ایک بھیڑ بھی ان کے ارد گرد جمع ہو گئی تھی جو ان کا ہر مصرع اٹھاتی اور ہر شعر پر گرہ لگاتی۔ مولانا علیہ الرحمہ نے اس پورے طائفہ کے خلاف دین و دیانت کی پوری ذمہ داری کے ساتھ ایک مقدس تحریک جاری رکھی اور پوری شدت کے ساتھ یہ ظاہر کرتے رہے کہ دین میں نئی راہ نکال کر یہ لوگ خود دین سے نکل گئے ہیں۔ خدا اور رسول کی بغاوت کر کے اسلام کے دائرے سے الگ ہو گئے ہیں۔ اس لیے مسلمان ان گمراہوں سے آگاہ رہیں، ان سے رسم و راہ نہ بڑھائیں، ان سے تعلقات مہر و محبت نہ قائم کریں، ان سے شادی بیاہ نہ کریں، ان کو اپنے سے الگ رکھیں، کہیں وہ اپنی بیماری صحت مند مسلمانوں میں نہ پھیلا دیں، کہیں یہ لوگ گمراہی کے جراثیم صحیح العقیدہ مسلمانوں میں بھی نہ داخل کر دیں۔

(مضامین بحر العلوم، حصہ دوم، صفحہ ۹۲)

شیر بیشۂ اہلِ سنت ایک پیکرِ وفا

از۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

کیوں رضا آج گلی سونی ہے

اٹھ میرے دھوم مچانے والے

آہ.......کہ نصف صدی تک دنیائے سنیت کو جگا جگا کر ایک دن سرکارِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقیب خاموش ہو گیا۔

معتمد راویوں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کی بزمِ عشق میں پہنچنے کے بعد ایک دن کائنات کا یہ مخفی راز اس کے دل پر آشکار ہو گیا کہ عرش و فرش کی وسعتوں میں رضائے الٰہی کی کلید خوشنودئ مزاج مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس دن سے لے کر پیکر اجل کی آمد تک ایک وارفتہ حال دیوانے کی طرح ساری عمر وہ اسی حقیقت کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ شوق و طلب کی ایک بیتاب امنگ تھی جو رگ وپے میں خون کی لہروں کے ساتھ دوڑتی رہی اور عشق واخلاص کا ایک دائم و قائم خمار تھا۔ جس نے ساری عمر عقل وہوش کی دنیا پر فرماں روائی کی۔ عشق واخلاص کا خمار اس وقت بھی شریک سفر تھا جب کہ سر بالیں وصال کا سفر نامہ پیک اجل لیے کھڑا تھا اور نگاہوں کی بینائی محبوب کی تجلیوں میں ڈوب رہی تھی اور بلاشبہ وہی رفیق عزیز لحد کی خوابگاہ میں آج بھی شریک بزم تنہائی ہے۔

عشق کے داغ سے مانوس رہا کرتا تھا

ویسے کہنے کو شبِ قبر کی تنہائی ہے

اس پیکر وفا کے سامنے دنیائے رنگ و بو میں ہزاروں انقلاب آئے..... حوادث کی مصلحتوں نے خوشامدیں کیں....... وقت کے تقاضوں نے دامن تھامے...... طوفانوں نے الارم کیا..... قہر و جبر نے تازیانے اٹھائے.... ننگ و ناموس نے اندیشہ دلایا....... اور یہ فتنہ آشوب دنیا بارہا بن سنور کر آئی کہ ایک برہم دیوانے کا مزاج بدل دیا جائے...... لیکن رات کے روشن سیارے اور دن کے چمکتے ذرے شاہد ہیں کہ وقت کے جبری تقاضوں پر دنیا کی ہر شئی بدل گئی....... دریاؤں کے بہتے ہوئے دھارے نشیب پا کر مخالف سمت پر لڑھک گئے....... انگاروں کی دھمک سے فولاد کا جگر پانی ہو گیا...... بارہا ایسا ہوا کہ مصلحتوں نے سرگوشی کی اور اچانک ہزاروں آتش نوا خطیبوں کی زبان گنگ ہو گئی اور قلم نے سپر ڈال دیے.... اور ایسا بھی ہوا کہ علم و تقویٰ کی مغرور پیشانیاں وقت کی مسند اقتدار کے آگے غبار آلود ہو گئیں...... مصلحت کی آتش سے نشیمن جلے....... عشق کی آبرو لٹی....... کفر نے امان پائی اور اسلام اسیر بلا ہوا...... لیکن اپنے دور کا ایک وارفتہ جگر مجاہد تھا جس نے حالات سے دوبدو کرنا قبول کر لیا مگر غیرت وفا کی قربانی دے کر کسی طرح کی مصالحت کے لیے راضی نہیں ہو سکا۔ وہ حق و باطل کے امتیاز میں کسی درمیانی راہ کا قائل نہ تھا۔ اس کی پوری زندگی اسی نظریہ کی عملی تفسیر تھی۔ ایک دامن کی پناہ حاصل کرنے کے لیے انتہائی بے دردی کے ساتھ اس نے لاکھوں دامن جھٹک دیے اور ایک چوکھٹ پر بستر جمایا تو سارے چوکھٹوں سے منہ موڑ کر گزر گیا۔

حق جب بھی مظلوم نظر آیا اس کی غیرت کا جلال برہم ہو گیا اور اس کے لب و لہجے کے خروش پر دریاؤں کی طغیانی ابھر آئی۔ اور جس حال میں بھی ہوا بغیر کسی لمحۂ انتظار کے حق کی حمایت کے لیے کھڑا ہوا۔

مشاہدات و محسوسات سے کہیں زیادہ اسے معنوی حقیقت پر یقین تھا کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے کٹ جانے کے بعد زمین و آسمان کی وسعتوں میں کہیں امان نہیں مل سکتی۔ وہ ہر وقت اسی یقین کے اجالے میں رہتا تھا۔

اس کی حیات کے وہ لمحے انتہائی قابل رشک ہوتے تھے، جب وہ عاشقوں کی انجمن میں ہوتا اور داستان عشق و ایمان کا کوئی ورق الٹ کر وہ اپنے محبوب کائنات کی یکتائی اور جلالت شان کے خطبے پڑھتا......اور اس وقت ساری فضا کیف و خمار سے معمور ہو جاتی اور فرط شوق میں کائنات کا دل جھومنے لگتا۔

اس کی خدا داد شان خطابت میں مخلص کا ولولہ....دل مبتلہ سوز....گھائل کی کراہ.....عشق کی چوٹ....فداکار کی سرفروشی....دیوانے کا استغناء....مجاہد کا تیور....انتقام کا جوش....نیاز مند کا ادب....اور ایک وارفتہ حال مومن کا ایمان جھلکتا تھا۔

حرمت عشق کے خلاف زبان و قلم کی کوئی ناپاک جسارت اس کے لیے کائنات کی سب سے بڑی اذیت تھی، جس کی تاب ضبط سے اس کا ضمیر ہمیشہ ناآشنا رہا۔ وہ اپنے کریم و جمیل آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایسا سرشار دیوانہ تھا کہ دنیا میں کسی سے اس کی شناسائی نہیں، بس ایک ہی چہرہ اس کے قلب و جگر کا محبوب تھا اور جہاں جہاں بھی دل رکا وہی ایک محبت درمیان میں نسبت رابط تھی۔

ذاتی طور پر نہ اس کی کسی سے دشمنی تھی اور نہ دوستی.....وہ اپنے حبیب کے دوستوں کا دوست تھا اور دشمنوں کا دشمن اور یہ اس کے ایمان کا مزاج بن چکا تھا۔

بیگانوں کے سامنے اس کی پیشانی ہمیشہ مغرور نظر آئی لیکن غبار راہ میں بھی پائے حبیب کی کوئی سنت مل گئی تو سجدۂ شوق کے لیے دل کی پوری کائنات جھک پڑی۔

اس کے محبوب آقا کی حرمت پر جس نے بھی حرف رکھنا چاہا اس کے خلاف اعلان جنگ کرنے میں اس کے یہاں کوئی لمحۂ انتظار نہ تھا اور نہ غلبہ و قوت کا کوئی قہر اور مروت و شناسائی کا کوئی عاطفہ اس کی راہ میں حائل ہو سکتا تھا۔

اس کا نام سن کا کر ایوان باطل میں زلزلے پڑ جاتے تھے اور اسی کے ساتھ اس کی ذات دنیائے سنیت کی ایک ایسی متاع بے بہا تھی کہ اس کے تذکرے سے ایمان والوں کے چہرے شاداب ہو جاتے تھے۔ اس کے قدموں کی آہٹ پر وفاداروں کی ایک دنیا دیوانہ وار سمٹ جاتی تھی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں کہ جس شان وارفتگی کے ساتھ حضور شیر بیشۂ اہل سنت نے اسلام کو داخلی فتنوں سے پاک کیا اس کی مثال دور حاضر میں نہیں ملتی۔ ہے اور یہ بھی ایک امر مسلم ہے کہ اسلام کو جتنا اندر سے نقصان پہنچا ہے باہر سے نہیں، صدر اول کا وہ فتنہ جس نے ایوان اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور آج تک اس کی دھمک محسوس ہوتی ہے، وہ اندر ہی سے برپا ہوا تھا۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ وہ مرد مومن اپنے وقت کا بہت بڑا مجاہد ہے جو دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر سے پاک کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور بے مثال جرات و پامردی کے ساتھ باطل کی بساط الٹ کر حق کو برتر و غالب کر دیا۔

اسے بصیرت خداوندی ہی کا کرشمہ کہا جا سکتا ہے کہ فتنہ جنم بھی نہیں لینے پاتا تھا کہ اپنے وقت کے اس عظیم الشان مصلح کی خار شگاف نگاہوں کا شکار ہو جاتا تھا۔ اب اس کی جگہ یا تو نامرادیوں کے مدفن میں ہوتی تھی یا ہمیشہ کے لیے اعتبار کی نگاہوں سے گرا دیا جاتا۔

کہا جاتا ہے کہ اصلاح و تطہیر کے میدان میں حضور شیر بیشۂ اہلِ سنت کی سب سے بڑی حریف وہابیت و دیوبندیت تھی، جن کے خلاف انھوں نے کبھی ہتھیار نہیں اتارے اور نہ ایک لمحہ کے لیے ان کا ذہن اس سے غافل رہا۔

جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی زبان و قلم کو جنبش ہوئی رد وہادیت و دیوبندیت کا فرض قضا نہ ہو سکا اور اس کے لیے نہ کسی تقریب و تمہید کی ضرورت تھی اور نہ تحریک و آمادگی کا انتظار تھا کہ دعوت حق کے لیے فضا سازگار ہو اور جان و مال کی مضرتوں کا کھٹکا دور ہو جائے۔

بلا شبہ جذبۂ حق کا یہ خروش اور غیرت ایمانی کا یہ بے نیاز ولولہ انہیں کے ساتھ مخصوص تھا۔ دین میں انھوں نے وہابیت و دیوبندیت کی رنگے ہاتھوں چوری پکڑی تھی اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منافقین کا کردار دہراتے ہوئے دیکھا تھا اور دیوبندی پیشواؤں کی کتابوں میں انہوں نے شان رسالت میں وہ توہین آمیز عبارتیں بھی پڑھیں جن کے تصور سے مومن کا دل کانپ جاتا ہے۔

حق نے جب کبھی اسے آواز دی وہ بغیر کسی لمحۂ انتظار کے اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ خلعت فاخرہ اسی کی قامت زیبا پر راس آئی۔اس کی سطوت علم کے آگے بڑے سے بڑے طاغوت کی زبانیں خشک ہو جاتی تھیں اور اس کا نام سن کر باطل کے ایوان میں زلزلے پڑ جاتے تھے۔ پھر اس کے ساتھ اس کی عالمگیر محبوبیت کا یہ اقبال تھا کہ اس کے تذکرے سے مؤمنین کے دلوں کی کلی کھل جاتی تھی اور چہرے شاداب ہو جاتے تھے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

صداقت وانصاف کا خون کر کے کوئی اعتراف حق سے پھر جائے تو اور بات ہے، لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے جس صبر آزما حوصلوں کے ساتھ اسلام کو داخلی فتنوں سے پاک کیا، اس کی مثال دور حاضر میں نہیں ملتی۔

دراصل اس جذبے کے پیچھے ایک نہایت سنگین اور المناک حادثے کی تاریخ تھی، جس نے اہل سنت کے قلوب کو ایسا گھائل کیا کہ وہ آج تک اچھے نہیں ہو سکے۔ وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان بڑے سے بڑے زخم کی چوٹ برداشت کر سکتا ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ جان سے زیادہ عزیز پیغمبر کی ناموس کو کوئی بدبخت اپنی زبان و قلم کا نشانہ بنائے۔۔ زمانہ اس کے اس جذبۂ شوق کا ہمیشہ گلہ مند رہا کہ توہین وفا کے مجرم کو عالمگیر شہرت واثر کے حصار میں بھی اس کی زبان و قلم کے عبرتناک تازیانوں سے امان نہ مل سکی۔

فکر واعتقاد کے ملحدین نے ہمیشہ اس کے موقف کا مذاق اڑایا.......اس کی افتاد طبع سے بیزاری کا اعلان کیا.....اور جب زبان و قلم کے حربوں سے کام نہ نکلا تو طاغوت کی قوتوں کا سہارا لے کر فرعون و شداد کی تاریخ دہرائی...... لیکن مایوس و مرعوب ہونا تو بڑی بات ہے، اس کے محکم یقین کی آب وتاب اور چمک گئی اور اس کے باطل شکن عزم کا تیور اور نکھر گیا۔

بلاشبہ شیر بیشۂ اہل سنت کی زندگی ایسے کردار کی مرقع تھی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت کی طرف سے وہ اسی عظیم خدمت پر مامور کیے گئے تھے۔

یہ مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ سب سے پہلے "شیر بیشۂ اہل سنت" کے خطاب سے کس نے اسے مخاطب کیا، لیکن بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ لغت میں یہ ترکیب اسی کے لیے وضع ہوئی تھی اور اسی پر ختم بھی ہو گئی۔

خدائے غافر و نعیم اس کے مدفن کی خاک پر شام و سحر رحمت وانوار کی بارش برسائے اور نسیم طیبہ ہمیشہ اس کی خواب گاہ کو معطر رکھے۔ آمین

(شخصیات، صفحہ ۱۷۱)

سات رنگ کے سات سچ

از- حضرت مولانا مولوی نصیر الدین قادری علیہ الرحمہ

آج ۱۳/جون ۱۹۲۸ء کا پرچہ خلافت ممبئ ہماری نظر سے گزرا، جس میں مالیگاؤں کے ایک سچائی کے پتلے کی تحریر چھپی ہے، چوں کہ اس سے بیرونجات کے مسلمانوں کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے ہم مختصر الفاظ میں اس کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔۔

(۱)......... نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں "جناب مولانا حشمت علی صاحب بریلوی شریف لائے ہیں۔" میں کہتاہوں یہ نامہ نگار صاحب کا سفید سچ ہے۔ حضرت شیر بیشہ اہلسنت لکھنوی ہیں بریلوی نہیں؟ ان کا مکان اور اعزہ واقرباسب لکھنؤ میں ہیں، مگر آستانہ بریلی شریف سے وہابیوں دیوبندیوں کی ایسی چاندماری اور سرکوبی و دنداں شکنی کی گئ ہے کہ تمام وہابیہ دیوبندیہ بریلوی کا نام سن کر لرز جاتے ہیں، کانپ اٹھتے ہیں۔ دارالعلم اہل سنت و جماعت بریلی شریف کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی بحمدہ تعالیٰ وہابیت کا سرشکن اور بدمذہبی کا مٹانے والا ہے۔ اسی لیے نامہ نگار صاحب حضرت شیر بیشہ اہل سنت کو بھی بریلوی لکھ رہے ہیں۔ معلوم ہوتاہے نامہ نگار صاحب بھی بریلی شریف کے نام سے اس قدر خوف زدہ ہیں کہ جہاں کسی شیر بیشہ اہل سنت کو دیکھا، سمجھے یہ بھی بریلوی ہوگا؟ تعجب نہیں کہ نامہ نگار صاحب خواب میں بھی رضوی کچھار کے شیروں کو دیکھ کر چونک پڑتے ہوں گے۔

(۲)........ نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں "یہاں دیوبندی اور بریلوی دونوں عقیدہ کے لوگ بکثرت موجود ہیں" یہ نامہ نگار صاحب کا پیلا سچ ہے۔ مالیگاؤں میں اگر تحقیق کی جائے، تو دیوبندی مذہب کے لوگ سوڈیڑھ سو بھی مشکل سے نکلیں گے، باقی ۷۱/ہزار کے قریب مسلمان سب بحمدہ تعالیٰ دیوبندیوں کے کفریہ عقیدوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اب تک بحمدہ تعالیٰ مالیگاؤں میں ۹۹/فیصدی مسلمان انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نذر و فاتحہ کرنے، اولیاء رضی اللہ تعالی عنہم کی نیاز دلانے، یارسول اللہ یاغوث کہنے، پہلوان اکھاڑوں میں اترتے وقت یا علی

مشکل کشا پکارنے شب برات میں حلوہ، عید میں سویاں، محرم میں کھچڑا پکانے، عشرہ میں حضرت امام رضی اللہ تعالی عنہ کی نیاز کا شربت پلانے کو جائز بلکہ ثواب جانتے ہیں۔ میلاد شریف پڑھتے اور سنتے ہیں، کھڑے ہو کر ادب سے صلاۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ اولیاے کرام کے عرسوں میں شریک ہوتے، ان کے مزاروں پر چادر چڑھاتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدا کا دیا ہوا ساری دنیا کے ذرہ، ذرہ کا علم غیب مانتے ہیں۔ باجود اس کے نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں، یہاں دونوں کے لوگ بکثرت ہیں۔ یعنی گویا نامہ نگار صاحب کے نزدیک مالیگاؤں کے آدھے لوگ دیوبندی مذہب رکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ مالیگاؤں کے لوگوں پر بہتان عظیم ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(۳)........ نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں "آپ (یعنی حضرت شیر بیشہ اہل سنت) نے فرمایا میں تو وہابیوں دیوبندیوں کا سر پھوڑنے آیا ہوں" یہ نامہ نگار صاحب کا لال سچ ہے۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ حضرت شیر بیشہ اہل سنت نے فرمایا تھا، میں حق کو باطل سے جدا کرنے، وہابی دیوبندی دھرم کی اصلی حقیقت جو سنیت کے پردہ میں، تقیے کے برقع میں چھپی ہے، اسے ظاہر کرنے، اور اپنے سنی بھائیوں کے ایمان کو گمراہی سے بچانے کے لیے آیا ہوں، اور کامیابی عطا فرمانا خدا اور رسول کے ہاتھ میں ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ ان مبارک لفظوں کو نامہ نگار صاحب نے یوں بنادیا کہ "سر پھوڑنے آیا ہوں" مقصد یہ ہے کہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کو کسی طرح سنی عوام میں بدنام کیا جائے اس لیے یہ کاروائی کی گئی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(٤)......... نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: (حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا) "اگر آپ کو اتفاق و اتحاد کی ضرورت ہے تو خدا سے شکوہ کیجئے؟ اگر اس کو منظور ہوگا تو اتحاد کرادے گا" یہ نامہ نگار صاحب کا نیلا سچ ہے۔ جب منشی عبدالرزاق، ولی محمد اور ناطق صاحبان وغیرہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کی خدمت میں آئے اور کہا کہ دیوبندی لوگوں سے آپ اتحاد و اتفاق کرلیں، کیونکہ آپ بھی مسلمان اور وہ بھی مسلمان، وہ بھی عالم اور آپ

بھی عالم ہیں، آخر اس جھگڑے سے کیا فائدہ ہے۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا کہ دیوبندیوں، وہابیوں نے خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں گندی گالیاں بکی ہیں، ناپاک گستاخیاں لکھی ہیں اور خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کرنے والا ہر گز مسلمان نہیں، بلکہ کافر و مرتد ہے اور کافروں سے اتحاد ہر گز جائز نہیں، قطعا حرام ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ اپنے کفریات سے توبہ کرلیں تو ہم ضرور ان سے سچا اتحاد کرلیں گے، بلکہ ہم ان کو اپنا پیشوا و مقتدا بنانے کے لیے تیار ہیں اور ایسے علم کا کچھ اعتبار نہیں جو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین و بے ادبی سکھائے، ایسا علم تو ابلیس کو بھی تھا پھر مسلمان اس کے علم کی کیا قدر کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھائیوں کو گمراہی سے بچانے کی کوشش کرنا جھگڑا نہیں بلکہ دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ اس پر کوکب صاحب بولے کہ یہ زمانہ بہت نازک ہے، مصلحت کو دیکھیے، اس وقت توبہ کا بہانہ نہ کیجئے جتنے کلمہ گو ہیں سب سے اتحاد کرلیجئے۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا کہ ہم قرآن عظیم کے احکام کو ماننے والے ہیں۔ قرآن پاک میں تمام بد مذہبوں سے ملنے، اتحاد کرنے کو حرام بتایا ہے، خواہ وہ کلمہ گو ہوں یا نہ ہوں، آپ سے اگر ہو سکتا ہے خدا سے عرض کیجیے کہ یہ زمانہ بہت نازک ہے اس وقت تمام کلمہ پڑھنے والے بد مذہبوں بے دینوں سے اتحاد ضروری ہے۔ لہذا اے خدا! تو مصلحت پر نظر فرما کر اس وقت قرآن کی ان آیات کو اٹھا لے جن میں بد مذہبوں سے اتحاد کو حرام فرمایا ہے اور ایسی جدید آیتیں نازل کردے جن میں تمام کلمہ گو بد مذہبوں سے اتحاد کو ضرور قرار دیا گیا ہو اور جب یہ بات ناممکن ہے، تو بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کا جائز ہونا بھی ناممکن ہے۔ اس پر کوکب صاحب اور ان کے ہمراہی سب بالکل خاموش اور لاجواب ہوگئے۔ لیکن نامہ نگار صاحب نے کمال بہادری کے ساتھ لفظوں کو بدل کر واقعہ کو چھپا کر بہتان جڑ دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(۵)......... نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: "پہلے آپ (یعنی حضرت شیر بیشۂ اہلسنت) وعظ میں اعلان فرمایا کرتے تھے کہ حضرات دیوبند میں سے کسی بڑے عالم کو بلاؤ تمام خرچ میرے ذمہ ہوگا"۔ یہ نامہ نگار

صاحب کا ہرا سچ ہے۔ جب حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے وعظوں پر دیوبندی مولویوں سے صبر نہ ہو سکا، تو مناظرہ کی جھوٹی خواہش ظاہر کی۔ جب حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کو ان کی یہ خواہش معلوم ہوئی، تو محلہ نئے پورہ کے وعظ میں فرمایا کہ بحمدہ تعالیٰ میں تو ان مولویوں کے بڑوں کا خصم ہوں اور ان کے بڑے میرے آگے نہیں آتے۔ لیکن ممکن ہے کہ یہاں کے ان مولویوں کو یہ شکایت رہ جائے کہ ان کم سن اچھوتی مولویت کو منہ لگایا، اس لیے بعونہ تعالیٰ میں ان مولوی صاحبوں کی ہوس کو پورا کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن ایسے مناظرے تو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ان سے کوئی اعلیٰ نتیجہ نہیں نکلتا اس لیے اگر ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے تو بہت بہتر ہو گا اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اہل سنت کے سب سے بڑے عالم دین جو اس وقت ہیں ان کو بلایا جائے اور دیوبندیوں کی طرف سے ان سب کے بڑے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تشریف لائیں۔ اہل سنت کا پیشوا باہم بیٹھ کر فیصلہ کر لیں، اور فیصلہ کو ہندوستان بھر کے تمام سنی اور سب وہابی تسلیم کر لیں، تاکہ ہمیشہ کے لیے سنی وہابی کا جھگڑا امٹ جائے اور اگر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب تشریف لے آئیں، تو ان کا سارا خرچ میرے ذمہ ہو گا۔ مگر نامہ نگار صاحب نے تھانوی صاحب کا نام نکال کر کسی دوسرے عالم کا لگا لیا، تاکہ در بھنگی صاحب کا شمول بھی ہو سکے اور نامہ نگار صاحب کو وہ جیتا جاگتا، بہتان باندھنے کا موقع ملے، جو آگے آتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(٦)........نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: "جب مولانا مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی کا خط آیا اور مولانا موصوف نے آمادگی ظاہر فرمائی۔" یہ نامہ نگار صاحب کا اودا سچ ہے۔ نہ در بھنگی صاحب کا کوئی خط حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے نام آیا اور نہ در بھنگی صاحب نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ بات صرف یہ ہے کہ کوکب وناطق ولی محمد صاحبان ایک خط کی نقل لائے تھے، جو مالیگاؤں کے ایک دیوبندی مولوی کے نام تھا، اس میں حبیب الرحمن دیوبندی نے یہ لکھا تھا کہ :

"مولوی مرتضی حسن صاحب کی والدہ مر گئی ہیں، اس لیے وہ مناظرہ کے لیے مالیگاؤں نہیں آسکتے۔ ہاں مولوی حشمت علی سے کہو وہ مولانا حامد رضا خاں صاحب کو بلائیں تو مرتضیٰ حسن در بھنگی ان سے مناظرہ کر لیے تیار ہیں۔"

"سبحان اللہ! وہی مثل ہوئی کہ اکڑتے کیوں ہو! شیر سے لڑیں گے۔ کانپتے کیوں ہو! ڈر لگتا ہے۔ ولا حول ولا قوة الله بالله العلى العظيم

(ط)......... نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں :"توآپ (یعنی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت) فرماتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کا خط میرے نام آنا چاہیے تو میں قبول کروں گا" یہ نامہ نگار صاحب کا کالا سچ ہے۔ حضرت شیر بیشہ اہل سنت نے اس خط کے جواب میں فرمایا تھا کہ اول تو یہ خط میرے نام نہیں ہے۔ بلکہ یہاں کے ایک دیوبندی مذہب کے مولوی کے نام لکھا گیا ہے، مجھ سے اس کا جواب مانگنا بالکل بے قاعدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ اس خط کی نقل مجھ کو دے کر مجھ سے جواب مانگتے ہیں اور خوف کی یہ حالت کہ اصل تحریر بھی مجھے آپ لوگ دینا نہیں چاہتے، پھر جواب کس بات کا مانگتے ہیں؟ اور اصل جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ ہم تمام اہل سنت کے پیشوا و مقتدا اس وقت حضرت حجتہ الاسلام شیخ الانام مولانا محمد مولوی حامد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی دام ظلہم القدسیہ ہیں۔ اگر انہیں کے تشریف لانے پر اصرار ہے؟ تو ہم اس پر بھی تیار ہیں۔ آپ تمام دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی کو بلایئے۔ ہم تمام اہل سنت کے پیشوا حضرت حجتہ السلام کو بلاتے ہیں۔ لیکن در بھنگی صاحب تو بحمدہ تعالیٰ ان کے ادنیٰ کفش برادر کے سامنے آنے سے ہمیشہ مجبور رہے اور اب بھی مجبور ہیں والدہ کی موت کو بہانہ بنا رہے ہیں۔ حضرت حجتہ السلام دام ظلہم القدسیہ کے سامنے آنے کے لیے ان کا کیا منہ ہے؟ پہلے مجھے تو اپنی صورت دیکھائیں، اس کے بعد حجتہ السلام کا نام پاک لیں۔ اس پر کوکب صاحب بولے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مولوی اشرف علی صاحب کے وکیل ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا کہ در بھنگی صاحب تو در بھنگی صاحب ہیں۔ اگر تھانوی صاحب کسی بھنگی کو اپنا وکیل بنا دیں تو ہمارے آقائے نعمت

حضرت حجتہ اسلام دام ظلہم القدسیہ اس سے مناظرے کے لیے تیار ہیں۔ بسم اللہ آپ تھانوی صاحب کا ایک وکالت نامہ لائیں جس میں وہ صاف صاف لکھیں کہ در بھنگی صاحب ہمارے وکیل مطلق ہیں، ان کا قبول وعدل نکول، فرار، قرار، انکار، اقرار سب ہمارا قبول، عدول، عدول نکول، فرار، قرار، انکار، اقرار ہوگا، اس وکالت نامہ پر تھانوی صاحب کے مہر و دستخط ہوں جب اس طرح کی تحریر آجائے گی، ہم حضرت حجتہ السلام کو در بھنگی صاحب کے مقابلہ میں بلاتے ہیں۔ اب تو سب کے سب گھبرا گئے اور بولے کہ در بھنگی و تھانوی دونوں کی باتیں جانے دیجیے آپ یہاں کے مولویوں سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا مجھے اس سے بھی انکار نہیں مگر سب سے پہلے مناظرہ کفر واسلام پر ہوگا۔ پہلے یہ دیوبندی مولوی اپنے اور اپنے پیشواؤں کے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں یا اپنے کفریات سے توبہ کرلیں پھر ہم اور وہ بھائی بھائی ہو کر آپس کے سارے اختلافات کو محبت کے ساتھ بیٹھ کر طے کرلیں گے۔ دوسرے یہ کہ مناظرہ کی شکل یہ ہوگی کہ جو مجھے اعتراض ہو اسے مہذب الفاظ میں لکھ کر اپنے دستخط و مہر کر کے مجمع میں کھڑے ہو کر سنا دوں اور پھر آپ کے مولوی صاحبوں اس کے ہاتھوں میں دے دوں۔ مولوی صاحبان اس کا مہذب جواب لکھ کر دستخط و مہر کر کے مجمع کو سنا کر مجھے دے دیں، اسی طرح ہوتا رہے۔ یہاں تک کہ حق کا مالک حق واضح کو واضح تر فرمادے۔ اب تو بہت گھبرائے مگر انہیں بعض لوگوں نے یہ کہا کہ یہ شرائط بالکل درست ہیں، ان کو منظور کرلیا جائے۔ مجبوراً اس وقت اقرار کر کے اٹھے کہ آپ اسی قسم کے مضمون کی ایک تحریر لکھ دیں ہم اپنے مولویوں کی تحریر لاتے ہیں ان کی تحریر ہم آپ کو دے کر آپ کا خط لے جایٔں س گے۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے منظور فرمالیا۔ سب صاحبان چلے گئے سنا گیا کہ جب اپنے مولویوں کے پاس پہنچے، تو وہ لوگ ان صاحبوں پر بہت ناراض ہوئے کہ تم نے کیوں تحریری مناظرہ منظور کرلیا ہم ہرگز تحریری مناظرہ نہیں کرسکتے، نہ ہم اس کی منظوری کے لیے تحریر لکھ سکتے ہیں۔ بلآخر وہ صاحبان نہ اپنے مولوی صاحبان کی تحریر لائے، نہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کا مضمون لے گئے۔ یہ ہوا مالیگاؤں کے مناظرہ کا انجام۔

(۸)........انہیں ساتوں سچوں کا بچہ وہ چٹکبرا سچ ہے کہ نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں: "آپ بڑے شد و مد سے مناظرہ کا چیلنج دیا کرتے تھے، مگر جب مقامی علما خصوصا مولوی یوسف اور مولوی عبد الحمید نے مناظرہ اعلان کیا، تو آپ کو سانپ سونگھ گیا اور باوجود بار بار کے اصرار اور مطالبہ کے طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں"۔

معلوم ہوتا ہے نامہ نگار صاحب فلک دروغ گوئی کے کوکب منیر ہیں۔ سچ ہے ذرا مالیگاؤں کے مسلمانوں سے پوچھیے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کسے سانپ سونگھ گیا تھا؟ کس کی والدہ مر گئی تھیں؟ کس کی خالہ بیمار ہو گئی تھیں؟ کس کو فرصت نہیں تھی؟ کون فوجدار صاحب کے پاس عرضیاں لے کر گیا تھا؟ یا فوج دار المدد! اور یا پولس الغیاث! کے وظیفے کس نے پڑھے تھے؟ اس قدر غصہ کیوں ہے؟ ذرا آئینہ میں صورت دیکھے! گریبان میں منہ ڈالیے! شرم!! شرم!!! غیرت!! غیرت!! غیرت!!! مگر سچ ہے وہابی دھرم میں خدا جھوٹ بول سکتا ہے تو جھوٹے خدا کے بندے کیوں کر سچ بولیں؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!

(۹)........نامہ نگار صاحب نے اپنے مضمون کی سرخی لکھی ہے "مالیگاؤں" میں نفاق و شقاق کی چنگاری" اس سے نامہ نگار صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گویا حضرت شیر بیشۂ اہلسنت فساد انگیز تقریریں فرماتے ہیں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتے ہیں حالانکہ ہر انصاف والا جانتا ہے کہ آج سے ڈیڑھ سو برس پیش تر ہندوستان میں سب سنی مسلمان تھے اور سوائے رافضیوں کے سنیوں کے علاوہ کوئی دوسرا فرقہ نہیں تھا۔ سب لوگ یا رسول اللہ، یا علی مشکل کشا اور یا غوث اعظم دستگیر کہتے تھے، میلاد شریف پڑھتے، پڑھواتے تھے، اور گیارہویں شریف، محرم شریف وغیرہ کی نذر و نیاز کرتے تھے، عرسوں میں جاتے تھے، چادریں چڑھاتے تھے، مزارات اولیا پر روشنی کرتے تھے، اللہ عزوجل کو سچا جانتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خدا کا دیا ہوا علم غیب مانتے تھے، کوئی خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی نہیں کرتا تھا، غرض تمام ہندوستان کے سنی مسلمانوں کا ایک عقیدہ ایک مذہب تھا آپس میں اتحاد و اتفاق تھا۔ پھر اسماعیل دہلوی پیدا ہوا، اس نے

"تقویت الا ایمان" لکھی اس میں نذر و نیاز کرنے والوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر ایمان رکھنے والوں، غرض تمام سنی مسلمانوں کو مشرک کافر کہااور لکھا پھر نانوتوی، گنگوھی، انبیٹھوی، تھانوی وغیرہ نے اس کا مذہب قبول کیاان لوگوں نے اپنی کتابوں میں مسلمانوں کو مشرک لکھا، اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گستاخیاں کیں، یہ ناپاک کتابیں پھیلیں، لوگ گمراہ ہونے لگے اور آج انہیں ناپاک کتابوں کی بدولت ہر جگہ سنی وہابی کے جھگڑے ہیں، آریہ مسلمانوں پر ہنس رہے ہیں، جہاں دیوبندی دھرم کے مولویوں کے قدم پہنچ گئے وہاں گھر گھر میں جھگڑے پڑے ہوئے ہیں، بیٹا باپ کو مشرک کہتا ہے، باپ بیٹے کو وہابی سمجھتا ہے، بیوی شوہر کو بدعتی سمجھتی ہے، شوہر بیوی کو دیوبندیہ سمجھ کر اس سے نفرت کر رہا ہے، غرض ہندوستان میں جو کچھ فتنے فساد ہو رہے ہیں، وہ سب دیوبندیہ وغیرہ مقلدین وہابیہ کرا رہے ہیں۔ بڑے مزے کی بات ہے کہ دیوبندی دھرم کے مولوی خدااور رسول جلا جلال وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبیاں کریں، مسلمانوں کے ایمان برباد کریں، سنیوں میں فتنے برپا کریں، اور فسادی نہ ٹھہریں۔ اور اہل سنت کے علماء جو اپنے سنی بھائیوں کے ایمان کی حفاظت کریں، انہیں گمراہی سے بچانے کی کوشش کریں، تو فسادی کہلائیں، ایمان کے چور اور دین کے ڈاکو، تو فسادی نہیں کہلاتے، لیکن دولت ایمان کو چوروں سے بچانے والے فسادی ہو جائیں کیاانصاف اسی کو کہتے ہیں کیا دیانت اسی کا نام ہے۔

(۱۰)......... آگے نامہ نگار صاحب کو غصہ آجاتا ہے تو گالیوں کو سنوں کے ساتھ منہ بھی چڑانے لگتے ہیں فرماتے ہیں "مولانا حشمت علی صاحب کی حشمت فرعونی اور غرور نمرود کی کشتی دریاے فنا میں غرق ہونا چاہتی ہے" حضرت شیر بیشۂ اہلسنت تو اپنے آپ کو آستانۂ سرکار محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ کتا کہتے اور سمجھتے ہیں۔ فرعون و نمرود نے اللہ کے کلیم اور خلیل کی بے ادبی کی اور اپنے نتیجہ کو پہنچ گئے۔ آج کل کے فرعون اور نمرود خود محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی کرتے ہیں، انھیں اپنا بڑا بھائی بتایا، دیوبندی ملانوں سے انھیں اردو سکھائی، ان سے گنگوہی جی کی روٹی پکوائی، اپنے نام پر "اشرفعلی رسول اللہ اور

نبینااشرفعلی '' کا کلمہ ودرود پڑھوایا، نماز میں ان کا خیال آنے کو بیل اور گدھے کے خیال سے بدتر بتایا،ان گالیوں کا مزہ توان شاءاللہ محشر میں معلوم ہو گا،جب اس زمانے کے فرعون و نمرود اگلے زمانے کے فرعون نمرود کے ساتھ ایک ہی رسی میں باندھے جائیں گے۔ لیکن ہم نامہ نگار اور ان کے سارے دیوبندی مولویوں کو اچھی طرح خوب کھول کر یہ دکھائے دیتے ہیں کہ ہاں ہاں اے وہابیو! دیوبندیو! تم فرعون، نمرود، شداد،ہامان وغیرہ وغیرہ سب کچھ کہو، گالیاں جتنی چاہو، ہم کو دو، دل کھول کر دو، مجمع میں دو، تنہائی میں دو، سامنے آکر دو،پردہ کے اندر دو،اخباروں میں دو،اشہاروں میں دو،ماں بہن کو دو، بہو بیٹی کو دو، جتنی تمہارے گھر میں ہوں، جتنی تمہیں یاد ہوں،سب دو،وہ ختم ہو جائیں تو اپنے مقتداؤں کے یہاں سے منگا کر دو یادر کھو تمہاری ان گالیوں اور ان جیسی ہزار گالیوں کا ہمارے پاس کچھ جواب نہ ہو گا ہم بہت خوش ہیں کہ گالیاں جتنی دیر تم ہمیں دیتے رہو گے اتنی دیر خداور سول جل جلالہ وصل اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے تو باز رہو گے۔ پھر سن لو کہ تمہاری گالیوں سے ڈرنے والے نہیں انشاءاللہ تعالی ہم حق کہتے رہیں گے اور تمہاری گالیاں سنتے رہیں گے اور تمھیں حق کی طرف دعوت کرتے رہیں گے۔

اب ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے ہم ایک غزل سنا کر رخصت ہوتے ہیں۔ آخر میں نمونہ کے طور پر وہابیہ دیوبندیہ کے چوبیس ناپاک عقیدے دکھاتے ہیں اور فیصلہ اپنے مسلمان بھائیوں پر رکھتے ہیں۔ مسلمان بھائی دیکھیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ جن لوگوں کے ایسے گندے عقیدے ہوں کیا وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

کیا اسلام معاذ اللہ خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہینیں، بے ادبیاں اور گستاخیاں سکھاتا ہے؟ میرے سنی بھائیو! دیکھو! اور غور کرو اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے میں

حق پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین! چونکہ مالیگاؤں میں سنیوں کو جو فتح مبین ہوئی یہ حضور شاہ دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا صدقہ اور فیض ہے۔ اس لیے ہم اس مختصر رسالہ کا تاریخی نام "فیض شہ دو عالم" رکھتے ہیں۔

والسلام علي من اتبع الهدى

فقیر قادری حاجی نصیر الدین غفرلہ

محلہ اسلام پورہ، مالیگاؤں، ضلع ناسک

۲۸/ذی الحجۃ ۱۳۴۶ھ بروز یک شنبہ۔

فتح مبین

خوب چمکا مصطفیٰ کا نور مالیگاؤں میں

کفر کی ظلمت ہوئی کافور مالیگاؤں میں

دیکھا شیر بیشۂ اہل سنت کا جلوہ جب یہاں

دیو کے بندے ہوئے مستور مالیگاؤں میں

اپنے آقا شاہ طیبہ کے فضائل سن کے سب

اہل سنت ہوگئے مسرور مالیگاؤں میں

قادری انوار چمکے جگمگایا حق کا چاند

کوچہ کوچہ ہو گیا معمور مالیگاؤں میں

نجدیت کے چہرہ سے گھونگھٹ تقیہ کا اٹھا

دیوبندی ہو گئے مشہور مالیگاؤں میں

تھی وہابیت جو سنیت کے پردہ میں چھپی

دیکھ لی سب نے یہ تھا منظور مالیگاؤں میں

بحث کرتے کفر کو اپنے اٹھاتے نجدیہ

تھا نہیں اس بات کا مقدور مالیگاؤں میں

تھانوی، در بھنگی و راندیری کو بھجوائے تار

سمجھے آجائیں گے یہ مغرور مالیگاؤں میں

تھانوی، در بھنگی و راندیری، کاکوری

ایک بھی آیا نہیں مثبور مالیگاؤں میں

بن گئے مشرک پکارا المدد یا فوج دار

بحث سے جب ہو گئے مجبور مالیگاؤں میں

مصطفٰی پیارے کے بندے نے کیا اظہار حق

دیو کے بندے ہوئے مفرور مالیگاؤں میں

عرضیاں چھپیں دیں کہ ہونے والا ہے فساد

وعظ ان کا کردو نامنظور مالیگاؤں میں

شیر سنت کو اجازت وعظ کی جب مل گئ

ہر وہابی ہو گیا رنجور مالیگاؤں میں

چھا گئی ہیبت وہابیہ پہ ساکت ہو گئے

ہر وہابی ہو گیا مقبور مالیگاؤں میں

شیر سنت کے مقابل کیسے گیدڑ آ سکے

سارے نجدی ہو گئے مستور مالیگاؤں میں

پڑ گئی ہل چل وہابیو قیامت آ گئی

اہلسنت نے ہے پھونکا صور مالیگاؤں میں

تیغ حق کی ضرب کا زخم اب بھرے گا ہی نہیں

نجدیوں کو ہو گیا ناسور مالیگاؤں میں

جو خدا و مصطفی کی کرتے ہیں گستاخیاں

ان سے ہر سنی رہے گا دور مالیگاؤں میں

فتح بخشی قادری سرکار نے بو الفتح کو

شیر سنت ہو گیا منصور مالیگاؤں میں

بول بالا حق کا باطل کا منہ کالا ہوا

ہر زباں پر ہے یہی مذکور مالیگاؤں میں

اے محب سنی کے ناصر جب ہیں پیر دستگر

کیوں نہ سنی ہوتے پھر منصور مالیگاؤں میں

(رسالہ فیض شاہ دو عالم)

پرانی یادیں

از- خلیفۂ مظہر اعلیٰ حضرت صوفی باصفا الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب حشمتی علیہ الرحمہ

۲۳ دسمبر ۱۹۵۱ء کو بیت المال مدنپورہ میں ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں تمام حاضرین نے طے کیا کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کو حج و زیارت کے لئے بھیجا جائے۔ بالا تفاق بات طے ہو گئی اور حضرت کو بذریعۂ تار اطلاع دی کہ بمبئی تشریف لائیں۔ حضرت صاحب تار ملتے ہی بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔

میں رات میں میٹنگ ختم ہونے کے بعد رات کے ڈیڑھ بجے پاپیادہ حضرت سرکار سرکاراں آقائے نعمت دریائے رحمت سیدی و سندی کنزی مولائی و ملجائی سیدنا شاہ بابا بہاء الدین قادری اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استانۂ کرم پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سرکار میرے پیر و مرشد مدینہ شریف جا رہے ہیں۔ مجھے بھی بھیج دیجئیے۔ ۳۱ بار اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما و علی ذویہ و صحبہ ابد الدھورو کرما پڑھا۔ دربار کھلا ہوا تھا۔ اگلے روز غسل شریف و صندل شریف تھا اس لئے صفائی ہو رہی تھی۔ کسی کی بالٹی میرے سر سے ٹکرائی۔ فال نیک ہوا کہ بس کام بن گیا۔ بظاہر کوئی انتظام نہ تھا بس اسی سرکار پر بھروسہ تھا۔ ۲۵ دسمبر کو حضرت بمبئی تشریف لائے اور بوری بندر اسٹیشن سے سیدھے مسافر خانہ لایا گیا۔ حضرت نے فرمایا احمد تم بھی؟ میں نے کہا جی ہاں سرکار۔ بس یہ پہلا قدم تھا۔ جو ظاہری طور پر بے اسباب تھا کرم مرشد و کرم سیدی بابا کہ ۲۷ دسمبر کو محمدی جہاز سے آناً فاناً سب معاملات طے ہو گئے۔

بابا کا دربار باب المدینہ ہے۔ مدینہ منورہ کے دروازے پر حاضر ہوا اور شہر مدینہ شریف کی حاضری سے محروم رہوں یہ ان کی غیرت کے خلاف ہے۔

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں

سیدی بابا بہاء الدین زندہ باد

ابن غوث الوری زندہ باد

۲۷ دسمبر ۱۹۵۱ کو حضرت مرشد برحق آقائے نعمت رفیع الدرجت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت آفتاب سنیت ماہتابِ رضویت امام المناظرین رئیس المتکلمین سلطان الواعظین غیظ المنافقین الحاج مولینا محمد حشمت علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ محمدی جہاز کے ذریعہ سر زمین حرم کی طرف روانہ ہو کر میں اپنی قسمت پر ناز کر رہا تھا۔

اسی جہاز پر دیوبندیوں کے نامی گرامی مولوی طیب دیوبندی، منظور سنبھلی، حبیب الرحمٰن مئوی، نور محمد ٹانڈوی اور دیگر وہابی مولوی سفر کر رہے تھے۔ ہم لوگ ہر وقت اپنی نماز کی جماعتیں علیحدہ کر رہے تھے۔ اذان دی جاتی تھی اذان کے بعد بلند آواز سے الصلاۃ والسلام علیک یادافع البلاء والوباء باذن اللہ پڑھتے تھے۔

جہاز میں ایک بار منظور سنبھلی مسئلہ پوچھنے حضرت کے پاس آیا حضرت نے فرمایا تم مسلمان کب ہو جو مسئلہ پوچھنے آئے ہو؟ پھر اس کے سوال کا جواب دیا۔

حضرت کے ایک مرید عبد الجبار صاحب حشمتی کانپوری بمبئی آئے ان کی پہچان یہاں کسی تاجر سے تھی۔ اس تاجر نے ان سے کہا تھا کہ جب کوئی کام آئے بمبئی آجانا میں تمہارا کام کر دوں گا۔ اب بمبئی آکر اس تاجر سے ملاقات کی۔ اور کہا کہ میرے مرشد حج کو جارہے ہیں۔ آپ مجھے بھی بھیج دیں۔ اس تاجر نے انکار کر دیا۔ اب تو نا امیدی اور مایوسی کا عالم تھا۔ حضرت کے اعزاز میں سُنّی بڑی مسجد مدنپورہ میں عظیم الشان اجلاس ہوا۔ اس مرید نے کہا کہ حضرت میں سلام پڑھوں؟ حضرت نے فرمایا پڑھو۔ اب انہوں نے بڑے درد بھرے لہجے میں سلام پڑھا

"طیبہ کو جانے والے میرا سلام لے جا"

درد بھری آواز اور علمائے اہل سنت کی موجودگی میں پورا مجمع رو رہا تھا۔ حضرت پر بھی عجیب کیفیت طاری تھی۔ سلام ختم ہو گیا۔ دعا ہوئی۔ ان مرید جن کا نام عبد الجبار ہے انہوں نے مصافحہ کیا فرمایا عبد الجبار مدینہ

شریف چلنا چاہتے ہو؟ وہ بولے ہاں! حضرت نے فرمایا چلو۔ پھر کیا تھا اس زمانے میں دو روپے کا پاس بندرگاہ پر ملتا تھا۔ کہ رخصت کرنے والے حضرات حاجیوں کو بحری جہاز کے اندر تک رخصت کرنے جانا چاہتے تو پاس لے کر جہاز کے اندر جاتے تھے۔ دو روپے کا پاس لے کر یہ سات فٹ کا لمبا آدمی بغیر پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ہمارے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ چیکر جہاں بھی آئے سب سے پہلے اسی پر نظر پڑتی۔ مگر شاید وہ چیکر کو نظر نہیں آتے۔

جدہ بندرگاہ پر حضرت نے فرمایا میرے پیچھے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ عبد الجبار حضرت کے پیچھے پیچھے جدہ میں جہاز سے اترے بندرگاہ کے باہر بھی آ گئے۔

بس میں پچاس آدمیوں کی سیٹ ہوتی ہے۔ اور ۵۱ سوار ہوتے ہیں کنڈکٹر آتا ہے۔ ۵۰ کی گنتی کرتا ہے پاسپورٹ پر دستخط کرتا ہے مگر یہ ایک زائد مسافر اسے نظر نہیں آتا۔ غرض مکہ معظمہ پہنچے۔ پھر اسی طرح مدینہ شریف حاضری دی۔ واپسی میں حضرت کے پیچھے پیچھے جدہ سے جہاز میں سوار ہوئے اور بمبئی میں پھر دو روپے کے پاس کے ذریعے بمبئی بندرگاہ سے باہر آ گئے۔ اور یہ واحد حاجی ہیں کہ ان کا پورا سفر حج چار روپے کے کرایہ میں ہو گیا۔

مجھ سے حضرت نے محمدی جہاز میں فرمایا احمد! حضرت سیدنا بابا بہاء الدین شاہ قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر جایا کرو۔ یہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں۔ ہندوستان کی سلطنت حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ ملی ہوتی تو ان کو ملتی۔ اس ارشاد مبارک کے تحت حضور سیدی بابا صاحب کا آستانہ مبارکہ اجمیر ثانی ہوا۔

مکہ معظمہ پہنچ کر ابھی ہم لوگوں نے طواف نہیں کیا تھا۔ میں ٹہلتے ٹہلتے مسجد حرام شریف میں پہنچ گیا۔ کعبہ معظمہ کو دیکھ کر آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔ ہچکیاں بندھ گئیں۔ آکر حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا طواف کر لیا؟ تو میں نے کہا حضور آپ نے طواف نہیں کیا تھا۔ اس لئے میں نے طواف نہیں کیا۔

ارشاد فرمایا توبہ کرو۔ میں نے توبہ کی پھر ہم لوگ مسجد حرام شریف میں حاضر ہوئے۔ خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ ہم لوگوں نے قران کا احرام باندھا۔ ہماری قیام گاہ کے سامنے ایک میدان تھا وہاں ہم لوگ پنج وقتہ نماز جماعت سے ادا کرتے تھے۔ حضرت خود اذان دیتے۔ اذان کے بعد بلند آواز سے الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور دیگر خطابات سے صلاۃ پکارتے۔ پھر امامت بھی حضرت ہی فرماتے۔ ایک روز کسی نے بتلایا کہ یہاں پر پہلے قبرستان تھا اس کے بعد سے حضرت نے وہاں نماز پڑھنا چھوڑ دیا اب ہم لوگ مسجد حرام شریف میں نماز پڑھنے لگے۔ پانچوں وقت اپنی علیحدہ جماعت کرتے ایک صاحب کو قبل جماعت دروازے شریف پر بھیج دیا۔ وہ اذان دیتا اس کے بعد حضرت کی اقتدا میں حرم شریف میں باقاعدہ جماعت ہوتی۔

ایک دن حضرت نے فرمایا احمد! یہ کتاب سعودی حکومت نے مفت تقسیم کی ہے۔ اگر کہیں سے مل جائے تو لے آؤ۔ میں باب السلام پر گیا۔ جہاں کچھ کتابوں کی دکانیں تھی۔ ان دکانوں میں دریافت کرنے پر ایک دکان میں کتاب مل گئی تین ریال کہہ رہا تھا۔ حضرت کو آکر بتایا حضرت نے فوراً تین ریال دیئے۔ اور میں کتاب لے کر آگیا۔ حضرت نے اس کا ایک بار مطالعہ کیا۔ اور کتاب رکھ دی۔ اور جہاں کہیں بھی عربی میں یا اردو میں تقریر کرتے ابن سعود کو کافر کہتے۔ اور اسی کتاب کا حوالہ دیتے۔ کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا بحکم شرع کافر ہے، مرتد ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک شور مچ گیا کہ ایک ہندی عالم ابن سعود کو کھلم کھلا کافر کہتے ہیں۔ بات بڑھتے بڑھتے ابن سعود کے ایوان تک پہنچ گئی۔ ابن سعود کے یہاں بیس ہندی دیوبندی مولوی محل میں مہمان تھے۔ اس نے ان مولویوں کو بلا کر گفتگو کی تو یہ سب کے سب بولے کہ اس عالم کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے گا۔ ہزاروں پڑھے لکھے اس کے مقابلے میں فیل ہیں۔ ہم سب تو فرار ہو چکے ہیں۔ تم تو بادشاہ ہو۔ اگر ساری دنیا سے بھی مولوی صاحبان آجائیں تو اس کے مقابلے میں کوئی بھی نہ ٹھہرے گا۔

ابن سعود نے اب مقامی مولویوں سے رابطہ قائم کیا اور اس کے بعد اپنے ایک وزیر کو حضرت کے پاس بھیجا۔ وزیر حضرت کے معلم سے ملا، معلم صاحب وزیر کو حضرت کے پاس لائے۔ اور حضرت سے معلم

صاحب نے وزیر کا تعارف کرایا۔ حضرت نے وزیر سے عربی میں گفتگو شروع فرمائی۔ آنے کا سبب پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ آپ ہمارے بادشاہ کو کافر کہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا میں اہل سنت کا مفتی ہوں اور وہ کتاب دکھا کر فرمایا اس میں یہ یہ لکھا ہے۔ اور اپنا عقیدہ بھی بتایا۔ لہٰذا از روئے شرع ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے، مرتد ہے۔ وزیر نے کہا اب کیا صورت ہے؟ حضرت نے فرمایا ابن سعود اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرے۔ اور کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائے۔ یا پھر اپنے کفر پر مجھ سے مناظرہ کر لے۔ مناظرہ ابن سعود کے کفر پر ہوگا، عربی زبان میں ہوگا۔ حرم شریف میں مائک پر ہوگا۔ اور مکہ شریف کے ہر مکان میں اس مائک کا کنکشن ہوگا۔ وزیر بہت دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد رخصت ہو کر ابن سعود کو حضرت کی تجویز بتائی۔ اس نے اپنے مہمانوں کی طرف دیکھا۔ سب کا حال خراب تھا۔ ابن سعود کا پارہ تیز ہو گیا۔ اور بولا اس ہندی عالم نے میری عزت کو چیلنج کیا ہے اور تم سب خاموش ہوا گر ایسے وقت میں اس ہندی عالم کا چیلنج قبول کرتا ہوں تو حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ عربی زبان میں مناظرہ پھر مکہ کے ہر مکان میں کنکشن، دنیا کی ہر جگہ کا مسلمان یہاں موجود ہے۔ میری حکومت کا تختہ ہی پلٹ جائے گا۔ دنیا میرے منہ پر تھوکے گی۔ تم اتنے سارے ہو خاموش ہو وہ اکیلا ہے، بول رہا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہم پر بلا نازل ہوئی ہے۔ پھر انتظامی عملہ سے کہا کہ اس مولوی سے کسی طرح کا تعارض نہ کرو۔ جب تک رہے رہنے دو جب جائے جانے دو۔

حضرت کعبہ شریف سے منیٰ پیدل گئے۔ 9 ذی الحجہ کو عرفات شریف سے ہمارے خیمہ کے قریب ایک عورت کا انتقال ہو گیا اس کی نماز جنازہ زکریا مسجد بمبئی کے اس وقت کے وہابی دیوبندی امام نے پڑھائی۔ اس امام نے اس وقت بمبئی میں سعودی حکومت کے گیت گائے تھے۔ ابن سعود کی خطبۂ جمعہ میں تعریف کی تھی۔ اس کے لئے دعا کی تھی اس پر علمائے دین متین نے اسے بحکم شرع کافر قرار دیا تھا۔ نماز جنازہ کے بعد اس عورت کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت نے بعد میں پوچھا کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ اشارے سے بتلایا گیا کہ دیوبندی مولوی نے۔ حضرت اس کے سامنے ہم لوگوں کو لے کر اس کی قبر پر آئے۔ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ایک مرتبہ دوران طواف ایک رنگون کے سیٹھ نے حضرت کو دیکھ لیا آکر دست بوسی کی اور عرض کیا کہ حضرت ہمارا منیجر کہیں گم ہو گیا ہے۔ بہت ڈھونڈا کہیں پتہ نہیں مل رہا ہے۔ دعا کر دیجئے۔ حضرت نے دعا فرمائی۔ وہ قیام گاہ پر پہنچا کہ تار ملا تمہارا آدمی جدہ اسپتال میں ہے۔ اور طبیعت بہت خراب ہے۔ وہ سیٹھ صاحب پھر حضرت کی قیام گاہ پر آئے ایک ہزار ریال نذرانہ پیش کیا اور کہا حضرت منیجر کا پتہ چل گیا اس کی صحت وشفا کے لئے دعا کر دیجئے۔ حضرت نے وہ ایک ہزار ریال واپس فرمادیئے۔ اور اس کے لئے دعا بھی نہیں فرمائی۔ وہ سیٹھ صاحب واپس ہوئے اور قیام گاہ پر دوسرا تار ملا کہ تمہارے آدمی کا انتقال ہو گیا۔

ایک ماہ سے زائد مکہ معظمہ میں قیام رہا۔ اب سوئے مدینہ شریف سفر ہے۔ بس میں وہ عبدالجبار صاحب کانپوری حضرت کے مرید بغیر پاسپورٹ و ٹکٹ بھی ساتھ ہیں۔ ۵۰ افراد کی بس ہے اور ۵۱ اشخاص جارہے ہیں۔ ٹکٹ چیک ہوتا ہے۔ مگر چیکر ان سے پوچھتا ہی نہیں۔ راستہ میں تین جگہ چیکنگ ہوئی اور ہر جگہ عبدالجبار ہم لوگوں میں لمبے تڑنگے نظر آتے ہیں مگر چیکنگ کرنے والوں کو نظر نہیں آتے۔ ۵۰ آدمی کو گن کر اتارا جاتا ہے۔ ہر جگہ یہی ہوا۔

مدینہ شریف میں جہاں بس رکی وہاں حضرت بابرکت خلیفۂ سیدنا اعلیٰ حضرت علامہ ضیاء الدین صاحب قبلہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود، جو حضرت کو اپنے دولت کدہ پر لے جانے کے لئے آئے تھے۔ ان کو حضرت نے کوئی اطلاع ہی نہیں دی تھی۔ حضرت کو تعجب ہوا پوچھا سرکار! آپ نے کیسے تکلیف فرمائی، فرمایا گھر میں بیٹھا ہوا تھا نیچے سے کسی نے آواز دی میں کھڑکی میں آیا تو ان صاحب نے کہا مولینا آپ جلد بس اسٹینڈ جائیں۔ مولینا حشمت علی صاحب آرہے ہیں۔ اور وہ صاحب غائب ہو گئے۔ میں نے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے۔ گھر سے میں بس اسٹینڈ آیا پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ آپ کی بس آگئی۔ حضرت علامہ ضیاء الدین صاحب قبلہ مہاجر مدنی کے یہاں حضرت پیر و مرشد مہمان ہوئے۔ حضرت مہاجر مدنی کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ کھانا ناشتہ سب بڑا ہی پر تکلف ہوتا اور ہر وقت علیحدہ علیحدہ قسم کا کھانا ہوتا۔ عربی کھانوں کا تو جواب ہی نہیں۔ اس

مبارک دستر خوان پر حضرت اپنے ہاتھوں سے مجھے دیتے کہ احمد یہ کھاؤ، احمد اس کو بھی کھاؤ۔ دورانِ سفر بس میں میری طبیعت خراب ہو گئی۔ دل کو امید کہ اب ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ کی خاک حاصل ہو گی۔ نہا دھو کر مواجہہ اقدس کے سامنے حاضر ہوا تو بالکل تندرست و توانا جیسے کوئی شکایت اور کوئی مرض ہی نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ حضور اس کی والدہ ساتھ میں ہیں اس کو خیر وعافیت کے ساتھ گھر بھیج دیجئیے۔ میں اپنی موت کی تمنا کر رہا تھا اور میرے پیر و مرشد خیر وعافیت کے ساتھ گھر بھیجنے کی دعا فرمارہے تھے۔

مدینہ شریف میں باقاعدہ حرم نبوی شریف میں علیحدہ جماعت کے ساتھ نماز ہوتی تھی ایک بار وہاں کے نجدی عسکریوں نے پوچھا آپ جماعت سے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ حضرت نے فرمایا میں اہل سنت کا مفتی ہوں اور لاؤڈ اسپیکر کے خلاف میرا فتویٰ ہے بعد میں حضرت نے فرمایا میں اگر دوسرے طریقے سے جواب دیتا تو چونکہ ہم حضرت مولینا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے مہمان ہیں یہ ہمارے جانے کے بعد حضرت سے سختی کرتے اس لئے میں نے دوسرا جواب دیا تاکہ حضرت مہاجر مدنی صاحب قبلہ کو ہماری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

مدینہ شریف کے اطراف میں کسی مسجد میں گئے۔ وہاں حضرت پر کیفیت طاری ہو گئی اس مبارک مسجد کے درودیوار منبر و محراب شریف کو چومنے لگے۔ یہاں میرے سرکار کے دست مبارک لگے ہوں گے، یہاں سرکار کھڑے ہوں گے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عجیب کیف کا عالم تھا۔ نجدی سپاہی موجود تھا۔ اس نے کہا ھذا شرک حضرت نے فرمایا یہ شرک ہے؟ اور پھر چوما۔ اس نے پھر کہا یہ شرک ہے۔ اب حضرت کو جلال آگیا ارشاد فرمایا چومنا شرک ہے؟ ارے تیرے دادا نے تیری دادی کو چوما تو تیرا باپ پیدا ہوا، تیرے باپ نے تیری ماں کو چوما اور تو پیدا ہوا تو مشرک تیرا باپ مشرک تیرا دادا مشرک۔ (ان مقامات مقدسہ پر رونما ہونے والے بہت سے واقعات جن کو حضرت نے خود قلم بند فرمایا ہے مکتوبات جلد اوّل میں مندرج ہو چکے ہیں من شاء

فلیراجعہ) یہ مونہہ توڑ جواب سن کر وہ خاموش ہو گیا اور بولا چو مو چو مو جو کرنا ہو کرو۔ اس کے بعد حضرت والہانہ انداز میں بڑی دیر تک دیوار و در محراب و منبر کو بوسہ دیتے رہے۔

ہم مدینہ طیبہ سے پھر مکہ معظمہ حاضر ہوئے۔ مدینہ شریف سے واپسی پر الوداعی سلام بار بار حاضری کی دعا اور آخری سانس پر ایمان وسنیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں خاتمہ بالخیر والعافیہ کی دعائیں کی گئیں۔

مکہ معظمہ میں الوداعی طواف اور بار بار کی حاضری اور خاتمہ ایمان وسنیت پر بالخیر والعافیہ اور اسی پاک شہر کی خاک میسر ہونے کی دعا کی گئی۔ طواف کے بعد الٹے قدم باب الوداع سے باہر نکلے اور پھر جدہ سے بمبئ واپس آئے۔

دوسری مرتبہ کے سفر میں حرمین شریفین کی واپسی پر حضرت کے اعزاز میں استقبالیہ اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت نے سفر کے حالات بتائے کہ طواف کعبہ کے دوران میری زبان سے الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی صدا بلند ہوئی۔ سپاہیوں نے آکر گھیر لیا۔ ان عسکریوں کو بھیجنے والے ہندوستانی وہابی تھے وہ مجھے نجدی قاضی کے دفتر میں لے گئے۔ نجدی قاضی نے پوچھا کہ آپ نے یارسول اللہ کہا؟ حضرت نے فرمایا ہاں کہا اور یہ میرا ایمان ہے۔ اسی نجدی قاضی کے ٹیبل پر ایک کتاب ابن قیم کی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو قاضی نے کہا یہ نجدی حکومت کی اہم کتاب ہے۔ حضرت اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر ورق گردانی کرنے لگے کہ اچانک اس کتاب کے صفحہ پر ابن قیم نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس سے ندائے یارسول اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔ بس حضرت نے اس صفحہ پر نشان لگا کر رکھ دیا۔ اتنے میں قاضی پلٹ کر آیا تو پھر گفتگو شروع ہوئی۔ اور حضرت نے اسی قاضی کی میز پر رکھی ہوئی کتاب سے ندائے یارسول اللہ کا ثبوت دیا۔ اب تو قاضی کا حال خراب ہو گیا۔ اس نے اپنے قاضی القضاۃ سے فون پر گفتگو کی تمام حالات بتائے۔ حضرت کا نام بتایا۔ اب قاضی القضاۃ نے فون پر کہا کہ ان سے جلد معافی مانگو اور ان کو جلد سے جلد مدینہ شریف بھیج دو۔

پھر قاضی نے معافی طلب کی اور پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا حج ہو گیا مدینہ شریف جانا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کب؟ حضرت نے فرمایا جب نمبر آئے گا تب۔ وہ بولا ہم بغیر نمبر کے آپ کو ہوائی جہاز سے بھیجیں گے۔ فرمایا میں اکیلے نہیں جاؤں گا میرے ہمراہ تقریباً پچاس رفیق سفر ہیں۔ وہ بھی میرے ساتھ جائیں گے۔ قاضی نے کہا کہ ہم اسپیشل ہوائی جہاز سے آپ کو روانہ کریں گے۔ اور آپ کے تمام ساتھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ اور پھر حکومت نے سارا انتظام کیا حضرت و حضرت کے تمام ساتھی ہوائی جہاز سے مدینہ شریف پہنچے۔

حضرت فرماتے تھے کہ مدینہ شریف جلد حاضری کی تمنا تھی مگر نمبر آئے بغیر جانا دشوار تھا۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا جلد طلب کیا وہ بھی بذریعہ ہوائی جہاز حکومت نجدیہ کے خرچ سے اور ایک ماہ مکمل مدینہ شریف میں قیام رہا۔ حضرت فرماتے تھے کہ جب میں نجدی قاضی کے دفتر میں تھا تو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دونوں شعر پڑھتا رہا۔

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں

کون بنائے بناتے یہ ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن

کون بچائے بچاتے یہ ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

اور اسی وظیفے کی برکت سے نجدی قاضی خائب و خاسر ہوئے۔ جب سے حضرت نے بتایا میں نے ان دونوں شعروں کو اپنے وظیفے میں شامل کر لیا۔ ہر نماز پنجگانہ کے بعد دونوں شعر بارہ بارہ مرتبہ مع صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں اور اوّل و آخر بارہ بارہ مرتبہ دُرود شریف بھی پڑھیں اس کے فضائل بے حد ہیں۔

دونوں حرم شریف میں اپنی نمازیں جماعت سے علیحدہ ادا فرماتے رہے اور دوسرے حاجیوں کو بھی تاکید فرمائی کہ جماعت کا ثواب لینے جا رہے ہو ان نجدی اماموں کے پیچھے ہماری نماز ہی نہیں ہوتی۔ اور اگر ان کو مسلمان سمجھ کر نماز ان کے پیچھے پڑھو گے تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ الگ نماز پڑھو یہ سمجھ کر یہ نجدی امام ہے تو جماعت سے زیادہ ثواب پاؤ گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ مصطفٰی پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمن کو دشمن سمجھنا مدارِ ایمان ہے۔

ایک مرتبہ محرم کی پہلی شب میں حضرت کے بیان میں ابابلڈ نگ حاضر نہ ہوا۔ دوسری شب میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کل کیوں نہیں آئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کشائش رزق کا عمل پڑھ رہا تھا۔ اس لئے حاضری نہ ہوئی۔ حضرت نے فوراً ارشاد فرمایا "لعنتہ اللہ علی الوہابیہ لعنتہ اللہ علی النجدیہ" پڑھتے رہو مصطفٰی پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں رزق عطا فرمائیں گے۔

تقسیم ہند سے قبل حضرت نے کانگریس و لیگ کی مکاریوں چالاکیوں کا پردہ فاش فرمایا۔ اُن کا ہرا ہرا باغ دکھانا طرح طرح کی میٹھی میٹھی باتیں کرنا قوم و ملت کو لبھانا حضرت نے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر واضح فرما دیا۔ بعد کے نتائج سے آگاہ فرمایا۔ تحریر سے بھی تقریر سے بھی ان سب کی گمراہی کو طشت از بام کر دیا۔ اور اس وقت حضرت نے جو جو فرمایا تھا تقسیم ہند کے بعد وہ بھیانک منظر سامنے آئے۔

فرمایا مسلمانوں! کہاں جا رہے ہو؟ ظلم و ستم و غارت گری کا بازار گرم ہے، ہر طرف مایوسی اور اندھیرا ہے، کوئی پرسانِ حال نہیں۔ پاسبان رہزن بن گئے۔ اور رہزن جلاد ہو گئے۔ کرنے کے لئے کچھ باقی نہ چھوڑا

جانوں مالوں کی، عزت و آبرو کی، جائیداد و اولاد کی کیا حالت ہے، سامنے ہے۔ ضلعوں شہروں قصبوں دیہاتوں میں ویرانہ ہو گیا، بستیاں اُجڑ گئی، گلی کوچوں میں ٹرینوں میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں ماں باپ بھائی بہن اولاد رشتہ دار الگ الگ ہو گئے ہندوستان قبرستان بن گیا۔ مساجد و مزارات پر غیروں کا قبضہ ہو گیا۔ یہ سب کیوں ہوا؟ تم نے قرآنی احکام سے منہ موڑا، خیر خواہِ امت کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑا، غیروں کو ہمدرد سمجھا انہوں نے ہی تم کو ذبح کر ڈالا۔ جس کو ترقی سمجھتے تھے وہی تنزلی کا راستہ تھا اغیار سے دوستانہ اپنوں سے کٹ جانا۔

اللہ! اپنے جسم کو آگ سے بچاؤ۔ مصطفٰی پیارے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دامن پاک میں آؤ۔ سب کچھ برباد ہو گیا۔ اب بھی آنکھ نہیں کھلتی ہر طرف سے بے دینیت لا مذہبیت تمہیں دعوت ہلاکت دے رہی ہے۔ چند روزہ زندگی ہے۔ ایک دن قبر کا مونہہ دیکھنا ہے۔ یہاں کا بویا وہاں پانا ہے۔ علم دنیا سے اٹھتا جا رہا ہے۔ جو عالم جاتے ہیں اُن کی جگہ خالی ہو جاتی ہے تصنیفات اعلٰی حضرت کو اپنا دستور العمل بنالو وعقائد حقہ پر گامزن ہو جاؤ۔ دنیا کا نقشہ بدل جائیگا۔ روحانیت پیدا ہو جائے گی۔ اپنی حفاظت آپ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ تائید غیبی ساتھ ہو گی۔ خیر خواہِ امت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بھیڑوں! بھیڑیوں سے ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ ظالم بھیڑیے ٹٹی کی آڑ میں شکار کرتے ہیں۔

چڑی مار جب چڑیوں کا شکار کرتا ہے تو پہلے جال کو بچھاتا ہے اور چھپ کر چڑیوں کی بولی بولتا ہے۔ چڑیاں سمجھتی ہیں کہ ہمارا ہم جنس ہے اور دھوکہ میں آکر جال میں پھنس جاتی ہیں۔

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا

ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

سید ہر دوسرا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ان بد مذہبوں بیدینو سے دور رہو، اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کریں، کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ آؤ آؤ! ان گمراہان زمانہ سے دور و نفور

رہتے ہوئے اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنے ظاہری باطنی حال کو سنوارتے ہوئے رب کریم کی بارگاہ میں آؤاور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم کے وسیلہ سے توبہ کرواپنے جملہ گناہوں سے ظاہری باطنی چھپے کھلے چھوٹے بڑے گناہوں سے معافی طلب کرواور الحب للہ والبغض للہ کی دولت سے اپنے کومزین کرو۔ دارین کی فلاح وبہبودی تمہاری جھولی میں ہوگی۔

یہ وہ ارشادات ہیں جن پر عمل سے کل بھی کامیابی وکامرانی نے قدم چومے اوران پر آج بھی عمل کیا جائے تودونوں جہان کی کامیابی قدموں کو بوسہ دے۔ مولی عزوجل ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی توفیق عطافرمائے۔ آمین،آمین،آمین۔

خادم دین متین

غلام سید بابابہاءالدین حاجی احمد عمرڈوسا قادری رضوی حشمتی۔

پھر بیاں اہلِ صداقت کا

از-شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

اہلِ سنت کا سہارا ہند میں بعد رضا

ہے ہمارا ہی پیا حشمت علی خان قادری

ہر دور میں یزیدی فتنے اٹھتے ہیں، اور ان کی سرکوبی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ مظہر امام حسین اور ان کے نائبین پیدا فرماتا ہے اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ اس وقت ماضی کے فتنوں یا ان کا ڈٹکر مقابلہ کرنے والے مجاہدین کا تذکرہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ فی زمانہ سر اٹھانے والے فرعونی شریروں اور ان کا جواب دینے والے سرفروشوں کا ذکر مقصود ہے۔ ملک کی آزادی کے بعد غیر منقسم ہندوستان میں سب سے عظیم ہیبت ناک جو فتنہ اٹھا وہ غیر مقلدیت، دیوبندیت کی آندھی تھی جس کے مقابلے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم و فضل و کمال کا آفتاب و ماہتاب حضور اعلیٰ حضرت سرکار کو بنایا۔ جن کے سنان قلم سے روبہانے دشت دیوبندیت مذبوح و زخمی ہو کر تڑپنے لگے پھر حضور اعلیٰ حضرت قدّس سرّہ کے انتقال کے بعد صلح کلیت اور شدھی تحریک کی تباہ کن آندھی چلی، اس دور میں تنہا حضور شیر بیشہ اہل سنت کی ذات مامن بن کر ابھری۔ آپ نے ایک طرف اپنی زبان حق ترجمان سے وہابیت دیوبندیت کی بیخ کنی فرمائی تو دوسری طرف صلح کلیت اور شدھی تحریک کو موت کے گھاٹ اتارا اور مسلمانان اہل سنت کے ایمان کو بچالیا۔ یہ ایک ناقابل انکار اور مسلم حقیقت ہے کہ آپ حضور اعلیٰ حضرت سرکار کے مظہر کامل واکمل واتم تھے۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ آپ کے مناظروں کی کتب کے مطالعہ سے بخوبی ہوتا ہے۔ ایک ایسا بھی وقت آیا جب غیر مسلمین آپ کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔ اس دور میں آپ نے گیروا لباس پہن کر اور جان ہتھیلی پر رکھ کر بلاد وامصار و قریات ہند کا دورہ فرمایا۔ ایسے نازک وقت و خطرناک حالات میں آپ کو اطلاع ملی کہ آگرہ کے ایک مقام پر پنڈت شردھانند نے مسلمانوں کو چیلنج کیا

ہے اور سینکڑوں مسلمانوں کو شدھی ہونے کی دعوت دی ہے۔ آپ فوراً پر پیچ و دشوار گزار راستوں کو طے فرماتے ہوئے وہاں پہنچے، آپ جب اُس مقام پر رونق افروز ہوئے تو مسلمان شدھی ہونے کے لئے کثیر تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ ایک جگہ بہت بڑے دائرے میں آگ جل رہی تھی، جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے پنڈت شردھانند کو چیلنج کیا کہ اے پنڈت جی آپ نے جو یہ آگ جلائی ہے، آیئے ہم اور آپ اس آگ میں کودتے ہیں، جس کا مذہب حق ہوگا وہ محفوظ رہے گا اور جو باطل پر ہوگا اُس کو آگ جلادے گی، اتنا سُنکر پنڈت شردھانند اپنا تمام سامان سمیٹ کر فوراً رفو چکر ہوا۔ اور مسلمانوں نے حضرت شیر بیشہ اہل سنت کے ہاتھ پر توبہ کی۔ نیز اس موقع پر تین سو غیر مسلم کفر سے توبہ کر کے مشرف بااسلام ہوئے۔ شیر بیشہ اہل سنت کی ذات حق و صداقت کی نشانی ہے۔ شیر بیشہ اہل سنت کی ذات مسلک اعلیٰ حضرت کی روشن دلیل ہے۔ شیر بیشۂ اہلسنت کی ذات گمراہوں کے لئے ہدایت کا ایک روشن منارہ ہے۔

علامہ مدنی میاں اشرفی کچھچھوی لکھتے ہیں:

حشمت دین متیں دانائے کیف وکم ہوا
جس کو مشت خاک سمجھا تھا وہ ایک عالم ہوا

دشمنوں میں بن کے چمکا ذوالفقار حیدری
اور جب اپنوں میں پہنچا پیار کی شبنم ہوا

ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ یہ بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ ان کے مشن کو لیکر آج بھی اُن کی نسلیں نیز ان کے چاہنے والے علمائے کرام آگے بڑھ رہے ہیں اور اُن کے مشرب کی تبلیغ اس دور الحاد میں بھی جاری و ساری ہے۔

وہ سورج چھپ گیا موجود ہے اُس کی کرن اب بھی

معطر حشمتی پھولوں سے ہے باغ سنن اب بھی

مولی تبارک وتعالیٰ شیر بیشہ اہل سنت کی تحریک تصلب فی الدین کو اسی طریقے سے روز افزوں ترقی عطا کرے اور اُن کے جیسا جذبۂ صادقہ والہانہ قوم کے ہر ہر فرد کے سینے میں ثبت فرمائے۔ آمین

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مر مر کے جی لیں گے

نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے پی لیں گے

شہید ملت اسلامیہ کا غم تھا سینے میں

شہادت اُن کو راس آئی محرم کے مہینے میں

دعا گو فقیر سگ بارگاہ رضوی حشمتی

محمد معصوم الرضا خان حشمتی

خادم حشمتی دارالافتاء

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

حضور شیر بیشۂ سنت اپنے مکتوبات کے آئینے میں

از- محقق عصر علامہ مفتی محمد فاران رضاخان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

"بتقاضائے محبت ہر تقریر وتحریر میں یہی کوشش رہتی کہ کسی نہ کسی نہج سے شاتمان خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کارد ہوجائے۔ اور الحب للہ ولرسولہ والبغض للہ ولرسولہ کی مناط نور ونجاح پر گامزن حضرات عالیہ کی غبار راہ ہی بن جائیں باقی اہل دنیا کی تحسین وتائید کی کسے پرواہ ہے، تعریف وتوصیف کی کسے چاہ ہے۔ اپنی فکر تو یہ ہے۔

فاش می گویم واز گفتہ خود دلشادم

بندہ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم

حضور شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلی حضرت قدس سرہ کی ذات مبارک ان نفوس قدسیہ میں سے تھی جن کے لیل ونہار، خلوت وجلوت، تحریر وتقریر صرف اور صرف تبلیغ دین وسنیت ہی کے خاطر ہوا کرتے تھے۔

اگر تحریر وتقریر "جلوت" کے معاملات وحالات کی عکاس ہوا کرتی ہیں تو خطوط ومکتوبات "خلوت" کے اسرار ورموز کے امین ہوا کرتے ہیں۔ آخر الذکر نوعیت کی خصوصیت یہ ہے جس میں خاص اصحاب واحباب کو ہی محرم راز ہونے کا شرف حاصل ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بغیر اجازت دوسرے کے خطوط پڑھنا روا نہیں۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت قدس سرہ کے خطوط پڑھنے کے بعد آپ پر مثل مہر نیم روز یہ بات روشن وآشکار ہوجائیگی کہ جس طرح آپ جلوت میں تبلیغ دین متین کے تیئں نہایت سنجیدہ ومتحرک تھے بغیر کسی کم وکاست کے اسی طرح آپ کے افکار ونظریات "خلوت" میں بھی تبلیغ دین کے ارد گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔

تشنگی کے باوجود دسترس میں ہوتے ہوئے بھی دراہم ودنانیر کی بہتی گنگا وجمنا کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ بلکہ اپنے نفس کو قناعت کی حدود میں مقید رکھتے ہوئے وہ مال وزر جو طائر عشق کی پرواز میں کوتاہی کا سبب بنے اس

سے مثل نجات غلیظہ سخت نفرت فرمائی۔ یہ محض افسانہ نگاری نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو آپ بھی آئندہ اوراق میں ان مبارک خطوط کوپڑھنے کے بعد نہ صرف تسلیم کریں گے بلکہ اس مبلغ کے درد تبلیغ کو دیکھ کر جھوم اٹھیں گے۔

بات یہ ہے کہ حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشہ سنت نے ایک طویل عرصے بعد گھر کی ضروریات کے لئے محض دس روپیہ ارسال فرمائے جس کے بعد جناب مشکور حسن خاں صاحب علیہ الرحمہ (جو کہ حضرت کے رشتہ میں برادر نسبتی تھے) نے خط ارسال کیا جس میں لکھا کہ "تم دونوں نے قلیوں کا کام کیا تھا جو دس روپیہ نصیب ہوئے" اس کے جواب میں حضور شیر بیشہ نے جو دل گراز کوائف تحریر فرمائے وہ صرف اشکبار آنکھوں ہی سے پڑھے جاسکتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"آپنے لکھاہے کہ تم دونوں نے قلیوں کا کام کیا تھا جو دس روپیے نصیب ہوئے۔ جی ہاں قلیوں کا کام بھی کرتے تو کچھ نہ کچھ آمدنی ہو جاتی۔ بمبئی کا حال تو میں اپنے خط میں لکھ چکا ہوں کہ لوگوں نے اس لیے بلایا تھا کہ حکومت کافرہ برطانیہ اور مشرکین کے منشاء کے مطابق یہ فتوے دیدیا جائے کہ مسلمان مشرکین سے اس بات پر صلح کرلیں کہ علاوہ اوقات نماز دوسرے وقتوں میں مسجد سے بالکل متصل بھجن کیرتن اور بت پرستی کا مظاہرہ کیا کریں۔ فرنگی محل کے مولوی قطب الدین نے اسی طرح کا فتویٰ دیدیا اور پانچ ہزار روپے لے کر چلتے بنے۔ میں نے بحمدہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام پانچ ہزار روپے پرپیشاب کر دیا اور شریعت مطہرہ کے مطابق دیا کہ جو شخص ایک سیکنڈ کے لئے بھی کفر و بت پرستی پر راضی ہو گا بحکم شریعت وہ خود کافر ہو جائیگا۔ لہذا مسلمان مشرکین سے صلح ہرگز نہ کریں برطانیہ گورنمنٹ اگراپنی جابرانہ قوت کی بناپر مشرکین کو بھجن کی اجازت دے گی تو یہ اس کا ظلم وجور ہو گا۔ پھر اگر وہ مزاحمت کرنے والے مسلمان پر گولیاں برسائے تو مسلمانوں کو کبھی جائز نہیں کہ گولیوں کا سامنا کر کے مفت میں اپنی جانیں ضائع کریں۔ اگرچہ جو لوگ حرمت مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے حکومت کافرہ برطانیہ کی گولیوں سے مارے گئے وہ سب مسلمان انشاء المولی تعالیٰ شہید ہوئے۔ یہ فتویٰ

دینے کے سبب میرے بلانے والے مجھ سے ناراض ہو گئے اور دس روپیے تو بڑی چیز ہیں دس پیسے بھی نہیں دئے حتیٰ کہ بمبئ سے گونڈل جانے تک کا کرایہ بھی نہ دیا مجبوراً گونڈل سے پچاس روپے منگاے اور کام چلایا۔

میں اگرچہ گناہگار ہوں سیہ کار ہوں لیکن حضور مرشد بر حق امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی المولی تعالیٰ عنہ کی جوتیوں کے صدقے میں بحمدہ تعالیٰ دل میں یہ جذبہ ہے کہ ماں باپ بیوی بچے سب کی عزت وآبرو مذہب اہل سنت کی عزت و عظمت پر قربان ہو جائے۔ دین کی خدمت سے جو کوئی مجھ کو روکتا ہے اس کی طرف سے میرے دل میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔

اور میری دعاہے کہ خدا اور سول جل جلالہ وعلیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام میری بیوی میرے بچوں کا اور خود میرا ایمان اس قدر مضبوط فرمادیں کہ ہم سب اپنی جان مال عزت و آبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا و رسول جل جلالہ وعلیہ و علی الہ الصلاۃ والسلام کی عزت و عظمت پر قربان کرتے رہیں آمین۔ (ماخوذ از مکتوب مبارک)

انکساری، جذبہ تبلیغ دین حق، ان کے نام پاک پر دل جان و مال آل و اولاد قربان کر دینے اور تج دینے کی تمنائے دل اور فکر مسلمین پر مشتمل یہ سطریں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں:

اہلسنت کا سہارا ہند میں بعد رضا
ہے ہمارا ہی پیا حشمت علی خاں قادری

حامیان حق جو تھے
ساکت عن الحق ہو گئے
پر نہ تو خامش ہوا حشمت علی خاں قادری

انکساری اس درجہ کی کہ عتابی تحریر رقم کرنے والا خود شرمندگی میں ڈوب جائے اور آپ ہی معافی کا طلب ہو جائے۔ جذبہ تبلیغ دین حق یہ کہ ادھر گھر والے مقروض ہیں ادھر پانچ ہزار روپئے پر پیشاب کیا جا رہا ہے۔ نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کسی سیٹھ صاحب کی ناراضگی کا ہراس۔ سچ ہی تو کہا تھا سرکار کلاں حضرت علامہ سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی کچھوچھوی قدس سرہ نے کہ:

"جس کے ایمان کو بھری تجوریوں سے بھی خریدا نہ جاسکا، جو اعلان حق میں ہر لومتہ لائم سے ہمیشہ بے نیاز رہا، جو صرف اللہ سے ڈرا اور کسی باطل قلم کی نوک یا باطل تلوار کی دھار نے دبانے میں کبھی کامیابی حاصل نہ کی، اس کے بارے میں میری تاثرات وہی ہیں جو ہر سنی صحیح العقیدہ کے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ان سے واقف ہو کر ان کے عقیدے کے موافق ہے وہی صحیح معنوں میں سنی ہے، صحیح الایمان ہے۔ اور ان سے واقف ہو کر ان کا بدگو ہو وہ یقینا بدمذہب، بے دین ہے۔"

(مظہر اعلیٰ حضرت علامہ و مشائخ کی نظر میں ص ۳۹)

واہ رے سنت صدیقی (رضی اللہ عنہ) کو زندہ کرنے والے مجاہد تیرے جہاد فی سبیل اللہ کو سلام۔ سبحان اللہ تمنائے دل کو ماں باپ، بیوی بچے سب کی عزت و آبرو مذہب اہل سنت کی عزت و عظمت پر قربان ہو جائے۔ اور وہ دعا فرمائی جس کی قبولیت آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ کہ فرماتے ہیں: "میری دعا یہ ہے کہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم میری بیوی میرے بچے کا اور خود میرا ایمان اس قدر مضبوط فرما دیں کہ ہم سب اپنی جان و مال عزت و آبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کی عزت و عظمت پر قربان کرتے رہیں۔"

آپ کی اسی جلالت شان اور سطوت و عظمت کی بنیاد پر خلیفہ اعلی حضرت ملک العلماء حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب قبلہ بہاری قدس سرہٗ القوی حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ سنت قدس سرہٗ العزیز کے لئے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے ان قیمتی اور مبارک القابات سے مشرف فرماتے ہیں:

"ناصر سنیت، کاسر بدعت، نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلی حضرت"

(پشت خار در افتخار ص ۱۴)

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مر مر کے جی لیں گے
نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے پی لیں گے

پھر اس سب کے باوجود مسلمانوں کی وہ فکر کے خط کے مختصر مضمون میں بھی بمبئی کے مسلمانوں کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکے۔ سچ ہے کہ وہ ذات متحرک نہیں بلکہ وہ تحریک تھی جس کے دستور احساسی میں صرف اور صرف مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود ہی رقم تھی۔ اسی تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شہزادہ اعلی حضرت حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ فرماتے ہیں:

"کہ وہی بیشہ اہلسنت کے شیر ہیں اور میدان حق گوئی کے مرد دلیر ہیں۔ انھوں نے در حقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ سو ڈیڑھ سو مولوی بھی مل کر وہ کام نہیں کر سکتے جو اللہ اور اس کے رسول کے فضل و کرم سے اکیلے مولانا حشمت علی (علیہ الرحمۃ والرضوان) نے کیا۔

(بحوالہ ترجمان اہلسنت و نوری کرن بریلی شریف ستمبر ۱۹۶۰)

یوں تو میدان مناظرہ میں رونما ہونے والے حاضر جوابی کے واقعات کا نہ صرف یہ کہ ایک زمانہ مداح ہے بلکہ ان میں بہت سے واقعات آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں۔ ان تمام واقعات کا اگر احاطہ کیا جائے تو مستقل ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ مگر یہاں سر دست صرف ان واقعات کو بیان کرنا مقصود جو حرمین طیبین کے موقع پر رونما ہوئے۔ اور خود حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے خطوط میں تحریر فرمائے۔ یہ تمام مباحث کوئی مستقل نہ تھے۔ بلکہ مقامات مقدسہ پر شرک و بدعت کی صدائیں بلند کرنے کے واسطے متعین نجدی عسکری یا دیگر سر پھروں کو درست کرنے کی خاطر بر وقت عربی زبان ہی میں جو جوابات عنایت فرمائے وہ قابل دید ہیں۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت اپنے جذبہ حق پسندی، حمایت مذہب اہل سنت اور اپنی شیرانہ صفت کے پیش نظر کسی بھی مردود نجدی کے خبیث اعتراض پر ساکت نہ رہ پاتے۔ اور برجستہ وہ محققانہ اور دنداں شکن جوابات ان نجدیوں، گستاخوں پر نازل فرماتے کہ ان خبثاء کی زبان گنگ ہو کر رہ جاتی۔ نتیجہ مبہوت ہو کر سب و شتم یا لڑائی پر آمادہ ہو جاتے۔ جس کا مشاہدہ ان خطوط کے مطالعے کے بعد آپ کو بخوبی ہو گا جو حضور شیر بیشہ سنت نے مکتہ المکرمہ سے تحریر فرمائے۔ ملاحظہ ہو:

پرسوں حنفی مصلی کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ معظمہ کا دیدار کر رہا تھا مولانا سید قادری محی الدین صاحب زید مجد ہم بھی پاس ہی بیٹھے تھے۔ اشراق کا وقت تھا کہ وہی جمعراتی بھوپالی وہبڑا جس کو برادرم محمد صدیق صاحب قادری سلمہ الباری خوب اچھی طرح جانتے ہیں ایک مصری سنی مسلمان سے جھگڑنے لگا۔ سنی مسلمان مصری کہہ رہا تھا کہ ہم تو دراصل صرف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کے دربار اقدس کی حاضری کے لئے آئے ہیں کعبہ معظمہ اور اس کا حج تو حضور کے طفیل میں ہے۔ جمعراتی بھوپالی وہابی اس بے چارے مصری سے جھگڑا کرنے لگا کہ حدیث میں ہیں:

"لاتشدالر حال الا الی ثلثه"

مساجد کجاوے نہ کسے جائیں مگر صرف تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ لٰہذا صرف مسجد نبوی کی حاضری اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے مدینہ شریف جانا چاہیئے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی حاضری کے ضمن میں روضہ مبارک کی زیارت ہو جائے گی۔ ورنہ قبر شریف کی زیارت سے سفر کرنا حدیث شریف کی رو سے جائز نہیں۔

وہ مصری سنی ناخواندہ کیا جواب دیتا۔ اس سگ بارگاہ رضوی سے رہا نہ گیا فوراً بول پڑا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ اگر مکان یا شیئے رکھا جائے گا کہ لا تشدالر حال الی مکان اوالی شے الا الی ثلثة مساجد تو تجارت کے لئے بلکہ جہاد لا علاء کلمۃ اللہ کے لئے بلکہ کے طالب علم دین کے لئے بلکہ بالغرض حفاظت دین دار الحرب سے دار الاسلام کو ہجرت کے لئے سفر کرنا بھی حرام۔ بلکہ نجدیوں دیوبندیوں کے دھرم میں شرک ہو جائے گا۔ توثابت ہو گیا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہر گز عام نہیں بلکہ مستثنیٰ کی جنس ہی سے مسجد ہے۔ تقریر عبارت یوں ہے:

"لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثة مساجد"

یعنی کسی مسجد کی خاص زیارت یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے دور دور سے سفر نہ کرو۔ سوا ان مسجدوں کے کہ مسجد ہونے کی حیثیت سے ہر مسجد برابر ہے۔ کسی مسجد میں کوئی خاص خصوصیت ثواب کے کم یا زیادہ ہونے کی حیثیت سے نہیں سوا ان تین مسجدوں کے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا لاکھ گنا، مسجد نبوی میں پچاس ہزار گنا اور مسجد اقصیٰ میں پچیس ہزار گنا ثواب ہے۔ باقی تمام دنیا کی سب مسجدیں ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔

جب حدیث شریف کے صرف یہی معنی ہیں اور یقیناً صرف یہی معنی ہیں تو محبوبان خدا علی ہم و علیہم الصلاۃ والسلام والثنا کی قبور مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس حدیث شریف سے کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ مسجد نبوی کی حاضری کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔

تو اس کو مسجد الہی نہیں کہا بلکہ مسجد نبوی کہا یعنی نبی والی مسجد تو جس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کی طرف نسبت کی وجہ سے مسجد نبوی شریف کے لئے سفر کرنا جائز وثواب ہو گیا تو خود اس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا کتنی بڑی عبادت الہیہ ہو گی؟

پھر میں نے باآواز بلند کہا:

سنتے ہو جی! یہ کعبہ معظمہ جس پر نظر کرنا سنی مسلمان کے لئے عبادت الہیہ ہے۔ ہاں! ہاں! یہ کعبہ مقدسہ جس کا حج عمر میں ایک بار عاقل بالغ سنی مسلمان مستطیع پر فرض اعظم ہے۔ اس کی حقیقت ایمان والوں کے نزدیک کیا ہے؟ میرے آقائے نعمت حضور اعلی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل

روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی

لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی ابویہ ابراھیم الخلیل و اسمعیل الجلیل و علی آلہ و الھما وسلم

ایک نجدی وہابی سے گفتگو میں میں نے یہ بھی کہا کہ محبوبان خدا علی سید ہم و علیہم الصلاۃ والسلام والثنا کی یادگاریں شرک سمجھ کر اسلام میں سے اگر یکسر نکال دی جائیں۔ تو اسلام اسلام نہ رہے۔ صفا و مروہ، مقام

ابراہیم، میلین اخضرین، حجر اسود، کعبہ معظمہ سب محبوبان الٰہی کی یادگاریں ہی تو ہیں حتّٰی کہ خود قرآن عظیم بھی اپنے منزل علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے۔

مصلی مالکی کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہم چند بندگان رضوی جنتہ المعلیٰ شریف کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ہر قوم اپنے بزرگوں کی یادگاروں کی حفاظت کرتی ہے لیکن نجدی ایسی جاہل اور وحشی قوم ہے کہ جن آقا و مولی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کا امتی ہونے کا ادعا کرتی ہے انہیں کی تاریخی مذہبی مقدس یادگاریں ایک ایک کرکے مٹا دیں۔ واحد قہار جل جلالہ ان کو بھی جلد مٹا کر اپنے کسی پیارے سنی مسلمان بندے کو خادم الحرمین الشریفین بنا دے پھر اس کو دین اسلام و مذہب اہلسنت و احکام شریعت کے مطابق حجاز مقدس کی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد

الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے۔

کچھ وہابیہ، دیوبندیہ نجدیہ سن رہے تھے بول پڑے کہ کسی انسان کی یادگار قائم کرنا بت پرستی ہے۔ دوسری قومیں جو کافر و مشرک ہیں وہ اگر اپنے پیشواؤں کی یادگاریں قائم کرکے اپنے کفر و شرک کا ثبوت دیں تو موحد مسلمانوں کو ان کی نقالی کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ بس اس سیاہ کار سگ بارگاہ رضوی نے فوراً جواب دیا کہ آیئے تشریف رکھیے! غور سے سنئے۔ اسلام سے یادگاروں کو مٹاتے جایئے۔

صفا و مروہ، میلین اخضرین، ان کے درمیان سعی، حضرت سیدنا اسمٰعیل و حضرت سیدتنا ہاجرہ علیہ وعلیہا الصلاۃ والسلام کی یادگاریں ہیں۔

زمزم شریف حضرت سیدنا ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار ہے۔

خود کعبہ معظمہ و حجر اسود شریف حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور ان سے بھی بیشتر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگاریں ہیں۔

مقام ابراہیم حضرت سیدنا خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے۔

وقوف عرفہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے۔

رمی جمعرات و قربانی حضرت خلیل اللہ و حضرت ذبیح اللہ علیہما الصلاۃ والسلام کی بلائے مبین و ذبح عظیم کی یادگار ہے۔

طواف میں رمل واضطباع حضور سید الفاتحین صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کی فتح مکہ معظمہ کی یادگار ہے۔

بلکہ خود نماز معراج شریف میں فرض ہوئی تو یہ بھی حضور اقدس صاحب التاج والمعراج صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کے معراج شریف کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے۔

بلکہ خود قرآن عظیم حضور اقدس منزل علیہ القرآن صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم پر نزول قرآن پاک کی یادگار قائم فرمائے ہوئے ہے۔

تو آپ کے نزدیک اسلام بت پرستیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اپنے صاحب تسلط سلطان ابن سعود کو اس طرف توجہ دلائیے۔ ان یادگاروں کو اسلام سے مٹائیے، اسلام معاذاللہ بت پرستیوں سے پاک فرمائیے۔

فبهت الذی کفر۔ واللہ لا یهدی القوم الظالمین

جواب نہ دے پایا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

پرسوں سہ شنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۷۱ھ کو طواف بعد الصبح کر کے مقام ابراہیم پر نماز واجب الطواف پڑھ کر برنجی جالیوں کو جس کے اندر مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم رکھا ہوا ہے بوسہ دینے لگا۔ ایک بگڑ گیا۔ کہنے لگا "تقبل الحدید والحجران ھذا شرک عظیم" (لوہے اور پتھر کو تم چومتے ہو یہ بڑا شرک ہے)۔ میں نے کہا "نحن لا نقبل الحدید و الحجر انما نقبل ما لہ النسبۃ الی حضرت سیدنا ابراہیم الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام" یعنی ہم لوہے پتھر کو نہیں چومتے ہم تو اس نسبت کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے حاصل ہے۔

نجدی بولا: او ھذا المقام ھو معبودک ؟ کیا یہ مقام ابراہیم ہی تمہارا معبود ہے ؟

میں نے کہا: او ھذا الکعبۃ ھی معبودک ؟ کیا یہ کعبہ معظمہ ہی تیرا معبود ہے ؟

نجدی بولا: " معبودی ھواللہ رب الکعبۃ " میرا معبود وہ اللہ ہے جو کعبہ کا رب ہے۔

میں نے کہا: "معبودنا ھو اللہ رب المقام و رب الکعبۃ و رب الابراہیم" ہمارا معبود وہ ہے جو مقام ابراہیم کا رب ہے، جو کعبہ کا رب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے۔

نجدی بولا: " سلم انت علی ھذا المقام" تم سلام کرو اس مقام ابراہیم کو۔

میں نے کہا: "فسلم انت علی ھذا الکعبۃ" تو اس کعبہ کو سلام کر!

نجدی بولا: " تقبل غیر الکعبۃ شرک" کعبہ کے سوا کسی کو بوسہ دینا شرک ہے۔

میں نے کہا: " فالتقبیل عندکم عبادۃ خاصۃ للمعبود لا تجوز ان تکون غیر المعبود فثبت ان الکعبۃ المعظمۃ معبودکم" تو چومنا تم وہابیوں کے نزدیک معبود کی عبادت خاص ہوئی کہ غیر معبود کے لئے جائز نہیں تو ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ ہی تم نجدیوں وہابیوں کا معبود ہے ؟

نجدی بولا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

میں نے کہا: " لا حول ولا قوۃ اللہ باللہ "پھر میں نے کہا "اسمع کلامی ھل یجوز تقبیل غلاف الکعبتہ الشریفتہ "۔میری بات سن کیا کعبہ معظمہ کے غلاف کو چومنا جائز ہے؟

نجدی بولا: " نعم " ہاں جائز ہے۔

میں نے کہا: (اختصار کے پیش نظر عربی عبارتوں کو نقل نہیں کیا گیا) یعنی دیکھ ! کہ غلاف کعبہ کیا چیز ہے وہ روئی وریشم ہے کہ دونوں دھنکے گئے پھر بنے گئے پھر سیئے گئے تو غلاف ہو گیا پھر وہ کعبہ مکرمہ پر ڈالا گیا تو کعبہ معظمہ کی مجاورت سے اس غلاف کو عظمت و بزرگی حاصل ہوئی اور اس کے بعد اس غلاف کو چومنا بھی جائز ہوا تو تعظیم اس نسبت کے لئے ہے جو اس غلاف کو کعبہ مقدسہ سے حاصل ہوئی اور کعبہ خود ایک گھر ہے جس کو حضرت سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے طائفین وعاکفین وراکعین وساجدین کے لئے بنایا اور یہ مقام جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ مشرفہ بنانے کے لئے تشریف فرما ہوئے توان دونوں کعبہ اور مقام ابراہیم کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے نسبت حاصل ہوئی۔ اور ہم خوب یقین سے جانتے ہیں کہ حجر اسود شریف جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت ہے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان مگر اللہ تعالی کے حکم سے۔

اور ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے اور چومتے ہیں کیونکہ ہم کو علم ہے کہ یقیناً حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس کو بوسہ دیا ہے اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اس مقام کے لئے بھی اللہ تعالی کے نزدیک شرف وعظمت وبزرگی ہے اور اس کی تعظیم اور اس کو چومنا بھی اللہ تعالی کی عبادت ہے جس طرح حجر اسود کو چومنا اللہ کی عبادت ہے۔ نجدی اس کا کچھ جواب نہیں دے سکا۔

کچھ مصری یمنی حضرات جمع ہو گئے تھے۔ ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں میری گفتگو کو سمجھ رہے تھے۔ مرحبا مرحبا اور کلمات تحسین کہتے ہوئے مجھ کو اس مجمع سے نکال لائے۔

مسجد سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا لیکن افسوس کہ اس کا دروازہ اقدس پتھر چونے سے تیغا کیا ہوا پایا۔ اندر حاضری سے محروم رہا۔ وہاں سے مقام شق القمر کی زیارت کے لئے جانے لگا۔ نجدی عسکریوں نے روکا کہنے لگے یہ شرک ہے، شرک ہے، شرک ہے۔ یہ پتھر جنہیں تم لوگ چوم رہے ہو۔ یہی بت ہیں۔

میں نے کہا: یعنی ہم اللہ تعالی کے فضل و کرم سے موحد ہیں نہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالی کا شریک مانتے ہیں اور نہ ہم اللہ تعالی کے سوا کسی اور کو پوجتے ہیں۔ صرف اسی پر عقیدہ رکھتے ہیں ایک طرف ہو کر۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ وہاں جائیں اور اس مقدس مقام کی زیارت کریں جہاں تشریف فرما ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے چاند کے ٹکڑے کئے۔ وہاں کی زیارت کر کے واپس آجائیں۔ جب بہت کچھ ان سے کہا تو کہنے لگے "بخشش بخشش" میں نے کہا "نعطیکم البخشش": ہم تم کو بخشش دیں گے۔ کہنے لگے ہر شخص کی طرف سے ایک ایک ریال۔ اب میں نے کہا "هل یجوز عندکم الشرک بریال واحد۔ الریال الواحد قیمت الشرک و ثمنہ لدیکم یکون الشرک مباحا هكذا مذهبكم و هذا هوا دینکم فلعنۃ اللہ تعالی شرکم و علی شرککم" کیا تمہارے نزدیک ایک ریال میں شرک جائز ہے یہ ایک ایک ریال شرک کی قیمت ہے اور اس کا ثمن تمہارے دھرم میں ایک ریال ہے کہ وہ مل جائے تو شرک مباح ہو جائے۔ ایسا گھنونا تمہارا مذہب ہے اور یہ تمہارا دھرم ہے اللہ تعالی کی لعنت ہو تمہارے شر و فتنہ پر اور تمہارے شرک پر۔

وہ نجدی مار پیٹ پر آمادہ ہو گئے۔ جو برادران اہلسنت سلمہم ربہم ہمراہ آئے تھے مجھ کو زبردستی وہاں سے ہٹا لائے۔

طواف سے فارغ ہو کر ایک دکان پر باب العمرہ میں ٹھہرے۔ وہاں سے روغن زیتون لینا تھا میرے منہ سے حسب عادت یارسول اللہ نکلا۔ تین وہابی دکان کے آگے کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ چلانے لگے یہ شرک ہے یااللہ کہو یارسول اللہ مت کہو۔ میں نے کہا: ہم یااللہ بھی کہتے ہیں اور ہم یارسول اللہ بھی کہتے ہیں یہ دونوں ندائیں ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہیں۔

اللہ تعالی ہی دینے والا اور دولت مند بنانے والا ہے اور ہمارے حضور سرورانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم اللہ تعالی کے حضور دونوں جہان میں ہمارے وسیلہ ہیں اور یقینا اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے حضور وسیلہ تلاش کرو تو ہم یارسول اللہ کہتے ہیں اور اپنے رب کے حضور وسیلہ چاہتے ہیں۔

ان تین میں کا ایک بولا : تم نے وسیلہ کے معنی نہیں سمجھے اور وسیلہ کوئی مخلوق نہیں جس سے چاہا جائے وسیلہ تو یہی نیک اعمال ہیں۔ نماز، صبر اور روزہ اور زکوۃ اور حج وغیرہا عبادات وطاعات سے۔

میں نے کہا: نیک اعمال سب اعراض ہی ہیں اور یہ تمام افعال صالحہ اللہ تعالی کے نیک بندوں کی ذوات مقدسہ کے ساتھ قائم ہیں اور ان ہی کی ذوات مبارکہ سے اللہ تعالی کی تخلیق اور ان کے کسب سے صادر ہوتے ہیں توجب صالحین نیکوکاروں کے افعال اللہ تعالی کی بارگاہ قدس میں وسیلہ ہیں تو ذوات صالحین کیونکر اللہ کے دربار میں وسیلہ نہ ہوں گے ! اور یقینا اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور نیک عملوں پر ہرگز یہ اطلاق نہیں کیا جاتا کہ ان میں سے کون سا زیادہ قریب ہے اور مرجع ضمیر جمع غائب کا اس آیت کریمہ میں صرف حضرات انبیائے کرام وملائیکہ عظام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں تو ان حضرات کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کے سوا کون اقرب ہے اللہ تعالی کے حضور میں

اور حضور والا ہی حضرات انبیائے کرام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے وسیلہ ہیں اللہ تعالی کے حضور میں بس ہم اللہ تعالی کے فضل و کرم سے تمام آیات قرآنیہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم کہتے ہیں یااللہ اور ہم کہتے ہیں یارسول اللہ۔

کہنے لگے: الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہو۔

میں نے کہا: کہ ہم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ و علیٰ آلک یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور المدد یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور الغیاث یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور المستغاث یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ یارسول اللہ آپ سے شفاعت کے طلب گار ہیں۔

لاجواب ہو کر خبثاء شور مچانے لگے۔

حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشہ سنت کی خداداد صلاحیت، شوکت و عظمت، مثل ذوالفقار حیدری دشمنان خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر شدت و غلظت اور ان سب کی بنا پر چہار دانگ عالم میں شہرت اغیار تو اغیار کچھ اپنوں میں بھی حسد کی وجہ بنی۔ یہی سبب ہے کہ آپ کو بہت القابات کے ساتھ ایک لقب "محسود المعاصرین" سے بھی یاد کیا گیا۔ اپنوں کا حسد وہ شئے ہے جس کا انسان چاہ کر بھی مقابلہ نہیں کر پاتا۔ اور اس کا وجود مختلف اجزا میں بکھر جاتا ہے۔ آپ نے کبھی اپنوں کی طعن و تشنیع کا جواب نہ دیا۔ بلکہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

فقیر کے شاگرد فقیر کے مسترشد سلمہم ربہم فقیر کو جو کچھ بھی برا کہیں فقیر تو اپنے آپ کو خوب جانتا ہے کہ فقیر اس سب سے بھی زیادہ برا ہے۔ فقیر ان سب بدگوئیوں کو خلوص قلب کے ساتھ قطعاً معاف کرتا ہے۔ تم سب لوگ بھی ان باتوں کی کچھ پرواہ ہر گز نہ کرو۔

موقع کے لحاظ سے مناسب ہے کہ اس مقام پر حضور محدث اعظم ہند سید محمد صاحب قبلہ اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کا قول نقل کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"مولینا (حضور شیر بیشہ سنت) کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کو محسن کشوں سے بڑا ساتھ پڑتا رہا، مگر صلابت ایمانی کا جبل شامخ اور صبر و رضا کا یہ کوہ گراں کبھی نہ اس سے گھبرایا اور سلف صالحین کا اسوۂ حسنہ بنا رہا۔"

اور دوسرے خط میں حضور شیر بیشہ سنت فرماتے ہیں:

"کسی سنی کو مخالف نہ بناؤ۔ نہ کسی مخالف کی مخالفت کا جو سنی ہو مقابلہ کرو بس خدمات سنیت و رضویت کو ہی اپنا نصب العین رکھو۔ خدا اور سول جل جلالہ و صلی المولی تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کو غوث پاک و اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہما اپنے فضل و کرم و عون و امداد کے ساتھ دارین میں ہمیشہ ہمارے اور تمہارے ساتھ رہیں گے۔ آمین۔

یہی وجہ ہے کہ شہزادہ حضور محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید مدنی میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی دامت فیوضہم المبارکہ یوں نغمہ سرا ہوئے۔

حشمت دین متین دانائے کیف و کم ہوا

پاسبان حق ہوا اسرار کا محرم ہوا

دشمنوں پہ بن کے چمکا ذوالفقار حیدری

اور جب اپنوں میں پہنچا پیار کی شبنم ہوا

اور اگر اسی شبنم محبت کو مزید دیکھنا ہے تو حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے ان جملوں کو دیکھو۔ خود ہی پکار اٹھو گے:

ع "خدا جانے کہ کتنی خوبیاں تھیں پاک ہستی میں"

جہاں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت "اشداء علی الکفار" کے رنگ میں مشہور تھے وہیں "رحماء بینھم" کا یہ حال تھا کہ فقیر ایسے ناکارہ پر اتنی رحمت اور اتنی ذرہ نوازی فرمائی"

حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت کی ذات مرجع العلماء والعوام تھی۔ جس کا اندازہ آپ کو فتاویٰ حشمتیہ کے مطالعہ کے بعد خوب خوب ہو جائے گا۔ آپ کی مصروفیات اس قدر تھیں جس کا تجزیہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ چھ چھ ماہ تبلیغ دین حق کی بنا پر گھر سے باہر رہا کرتے تھے۔ اور رنگون و برما میں وہابیوں کے مولوی عبدالشکور کاکوروی کے فتنے کو دفع کرنے کے لئے مسلسل دو سال سے زائد احقاق حق و ابطال باطل فرما کر واپس ہوئے تھے۔ محض ٦١ سالہ زندگی میں ٢ سال شب و روز مسلسل گھر کو چھوڑ کر تبلیغ دین کرنا اسی فکر کا عندیہ تھا۔

پس مردن ہے وعدۂ دیدار
شوق جینے کا کیا کرے کوئی

ایک خط میں اپنی مصروفیات کا یوں ذکر کرتے ہیں:

عزیزی علمبردار سنیت سلمہ ربہ کا ایک طویل و مبسوط خط ساڑھے نو صفحے کا وصول ہوا۔ مجھ جیسا کاہل و کمزور وسست و بے فرصت شخص استفتاؤں کے جوابات لکھے یا بد مذہبوں بے دینوں کی خباثتوں کا رد کرے یا ضروری خطوط کے جوابات دے یا اپنے شاگردوں مسترشدوں کی ان عنایات کا تحریری شکریہ بجالائے۔ بس حضور غوثِ اعظم رضی المولی تعالی عنہ کی سرکار میں وہی عرض کرتا ہوں جو حضور اعلیٰ حضرت رضی المولی تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

تو قوت دے میں تنہا کام بسیار بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث

گھر بار بچوں سے قربت کتنی میسر آتی تھی اس خط سے اندازہ کیجئے:

"عکسری رضا شفاہ ربہ تعالیٰ کو اس وقت بھی شدید بخار ہے۔ یہ بچہ مجھ سے مانوس بھی بہت زیادہ ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ خذلھم الواحد القہار نے مجھ پر فیض آباد کچہری میں دفعہ ۱۵۳ الف دفعہ ۲۹۸ و دفعہ ۵۰۰ کے تحت جو استغاثہ دائر کیا ہے اس کی پیشی سہ شنبہ سوم ذی الحجتہ الحرام ۱۳۶۵ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۶ کو مقرر ہے مجبوری ہے ان کو اور سب اہل وعیال سلمھم ربھم کو خدا اور سول جل جلالہ وصلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم وحضور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لطف وکرم وفضل کے سپرد کر کے آج کا دن گزر کر شب کے بارہ بجے کی گاڑی پر بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم فیض آباد جارہا ہوں و حسبنا ربنا و نعم الوکیل۔"۔

ایک جانب وقتاً فوقتاً کتب ورسائل کی تالیف وتصنیف واستفتاؤں کے جوابات تو دوسری سمت ہندوستان بھر میں جلسوں جلوسوں اور مناظروں میں وہابیہ دیابنہ کفار پر عتاب پھر کچہریوں میں وہابیہ کی جانب سے دائر مقدمات پر گہری نظر ہے۔ تو مسلمانوں کے فلاح وبہبود کی بھی فکر ہے۔ یہ وہ چند گوشے ہیں جن میں ہر ایک پر اگر سوڈیڑھ سو سے زائد علماء کو لگایا جائے تو شاید اس کا عشر

عشیر نہ ہو پائے جو تنہا حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کر گئے۔ باوجود اس کے کہ یہ گوشے حضور شیر بیشۂ اہلسنت کی پوری زندگی کو محیط نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی آپ بہت سے دینی، مسلکی اور ملی امور میں سرگرم عمل رہے ہیں۔

امام عشق ومحبّت سیدنا سرکار اعلی حضرت قدس سرہٗ سے اکتساب فیض کرنے والوں میں بہت سے وہ لوگ بھی ہیں جو بعد فراغت یا جوانی کی عمر میں آئے مگر حضور شیر بیشۂ اہلسنت زمانہ طالب علمی بچپنے کے دور سے ہی آپ

کی قربت و صحبت میں رہے۔ ظاہر ہے گل سے قربت جتنی زائد ہو خوشبو اتنی ہی زیادہ حلول کرے گی۔ بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اس اعتبار سے حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت کی ذات بابرکات فضل و کمال میں ممتاز و منفرد نظر آتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت فنافی الشیخ کی اس اعلی منزل پر فائز تھے جس کی نظر آپ کو محبوب الہی حضور خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں حضرت امیر خسرو کی شکل میں نظر آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بارگاہ اعلی حضرت سے ہزار ہاانعامات خسروانہ واکرامات شاہانہ و ناز برداریوں سے مستفیض و مستفید ہوتے رہے۔

آپ کی ان عظیم قربانیوں اور احقاق حق وابطال باطل اور دین و سنیت پر مرمٹنے کے جذبۂ صادقہ کے پیش نظر اکابر واعاظم اہل سنت نے مظہر اعلیٰ حضرت و نمونہ شدت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) و اعلی حضرت (قدس سرہٗ) وغیرہ ہا جیسے مبارک القابات سے سرفراز فرمایا۔

آپ کو امام اہل سنت اعلی حضرت قبلہ نے محض ۱۹ سال کی عمر میں اپنا جانشین و خلیفہ بنا کر ہلدوانی میں اشرف علی تھانوی کے خلیفہ یاسین خام سرائی سے مقابلہ و مناظرہ کے لئے رخصت فرمایا، تو کہیں، "ولد مرافق وغليظ المنافق" جیسے القابات کے ساتھ مشرف فرمایا، کہیں اپنا رفیق سفر بنایا۔

انہیں عنایات و نوازشات خسروانہ اور تبلیغ عارفانہ کی بناپر حضور مفتی اعظم ہند جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے بھی خود اپنے مبارک قلم سے آپ کو "مظہر اعلیٰ حضرت" لکھ کر قیامت تک کے تمام حاسدین و معاندین کے منہ میں پتھر دے دیا کہ اے جاہلو! تم اس شیر حق کی عظمت و رفعت کو کیا سمجھو، یہ تمہاری محرومی ہے کہ تم نہ سمجھے، تو نا سمجھوں سے نہ سمجھو۔ ہم جیسے عارفان حق سے سمجھو کہ وہ شیر بیشۂ سنت ہیں، وہ مظہر اعلی حضرت ہیں۔

میرے والد ماجد شہزادہ شیر بیشۂ مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف حضرت علامہ مولینا مفتی محمد معصوم الرضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضور شیر بیشۂ سنت نے اپنی زندگی کے آخری عرس رضوی کے موقع پر سخت علیل اور صاحب فراش ہونے کے باوجود اپنے تمام صاحبزادگان کے ہمراہ عرس رضوی میں شرکت کے لئے بریلی شریف جانے کا ارادہ فرمایا۔ تو عزیز و اقارب و حضرت کے معالجین نے منع کیا کہ آپ کی نقاہت و علالت کسی طرح سفر کی اجازت نہیں دیتی حضرت نے نمناک آنکھوں کے ساتھ فرمایا نہیں معلوم کہ اب زندگی کے کتنے دن اور باقی ہیں کم از کم اپنی زندگی میں اپنے بچوں کو اپنے مرشد برحق کے آستانہ کی زیارت کرادوں۔ والد صاحب قبلہ فرماتے ہیں بارگاہ اعلی حضرت میں ہم لوگ اس طرح حاضر ہوئے کہ دو لوگ حضرت کو دائیں و بائیں سے پکڑے رہتے اور ہم لوگ حضرت کی انگلیاں پکڑے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اور پھر صفر المظفر کے بعد وصال سے چار ماہ قبل رمضان المبارک میں بار بار یہی فرماتے تھے کہ اب تو بس یہی تمنا ہے کہ کسی طرح مدینہ طیبہ پہنچ جاؤں، وہاں کی خاک سے شفا حاصل کر آؤں۔ اسی تمنا کی تکمیل کے لئے حضور محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو سفر کے اخراجات و ضروریات کے تعلق سے یہ خط تحریر فرمایا:

"تکیوں سے ٹیک لگا کر یہ خط بمشکل یہ دعانامہ لکھ رہا ہوں۔ دیوار یا کسی آدمی کا سہارا لے کر نماز کے فرائض وواجبات ادا کرتا ہوں، کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ حکیم (سید ایوب علی) صاحب شاید پندرہ شوال تک آسکیں۔ تفصیل کر کے لکھو کہ ہوائی جہاز سے اگر حاضری سرکار حرمین طیبین بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ارادہ ہو جائے، تو زیادہ سے زیادہ کتنے مصارف ہوں گے اور کم از کم کس تاریخ تک بمبئی پہنچنا ضروری ہوگا کہ پاسپورٹ اور انجکشن اور ٹیکے کے مراحل بھی وہیں بآسانی ہو جائیں یا کوئی صاحب طے کرادیں۔ کیا کروں۔ اب تو یہ تمنا ہے:

وہ سنگ در ہو اور یہ سر ہو اور وہ سنگ در

رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

وہاں کا جینا تو جینا ہے، اور اسلام وسنیت پر وہاں مرا تو ایسی نعمت ہے، جس پر ہزاروں زندگیاں قربان، رزقنا المولی تعالیٰ هذه النعمة الكبرى بحرمة حبيبه صلى المولى تعالىٰ عليه وآله وسلم

دوسری طرف حضرت مولینا ملک نیاز احمد صاحب علیہ الرحمہ (داماد حضور شیر بیشۂ سنت) کو یہ تحریر فرماتے ہیں:

ارادہ تھا کہ پانچ ہزار روپیے قرض حسن مل جائیں تو بحری جہازوں کی سیٹیں سب پر ہو چکی ہیں مگر ایک تیمار دار مددگار کو ہمراہ لے کر ہوائی جہاز سے حاضر سرکار ہو جاؤں۔ مکہ معظمہ میں بیر زمزم شریف کا اور سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ نبی اکرم صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم میں بیر روحاء شریف کا مبارک پانی خوب پی پی کر وہاں کی مبارک ہواؤں وہاں کی مقدس خاک سے بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم بہت ہی جلد شفائے تام کامل حاصل کروں، پھر یہاں واپس ہو کر جس قدر بھی جلد سے جلد ہو سکے بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم قرض حسن ادا کروں۔ مگر ع ...."اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

افسوس کہ سید صاحب سلمہ ربہ کو میری شامت معاصی کے سب پانچ ہزار روپے وصول کرنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور میں اس شرف سے محروم رہ گیا۔ انا للمولی سبحانہ وتعالی وانا الیہ راجعون۔آہ

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا، میں رہا جاتا ہوں

افسوس

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آساں الٰہی میر تنہائی کی

صد آہ

پر نہیں جو اڑ کر آؤں یا نبی
زر نہیں جس کو اڑاؤں یا نبی

صلی المولی تبارک وتعالیٰ علیک وعلی آلک واصحابک وابنک الغوث الاعظم واحزابک وبارک وسلم۔

والد صاحب قبلہ بتاتے ہیں کہ جب کہیں سے انتظام نہ ہو سکا تو حضور مشاہد ملت علیہ الرحمۃ الرضوان سے فرمانے لگے کہ بھیا زمین اور جائداد بیچ دو چلو اب مدینہ طیبہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہی زندگی کے باقی ایام گزاریں گے، وہی جئیں گے اور وہیں موت کا مزہ چکھ کر اس اصل زندگی سے مل جائیں گے جس

پرہزاروں زندگیاں رشک کریں۔ حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا "حضرت اور یہ جو آپ کا اتنا عظیم کتب خانہ ہے اس کا کیا ہوگا؟" فرمایا کتابیں علماء میں تقسیم کردو پھر کچھ یاد آتے ہی تڑپ کر معافرمایا مگر میرے مرشد برحق امام اہل سنت اعلی حضرت قدس سرہٗ کی کتابیں ساتھ رکھ لینا کہ اس میں سب مل جائے گا۔ اتنا فرما کر زار و قطار رونے لگے۔

جامی رو داز چشم ما جلوہ نما بہر خدا

جان ودلم ہر دو فدا جاناں توئی جاناں توئی

اور پھر ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ علی الصبح حضور مشاہد ملت کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میرے بعد باقی بچوں کو دین ہی کا خادم بنانا، میرے وصال کے بعد دنیائے وہابیت و دیوبندیت یہ کہنے نہ پائے کہ ایک رضا کا شیر تھا چلا گیا بلکہ کہے کہ ایک گیا تو چھ کو ہم پر مسلط کر گیا۔ اور بہت سی وصیتیں و نصیحتیں کرنے کے بعد آنکھیں بند کر کے خاموشی اختیار فرمائی۔ مگر ہونٹ بدستور ہل رہے تھے۔ حضور مشاہد ملت نے لبوں کے پاس کان کئے تو یسین شریف تلاوت فرما رہے تھے۔ ایک عجیب سماں تھا جس کو بیان کرنے سے زبان و قلم قاصر ہیں۔ قریب ۱۰ بج کر ۲۰ منٹ پر لبوں کی حرکت یکسر موقوف ہوگئی۔ شاید وہ یسین شریف کی تکمیل کا وقت تھا۔ حضور مشاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے نبض پر ہاتھ رکھا تو علم و فضل کا وہ آفتاب و ماہتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو چکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ہر آنکھ نمناک تھی تو ہر دل غمزدہ تھا۔ بقول حضرت پاسبان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان:

مسند رازی غزالی آج سونی ہو گئی

ان کی ہر ہر بات کا وہ نکتہ داں جاتا رہا

اہل سنت کا امیر کارواں جاتا رہا

مظہر احمد رضا سوئے جناں جاتا رہا

آپ نے تحریرا وہ نقوش چھوڑے جو تا قیام قیامت اہل سنت کو راہ نجات اور وہابیوں دیوبندیوں مرتدوں پر سنگ و حجر کی برسات کرتے رہیں گے۔

آج بھی آپ کے مزار پاک کے احاطے میں لگی تختی پر نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کا یہ شعر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے روحانی فرزندی کی بارگاہ کے یوں آداب سکھلاتا ہے۔

آنے والے آ مگر آ باادب ہوشیار باش

یہ متاع اہلسنت کا مزار پاک ہے۔

بات بہت طویل ہوگئی۔ باوجود اس کے عنان قلم روکے نہیں رکتا ہے۔اور کیوں رکے کہ ان جانثاروں کی حیات طیبہ کا بیان بھی عبادت ہے جو اپنی پوری متاع حیات اہل سنت ہی پر خرچ کر گئے اور یہی درس دیتے رہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کفار و مرتدین سے منہ موڑ لے ان کفار و مرتدین کا ساتھ چھوڑ کر سچا سنی مسلمان ہولے۔اپنی ہڈی بوٹیوں کو ہمیشہ کے بھڑکتے ہوئے جہنم سے ہمیشہ کے لئے بچالے، کفار و مرتدین کے کفری سائے سے نکل کر مصطفٰے پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دامن کرم کے سایۂ رحمت میں پناہ لے۔

پیارے حبیب کو پکار پیارے نبی کا نام لے

دامن مصطفٰے میں آ پائے رسول تھام لے

دعا ہے کہ مولی تبارک وتعالی اپنے حبیب رؤف ور حیم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کے صدقے وطفیل اس مجموعہ خطوط کو ہر دو خاص وعام میں مقبول فرمائے۔ اور ہمیں بزرگان دین کے مسلک ومشرب پر گامزن فرمائے اور جمیع فرقہائے باطلہ وہابیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں، قادیانیوں، صلح کلیوں وغیرہ ہم کے مکروشر وکید وفتنوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین

فقیر گدائے بارگاہِ مشاہد محمد فاران رضا خاں حشمتی غفرلہ القوی

نائب صدر المدرسین الجامعتہ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم گونڈہ۔

شان مظہر اعلیٰ حضرت

از- حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت سرکار شیر بیشۂ اہل سنت کی ذات ستودہ صفات سے کون واقف نہیں۔ وہ اپنے وقت کے مقتدر علمائے دین میں سے تھے۔ ان پر کچھ لکھنا یا کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مثل ہے۔ ان کی حیاتِ طیبہ کا ہر لمحہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف تھا۔ جنھوں نے خلوص وللہیت کا پیکر بن کر دین حنیف کی وہ بیش بہا خدمت انجام دی جسے رہتی دنیا یاد رکھے گی، وہ اپنے اندر اوصاف علمیہ وعملیہ کی وہ جامیعت رکھتے تھے کہ ان سب کا اجتماع ایک ذات میں شاید و باید کہیں پایا جاتا ہو۔ بہتوں نے انھیں ایک مناظر کی حیثیت سے جانا مگر حق یہ ہے کہ وہ بیک وقت ایک ماہر و تجربہ کار مدرس بھی تھے اور مفسر بھی، ایک مایۂ ناز محدث بھی تھے اور فقیہ بھی، وہ اپنے وقت کے امام المنطق بھی تھے اور امام الفلسفہ بھی، وہ ایک عظیم مصنف بھی تھے اور مقرر بھی۔ خیال رہے کہ یہ صرف لفظوں کی رنگینی نہیں بلکہ امر واقعی اور حقیقت نفس الامری ہے۔ آیئے ہم آپ کے سامنے اجمالاً چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور علومِ عقلیہ:

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت صرف ایک مناظر ہی نہیں بلکہ اپنے وقت کے امام المعقولات تھے، ان کے علوم عقلیہ کا جلوہ دیکھنا ہو تو سنبھل کا مناظرہ یاد کیجیے۔ جب دیوبندی مناظر نے سرکار کے علم پاک کو گھٹانے کے لئے یہ آیت پڑھی، (إِنَّ ٱلسَّاعَةَ ءَاتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا)

اور کہا کہ اللہ نے ان میں مطلق اخفافرمایا۔ تو حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا کہ آیت میں مطلق اخفاء مراد یا اخفاء مطلق، اور مطلق اخفاء اور اخفائے مطلق میں کیا فرق ہے؟ مطلق اخفاء موجبہ جزئیہ کو اور اخفاء مطلق موجبہ کلیہ کو چاہتا ہے یا نہیں؟ آیت کریمہ میں اگر آپ مطلق اخفاء مراد لیں گے تو مطلق اخفاء چونکہ موجبہ جزئیہ کو چاہتا ہے لہٰذا آیت کا موجبہ اس طرح بنے گا "بعض الزمان اکاد اخفی فیه الساعة" یعنی کچھ زمانہ تک میں قیامت کو چھپانا چاہتا ہوں۔

اور اگر آیت میں اخفائے مطلق مراد لیں تو موجبہ کلیہ اس طرح بنے گا کہ "کل زمان اکاد اخفی فیه الساعة" یعنی ہر وقت و زمانہ میں قیامت کو چھپانا چاہتا ہوں۔ اور قیامت قائم ہو گی اس وقت تمام مخلوق پر قیامت ظاہر ہو گی یا نہیں؟ ظاہر ہو گی اور یقیناً ظاہر ہو گی۔ اور اخفائے مطلق مراد لینے کی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ کسی زمانہ کسی وقت قیامت ظاہر نہ ہو گی۔ اور یہ معنی غلط ہے۔ تو آیت میں اخفائے مطلق مراد لینا غلط ہوا۔ اور جب اخفائے مطلق مراد لینا غلط ہوا تو مطلق اخفا مراد لینا صحیح ہوا۔ اور یہی مراد ہے۔ تو اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ اللہ نے کچھ زمانہ تک قیامت کے علم کو چھپایا اور یہ معنی بالکل صحیح ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے کہا اب بولو تمھیں کیا اعتراض ہے؟ وہ دیوبندی اعتراض کیا کرتا کیا معلوم اس سے پہلے اس نے اخفائے مطلق و مطلق اخفاء سنا تھا یا نہیں؟ ایسا لگا جیسے یہ باتیں سب اس کے سر سے نکل گئیں۔ کیوں کہ اپنی جوابی تقریر میں اس نے اس پر کچھ نہیں کہا صاف دامن بچا کر نکل جانے میں بھلائی سمجھی۔ ع

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث و رضا کا

یہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ معقولات سب پڑھتے پڑھاتے ہیں مگر عام طور پر عرصۂ دراز سے سلسلۂ درس و تدریس منقطع ہونے کے بعد یاد رہ جانا مشکل کام ہے۔ اور اگر یاد بھی ہے تو بر محل اس طرف تبادر ذہن ہونا اور اس سے استدلال و استشہاد کتنا مشکل کام ہے۔ مزید برآں دو چار لوگوں کے بیچ نہیں

بلکہ باطل کے سامنے میدان مناظرہ میں تو کہنا ہی کیا ہے کہ کتنا مشکل اور اہم ہے۔ مگر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیوں کہ ان کے ساتھ تو تائید غیبی، روح القدس سے مدد، غوثِ اعظم اور اعلیٰ حضرت کی عنایتیں ہوتی تھیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور علم تفسیر:

حضور مظہر اعلیٰ سرکار شیرِ سنت کی نظر تفاسیر پر کتنی گہری اور کیسی مظبوط تھی اس کو جاننے کے لیے مناظرۂ سنبھل کا مطالعہ کریں۔ جس وقت دیوبندی مناظر نے سرکار سے علم ماکان و ما یکون کی نفی کرنے کے لیے یہ آیت کریمہ (وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا ٱلْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۔ قُلْ إِنَّمَا ٱلْعِلْمُ عِندَ ٱللَّهِ وَإِنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٌ مُّبِينٌ) پیش کی اور کہا کہ میں چھ آیتیں پیش کر چکا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مولوی صاحب کوئی نصِ قطعی پیش کریں؟ شیر سنت نے فرمایا کہ نص قطعی کے لیے بہت بے چین ہو۔ لو نصِ قطعی سن لو" (وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُؕ-وَ كَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے اس آیت کے تحت تفسیر جلالین کی یہ عبارت پیش کی "من الاحکام و الغیب" اس کے بعد فرمایا کہ رہی وہ آیت جو آپ کی مستدل ہے اس کے اپنے دعوی پر مستدل بنانے سے پہلے تفاسیر کا مطالہ کر لیا ہوتا تو شاید یہ غلطی نہ کرتے کہ دعوی کچھ اور دلیل کچھ اور۔ تفسیر کبیر خازن تفسیر متدارک تفسیر نیشاپوری وغیرہ کسی نے علم ذاتی کی نفی کی کسی نے علم بے واسطہ کی نفی کی، کسی نے علم استقلالی کی نفی کی۔

دیکھ رہے ہیں تفسیرات پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کی کیسی عمیق نظر ہے۔ خود پیش کی ہوئی آیت پر نہیں بلکہ مقابل کی پیش کردہ آیت کے ماتحت اتنے حوالجات اور اتنی تفسیریں پیش کر کے مقابل کا رد کر دینا کہ تقریب تام نہیں اس آیت کا وہ معنی نہیں جو تم سمجھ رہے ہو مفسرین نے اس آیت کا یہ معنی بتایا ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کی کیسی عمیق نظر تفاسیر پر تھی۔

اسی پر بس نہیں آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

جب دیوبندی مناظر کی باری آئی اس نے شیر سنت پر معارضہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی پیش کردہ آیت "و علمک مالم تکن تعلم الخ" اگر یہ علم محیط ثابت کرنے کے لیے کافی ہے تو کہیں آپ کفار کے لیے علم غیب نہ ثابت کر دیں۔ کیوں کہ ایسے ہی الفاظ قرآن عزیز میں یہود کے لیے بھی وارد ہیں۔ و علمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰباء کم۔

شیر بیشۂ اہل سنت نے جوابی تقریر میں فرمایا کہ میں نے اپنے موقف پر جو آیت " و علمک مالم تکن تعلم " پیش کی تھی اور اس سے جو معنی مراد لیا تھا اس پر تفسیر جلالین کی یہ عبارت "من الاحکام و الغیب" پیش کی تھی کہ اس آیت سے جو معنی مراد لیا وہی معنی علامہ محقق و مدقق جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی مراد لیا ہے۔ اب اگر تمھاری پیش کردہ آیت "علمتم مالم تعلموا" میں کسی مفسر نے یہود کے لیے علم غیب ثابت کیا ہو تو پیش کرو۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک ہی تفسیر پیش کرو۔ رہی ہماری مستدل آیت تو اس وقت میں نے تفسیر جلالین شریف کا صرف ایک حوالہ پیش کیا تھا اب آیئے دیکھیے اسی آیت کے تحت اور مفسرین نے کیا کہا ہے۔

تفسیرِ بیضاوی: خفیات الامور اومن امور الدین والشرائع۔

تفسیر مدارک: من امور الدین والشرائع و من خفیات الامور و ضمائر القلوب۔

تفسیر خازن: و قیل علمک من علم الغیب ما لم تکن تعلم و قیل معناو علمک ومن خفیات الامور و اطلعکم علم ضمائر القلوب۔

ماقبل میں پیش کردہ تفاسیر سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شیر بیشۂ اہل سنت کتنے عظیم مفسر ہیں اور ہمہ وقت کتنی تفاسیر پر ان کی عمیق نظر ہوتی ہے۔ شیر بیشۂ اہل سنت کی یہی وہ قاہرانہ ضربیں ہیں جن سے گستاخان خدا و رسول کی کھوپڑیاں ہمیشہ لہولہان رہی ہیں۔ اور دلائل و براہین کی ایسی سینکڑوں مثالیں جو برجستہ طور پر میدان مناظرہ میں نازل ہونے سے حریف کی ہزیمت و شکست کا سبب بنتی رہی ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اور تفقہ فی الدین:

احکام شریعہ کے علم حاصل کرنے کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں اس کے متعلق یوں حکم موجود ہے کہ (فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍۢ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌۭ لِّيَتَفَقَّهُوا۟ فِى ٱلدِّينِ)

تو کیوں نہ کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔اللہ عزوجل یہ نعمت عظمٰی و کبریٰ اسی کو عطا کرتا ہے جس سے بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ اللہ عزوجل نے سرکار شیر بیشۂ اہل سنت کو اس نعمت سے بھرپور نوازا تھا۔ ایک فقیہ کے لیے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً تفسیر، حدیث فقہ، کلام تاریخ، سیر، معانی، بیان وغیرہ۔ ان میں مہارت کافی، ذہن صافی، نظر وافی، ان سب کے ساتھ شرط اعظم توفیق من اللہ حاصل تھی۔اس اجمالی تقدیم میں سرکار شیر بیشۂ اہل سنت کی تفقہ فی الدین کی بھی ایک اخصر جھلک پیش کرتے ہیں۔

اس وقت کو یاد کیجیے جب زیارت حرمین طیبین کے لیے تشریف لے جاتے ہوئے جہاز میں منظور سنبھلی مناسک حج کے متعلق ایک مسئلہ لے کر آیا اور کہا کیا اعلیٰ حضرت نے مناسک حج میں کوئی رسالہ تحریر فرمایا ہے؟ شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا ہاں اس کا تاریخی نام "انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ" ہے۔ منظور نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے ہندیوں کے لیے احرام باندھنا کہاں سے لکھا ہے؟ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا

محاذات **یلملم** سے۔ جیسا کہ تمام فقہانے فرمایا ہے۔ منظور نے کہا مگر ملا علی قاری (علیہ الرحمہ) نے تو لکھا ہے کہ جو حاجی میقات سے نہ گزرے وہ جدہ سے احرام باندھے؟

شیر بیشۂ اہل سنت: مگر ہم ملا علی قاری کے مقلد نہیں ہیں تمام آئمۂ حنفیہ کی تصریحات کے خلاف ایک اکیلے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا تفرد ہم کیوں کر تسلیم کر سکتے ہیں؟ ملا علی قاری تو ملا علی قاری، ہم تو آئمۂ مذہب کے نصوص کے مقابل امام ابن ہمام بلکہ امام طحاوی کے تفردات کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔

منظور: مگر یلملم تو جہاز سے ہم کو نظر نہیں آتا پھر اس کے محاذات ہم کو کیوں کر معلوم ہو؟

شیر بیشۂ اہل سنت: جہاز والے اطلاع دیتے ہیں۔

منظور: جہاز والوں کو **یلملم** دکھائی نہیں دیتا پھر ان کا کہنا کیونکر معتبر؟

شیر بیشۂ اہل سنت: ان کے سامنے نقشہ، قطب نما، گھڑی، تینوں چیزیں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔ نقشے کا قطب نما کا اور گھڑی کا اعتبار نہ کیا جائے تو جہاز کا سفر ہی دشوار ہو جائے۔ کہیں کا کہیں چلا جائے۔

منظور: مگر جہاز والے تو کافر ہوتے ہیں پھر ان کی خبر کیونکر معتبر؟

شیر بیشۂ اہل سنت: دیانات میں معتبر نہیں مگر امورِ دنیا میں تو معتبر ہے۔ جیسا کہ کتبِ فقہ میں مصرح ہے کہ "خبر الكافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات"۔

منظور: مگر احرام باندھنا تو امور دینیہ سے ہے؟

شیر بیشۂ اہل سنت: احرام باندھنا ضرور امورِ دینیہ سے ہے لیکن جہاز کا **یلملم** کے محاذی آجانا تو ایک دنیاوی خبر ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کی تصنیفات و تالیفات:

سرکار شیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مسلسل مناظروں میں مشغول رہنے کے بعد بھی نکات اعداء وحمایت شرع متین کی غرض اہم تصنیفات و تالیفات کے لیے بھی وقت نکالا۔ اور فرقِ باطلہ و عاطلہ کے رد میں ایسی تصانیف رفیعہ وعظیمہ و تالیفاتِ جلیلہ قوم وملت کو دیں کہ آپ دیکھتے ہی پکار اٹھیں آگے

وہ سورج چھپ گیا موجود ہے اس کی کرن اب بھی

معطر حشمتی پھولوں سے ہے باغِ سنن اب بھی

جب جب جس فتنے نے سر اٹھایا خواہ وہ دیوبندیوں کی طرف سے یا صلح کلی مولویوں کی طرف سے، سرکار مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے تقریر او تحریر ادونوں کا رد بلیغ فرمایا۔ اور متلاشیان راہ حق کو صراطِ مستقیم کی رہبری فرمائی۔ انھیں تصنیفاتِ قاہرہ و تحریراتِ باہرہ میں سے کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) جس وقت تھانوی نے حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارات سے متعلق مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے ایک تحریر "تغیر العنوان" کے نام سے شائع کرائی۔ سرکار شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کے رد میں "قہر واجدیان بر ہمشیر بسط البنان "لکھ کر اس کے مغالطہ کو ھباء منثورا کر دیا۔

(۲) جب "حسام الحرمین" شریف کی قاہرانہ ضربوں سے وہابی دیوبندی زخمی ہو گئے تو حسام الحرمین شریف سے متعلق یہ افواہ پھیلائی کہ عرب شریف کے علماء اردو زبان سے واقف نہیں ہیں۔ حرمین شریفین میں تو عربی زبان بولی لکھی جاتی ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت نے جو استفتاء علمائے حرمین کی بارگاہ میں پیش کیا اس کا جواب علمائے حرمین نے دے دیا۔ وہابیوں دیوبندیوں کے اس عیارانہ مکر وفریب کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکتے ہوئے سرکار شیر بیشۂ اہل سنت نے "الصوارم الهندیه علی مکر الشیاطین الدیوبندیه"

تحریر فرمائی اور غیر منقسم ہندوستان کے دور ودراز خطوں سے دو سواڑ سٹھ علمائے کرام ومفتیان عظام کی تائیدات و تصدیقات حاصل کر کے شائع فرمادیں۔

(۳) اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی اور آپ کی نہایت عظیم اور یادگار تصنیف جس کا نام "رادالمهند علی النهیق الانبیٹھی المفند" ہے۔ جس میں آپ کی شانِ رہبری کے جلوے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ وہابیوں دیوبندیوں کے بہت بڑے پیشوا و مقتدا مولوی خلیل احمد انبیھٹوی نے حسام الحرمین شریف کے خلاف ایک کتاب بنام "المهند علی المفند" شائع کی۔ اسی المهند کے رد میں حضور شیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت نے "ردالمهند" تصنیف فرمائی۔ جس میں مولوی خلیل احمد انبہٹوی کی مکاریوں عیاریوں چالبازیوں کی وہ دھجیاں بکھیریں ہیں جن کو پڑھ کر آپ حیران ہو جائیں گے۔ اور ایمان میں تازگی آجائے گی۔

(٤) جب دیوبندیوں نے منظور سنبھلی کے نام سے "سیف یمانی" نام کی ایک کتاب شائع کی جس میں مکر و فریب کا سہارا لیتے ہوئے دیوبندیوں نے عوام مسلمین کو گمراہ کرنا چاہا تو سرکار شیر بیشۂ اہل سنت نے اس کے رد میں "سیفِ خداوندی برد بروہابی دیوبندی" کے نام سے ایک مفصل و مدلل کتاب قوم کو عطا فرما کر اسلامیان ہند کی رہبری کا حق ادا فرمایا۔

(٥) مسلم لیگ کا فتنہ رونما ہوا اور یہ ایسا خطرناک فتنہ تھا جس کا سامنا کرنا ہر ایک کے بس کا کام نہ تھا یہ وہی کر سکتا تھا جس کی پشت پناہی تائید ربانی کر رہی ہو۔ اور روح القدس سے جس کی مدد ہو رہی ہو۔ کیوں کہ ما قبل احقاق حق اور ابطال باطل کا جو جلوہ آپ نے دیکھا وہ دیوبندیوں وہابیوں کے مقابلے میں تھا۔ مگر اب مرتدین کے مقابلے میں نہیں بلکہ اہل سنت کے اکابر کہلانے والوں کے مقابلے میں احقاق حق اور ابطال باطل کا مسئلہ تھا۔ کل سامنے اشر فعلی تھانوی تھا۔ آج سامنے علمبردارِ اہل سنت کہلانے والے ہیں۔ کل سامنے رشید گنگوہی تھا اور آج گروہ اہل سنت کے مقتدا اور رہبر کہلانے والے سامنے ہیں۔ مگر واہ رے مظہرِ اعلیٰ حضرت! تا قیامِ قیامت اللہ آپ

کی قبر پر نور ورحمت کی بارش فرمائے، بلاخوف لومۃ لائم، ساتھی ومعاون کی پراوہ کیے بغیر اس مرد مجاہد نے وہ کام کیا جو ایک عالمِ دین کا فرض مذہبی وکارِ منصبی وبجا آوری حکم خدا اور رسول ہوتا ہے۔ یعنی "ستر باادب سوالات دینیہ ایمانیہ "اور" مظاہر الحق الا جلیٰ"اور"اجمل انوار الرضا" جیسی کتابیں لکھ کر مسلم لیگ کارد بلیغ فرمایا۔ اور احقاق حق اور ابطال باطل کا وہ جلوہ دکھایا کہ رہتی دنیا انھیں یاد رکھے گی۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے اسی جذبے اور ولولے کو دیکھ کر شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں کہ:

جس بات کو انہوں نے حق جانا اس کے اعلان اور جسے باطل جانا اس کے رد وابطال میں کبھی انھوں نے اس کی پرواہ نہ کی کہ میرا ساتھی کوئی اور ہے یا نہیں، شیر نیستاں کی طرح یکا وتنہا دھاڑتے گرجتے اور ایوان باطل میں تہلکہ ڈالتے رہے۔ ساتھی کی کیا پرواہ کرتے! موذی کی ایذا رسانی، حاسدین کی ریشہ دوانی، ملامت گروں کی شدید ملامت نے بھی کبھی ان کے قدم میں نہ ادنیٰ لرزش پیدا کی اور نہ بود یہ کنایہ ابہام آنے دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضر تشیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت اس شعر کے مصداقِ حقیقی تھے

توحید تو یہ کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے۔

گفتگو آپ کی تصانیفِ مبارکہ سے متعلق چل رہی تھی۔ مذکورہ تصانیف کے علاوہ آپ کی اور بھی متعدد بے شمار عظیم اور معرکۃ الآرا کتب و تصانیف و تحریرات منظر عام پر آئیں۔ جن کا اس مختصر مضمون میں احاطہ کرنا موجب تطویل ہوگا۔ غرضیکہ جس وقت جو بھی فتنہ اٹھا آپ نے اس وقت اس فتنہ کا تقریراً تحریراً شدید تعاقب فرمایا۔ اور ان فتنوں کا سد باب کیا آمد بر سرِ مطلب!

مسلم لیگ کے فتنے کے بعد سیرت کمیٹی کے فتنے نے جنم لیا۔ جن کے بانیوں اور ماننے والوں کے نظریات وخیالات اور جن کا خاص مقصد ہندو و مسلم اتحاد، اور کفار و مشرکین سے دلی محبت، موالات قائم کرنا،

مسلمانوں کو ہندؤں کا مطیع و منقاد اور غلام بنانا، محرمات شرعیہ کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانا وغیرہ تھا۔ سیرت کمیٹی اپنے ان خیالات فاسدہ کو بڑے شد و مد سے پھیلا رہی تھی۔ سرکار شیر بیشۂ اہل سنت نے اپنے فرضِ منصبی کا مکمل احساس کرتے ہوئے قلم اٹھایا۔ اور زیرِ نظر کتاب "راز سیرت کمیٹی" تحریر فرما کر انھیں "حجارة من سجیل" اور "کعصف ماکول" کا مزہ چکھا دیا۔ سیرت کمیٹی سرکار شیر بیشۂ اہل سنت کے دور میں ایسے ہی تھی جیسے اعلیٰ حضرت کی حیات مبارکہ میں خلافت کمیٹی تھی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت سرکار قدس سرہ خلافت کمیٹی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"مشرکوں سے وداد و اتحاد قطعی حرام اور ان سے اخلاص دلی قطعی کفر ہے۔ قال تعالیٰ:

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاؕ-لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وَلَوْ كَانُواْ يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلنَّبِيِّ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ

تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک کیا ہی بری ہے وہ چیز جو خود انھوں نے اپنے لیے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا۔ اور اگر اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد و وداد، محبت و موالات نہ مناتے۔ مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمان الٰہی سے نکلے ہوئے ہیں۔

یہ اعلیٰ حضرت سرکار نے خلافت کمیٹی کے متعلق قرآن پاک کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔ اب سیرت کمیٹی کے متعلق مظہر اعلیٰ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں کتاب "راز سیرت کمیٹی" میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز سیرت کمیٹی اور خلافت کمیٹی میں کیسی یکسانیت ہے؟ ذرا دیکھیے!

سیرت کمیٹی در حقیقت خباثت کمیٹی ہے حسبِ فرمانِ شریعت مطہرہ ضلالت کمیٹی اور بحکمِ قرآن عظیم لعنت کمیٹی اور بلحاظِ نتیجہ ردت کمیٹی اور عند التحقیق اپنے چہیتے ماں باپ خلافت کمیٹی و ندوہ کی لاڈلی بیٹی ہے۔ اس کا

مقصدِ وحید خود اسی کی زبانی سنئے۔ ضمیمہ اخبار "ایمان" نمبر ۱۶ جلد ۳ بابت جولائی ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۳، ۲ پر ہے:

تحریک یوم النبی کا پروگرام یہ ہے ۱۲ ربیع الاول کو تمام دنیا کے شہروں میں عظیم الشان جلوس نکالے جائیں اور شاندار جلسے کیے جائیں۔ تمام فرزندان اسلام اپنے مذہبی سیاسی ذاتی اور مقامی اختلاف کو ترک کر کے اپنے آقا و مولی کے احترام میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں.......اور جلسوں کی کامیابی کا واحد معیار یہ ہے کہ حاکم و محکوم اچھوت و برہمن رنگ و نسل اور ملک و زبان کی تمام تفریق و تمیز اٹھا دی جائے اور تمام قومیں اخوت اور مساوات کے دعوے سے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور سیرتِ نبی پر تقریر کریں۔

مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے سیرت کمیٹی کی اس عبارت ملعونہ کو نقل کرنے کے بعد جو رد بلیغ اور احقاق حق اور ابطال باطل کا جو فرضِ منصبی ادا کیا وہ قابل دید ہے۔ شیر سنت نے جو فرمایا اس کا مختصر طور پر ماحصل یہ ہے کہ سیرت کمیٹی کے ان جلسوں کا صرف یہی مقصود ہے کہ وہابیہ دیابنہ جنھوں نے سرکار کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دی، جنھوں نے سرکار کے علم پاک کو شیطان کے علم سے کم بتایا جنھوں نے خاتم النبیین کے معنٰی کی تحریف کی، جنھوں نے خدا کو جھوٹا کہا، روافض جن کا کفری عقیدہ یہ کہ قرآن عظیم ناقص ہے اہل بیت انبیاء سے افضل ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بتانے کے بعد دیکھئے کیا لکھتے ہیں، خاص شیر سنت کے الفاظ ملاحظہ کریں:

"الغرض سب مرتدین و کفارِ ملاعنہ جو مدعیانِ اسلام ہیں اور مسلمانانِ اہل سنت جو بحمد اللہ تعالی تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں یہ سب اپنے جملہ مذہبی اختلافات کو بھول جائیں اور باہم سب مل کر ایک ہو جائیں۔ اسی خبیث عبارت میں کیسا واشگاف کہا کہ سیرت کمیٹی کے ان جلسوں میں مسلمان اور ہندو بھنگی اور چمار

سب اس طرح جمع ہوں کہ باہم کچھ فرق اور پہچان نہ رہے۔ اور صورت و شکل ولباس کے اعتبار سے کچھ بھی پتہ نہ چلے کہ کون مسلمان ہے کون ہندو۔ اہل جلسہ امتیاز نہ کر سکیں کہ سیرت کمیٹی کا لیڈر ہے یا چمار۔

سیرت کمیٹی کا مقصد بیان کرنے کے بعد اس پر حکم شرعی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : "اور بحکمِ شریعت مطہرہ یہ باتیں سخت اشد حرام وگناہ وناجائز ہیں انکا مرتکب فاسق وفاجر اشد گنہگار مستحق غضب جبار ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے (وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ) اور تم ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمھیں آگ چھوئے گی اور رب فرماتا ہے "و من یتولھم منکم فانه منھم" یعنی اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بیشک وہ انھیں میں سے ہے۔

اب اس کتاب مستطاب پر مزید کیا تبصرہ کیا جائے، بس یوں سمجھئے کہ علم وفضل کا ایک آفتاب جلوہ نما ہے۔ جس کے انوار وتجلیات سے کتنے حامیان اسلام مثل ماہ ونجوم روشن وتابناک ہوتے ہیں تو کتنے کفار ومرتدین مثل حشرات الارض جل جل کر بھن بھن کر دم توڑ رہے ہیں اور توڑتے رہے گیں۔

لهم فی الدنیا خزی و لهم فی الآخرة عذاب الیم ۔ و آخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمین و الصلاة والسلام علیٰ حبیبه الکریم و علی آله و صحبه اجمعین ۔

سلسلۂ مناقب

حضور محبوب ملت علامہ مفتی محبوب علی خاں قادری رضی المولیٰ عنہ

نائب شیر خدا ہیں حضرت حشمت علی
دلبرِ غوث الوری ہیں حضرت حشمت علی

زبدۂ اہلِ وفا ہے حضرت حشمت علی
مظہرِ احمد رضا ہیں حضرت حشمت علی

چشمِ مومن کی ضیا ہیں حضرت حشمت علی
قلب مسلم کی جِلا ہیں حضرت حشمت علی

ناصر دین خدا ہیں حضرت حشمت علی
رہبرِ راہ ہدیٰ ہیں حضرت حشمت علی

اعلیٰ حضرت نے جنہیں روحانی بیٹا کرلیا
وہ فیوضات رضا ہیں حضرت حشمت علی

خلد میں داخل ہو رضواں نے کہا جا کر انہیں
عبد عبد المصطفیٰ ہیں حضرت حشمت علی

ہے محبؔ قادری بھی اُن کا ہی ادنیٰ گدا
آپ جن کے دلرُبا ہیں حضرت حشمت علی

شیخ المشائخ حضرت سید چندا حسینی رضی المولیٰ عنہ

رہبر دیں پیشوائے سنیاں حشمت علی
آگئے وہ شیر حق اپنے یہاں حشمت علی

اسوۂ فاروق اعظم مظہر احمد رضا
حشمت شیر خداوند جہاں حشمت علی

حامیٔ اسلام و سنت ہند میں بعد رضا
کاسرِ ہر کفر و بدعت بے گماں حشمت علی

ہے گلِ صد برگ جس میں کوئی اخفا ہی نہیں
بوستان سنیت میں دلستاں حشمت علی

ہے وہ مشہور زمانہ طول و عرض ہند میں
عالمان دین حق ہے بے گماں حشمت علی

اہل سنت پر توجہ تیری جو مبذول ہے
آشکارا ہے عیاں راچہ بیاں حشمت علی

تیرے بھائی حامیٔ حق جو رضا کے ہے محب
وہ رہیں با فتح و نصرت ہر زماں حشمت علی

ہو مبارک سنّیوں از فضل اللہ و نبی
جلوۂ زیبائے حقانی آں حشمت علی

جو تمنّا دینی اک مدت سے تھی پوری ہوئی
آپ کے آنے سے وہ اے مہرباں حشمت علی

شکریہ اس کا ادا کرتے ہیں سچے دل سے ہم
نائب غوث الوری اے عالی شاں حشمت علی

نذر والا کے لئے صدق و محبت کا یہ ہار
ہو قبول اب لائے ہیں ہم سنیاں حشمت علی

ہے دعا صوفیؔ کی یہ فضل خدا سے بار بار
جلوہ پھر ہوتا رہے تیرا یہاں حشمت علی

اطیب العلماء مفتی محمد طیب صاحب قبلہ قادری نوری رضی المولیٰ عنہ

حمد خالق کو دی اس نے ہمیں فتح و ظفر
شرم سے جھک گئی ہر دیوبندی کی نظر

مل گیا مٹی میں ان کا آج سارا طمطراق
تاج نصرت حضرت بوالفتح کے سر دیکھ کر

عید سے بڑھ کر مسرّت سنّیوں سے ہیں عیاں
لائے ہیں ہم بھی مبارک باد کا زریں گہر

یوں ہی دے ہر اہل سنت کو ظفر اے کارساز
خوب شق ہوتا رہے ہر دیوبندی کا جگر

اس خوشی میں آج طیبؔ اس قدر مسرور ہے
نام سے نصرت کے اس کا سر ہے گویا عرش پر

اسم فاتح پڑھ لو ہر مصرع کے پہلے حرف سے
اور سن فتح مبیں ظاہر ہے پچھلے حرف سے

پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

بزم ادب کا شمع فروزاں نہیں رہا
چرخ ہنر کا مہر درخشاں نہیں رہا

وہ پیشوا و عالم ذیشاں نہیں رہا
سچ پوچھئے تو فاضل دوراں نہیں رہا

جو آبرو تھا قوم کی اور سنیت کی لاج
کیا کیجئے کہ آج وہ انساں نہیں رہا

لرزاں تھی جس کے نام سے بنیاد کفر کی
وہ مرد حق شناس مسلماں نہیں رہا

برسا تھا جھوم جھوم کے جو کشت دین پر
افسوس کے وہ ابر بہاراں نہیں رہا

وہ جسکی ہر صدا میں محبت کا درد تھا
وہ دست سنیت کا حدی خواں نہیں رہا

جسکی گرج سے دیو کے بندے دہل گئے
اب وہ ہمارا شیر نیستاں نہیں رہا

اب درد و غم کا کس کو معالج بنایئے
وہ چارہ ساز حال پریشاں نہیں رہا

جینے کو جی رہے ہیں مگر کچھ نہ پوچھئے
اب رونق حیات کا ساماں نہیں رہا

اے کاش کوئی دیکھے نظامی کا حال زار
دامن ہے چاک چاک گریباں نہیں رہا

دیگر از علامہ نظامی

جانِ تفسیرِ حدیث دیگراں جاتا رہا

بزمِ رضویت کا وہ روح رواں جاتا رہا

پاسبان دین وملت اے امیرِ کارواں

تو گیا یا سنیت کا راز داں جاتا رہا

بادلوں کا گھن گرج شمشیر کی للکار تھا

ہائے تو کیا اٹھ گیا کوہ گراں جاتا رہا

حامدؔ و امجدؔ و نعیمؔ و مصطفیٰؔ کا لاڈلا

گلشنِ احمد رضاؔ کا باغباں جاتا رہا

اشرفیؔ رضویؔ نظامیؔ قادری سب رو پڑے

کیوں نہ ہو ماتم بپا پیر مغاں جاتا رہا

اپنی حق گوئی سے جو دشمن کا سینہ چیر دے

سچ تو یہ ہے وہ ہمارا ترجماں جاتا رہا

مسند رازیؔ غزالیؔ آج سونی ہو گئی

ان کی ہر ہر بات کا وہ نکتہ داں جاتا رہا

اپنے بیگانے بھی کہتے ہیں تیری موت پر

بوحنیفہؔ کی فقہ کا راز داں جاتا رہا

جس کے نقشِ پاپہ جھکتی تھی نگاہیں عشق کی

وہ قدم جاتے رہے وہ کارواں جاتا رہا

تیرے دم تک گوش بر آواز تھے اہل جہاں

تیرے اٹھ جانے سے لطف داستاں جاتا رہا

اے نظامیؔ ختم کر افسانۂ پر غم یہاں

پھٹ نہ جائے تیرے رونے پر زمین و آسماں

بلبل ہند حضرت شاہ مفتی محمد رجب علی صاحب علیہ الرحمہ

پیکر صدق وصفا مظہرِ اعلیٰ حضرت
منظرِ رشد وہدیٰ مظہرِ اعلیٰ حضرت

قدوۂ اہل ولا مظہرِ اعلیٰ حضرت
زبدۂ اہل تقی مظہرِ اعلیٰ حضرت

علم میں فضل میں حکمت میں بفضلِ باری
فائق دہر رہا مظہرِ اعلیٰ حضرت

وہ تصلب کا جبل ہی نہیں تھا اس سے اشد
پر تو شیر خدا مظہرِ اعلیٰ حضرت

نام سے جس کے لرزتے تھے سبھی اہلِ دغا
شیر تھا ایسا میرا مظہرِ اعلیٰ حضرت

راست بازی میں صداقت میں بحد مدحت
جو کہوں اس سے سوا مظہرِ اعلیٰ حضرت

میرا منہ کیا میں کہاں اور کہاں آپ کی ذات
کیا لکھوں گا میں ثنا مظہرِ اعلیٰ حضرت

آپ سورج ہے تو میں ذرۂ بے قدر مگر
حوصلہ ہے یہ میرا مظہرِ اعلیٰ حضرت

کچھ تو ارمان ثنا خوانی میں نکلیں دل کے
میں بھی ہوں در کا گدا مظہرِ اعلیٰ حضرت

یہ رجب کیا ہے حضور آپ کے فرمانے سے
بلبل باغِ رضا مظہرِ اعلیٰ حضرت

حضور سید نیاز احمد قادری علیہ الرحمہ

مفتی دین شریعت شیر حق حشمت علی
مقتدائے اہل سنت شیر حق حشمت علی

خارجیت رافضیت کی اڑائیں دھجیاں
جگمگادی حق کی طلعت شیر حق حشمت علی

کانگریس اور لیگ کے فتنوں سے تونے کی شہا
اہل سنت کی حفاظت شیر حق حشمت علی

بول بالا حق کا ہے باطل کا منھ کالا ہوا
یہ تیرے خامے کی قوت شیر حق حشمت علی

جناب بیکل اتساہی بلرامپوری

مظہرِ اعلیٰ حضرت کو نیند آگئی
شانِ صدر شریعت کو نیند آگئی

پھیکی پھیکی بہار چمن آج ہے
جیسے پھولوں کی نکہت کو نیند آگئی

چشم ہر برگ ہے ڈبڈبائی ہوئی
ہر کلی کی لطافت کو نیند آگئی

گردشِ وقت محشر کے آثار ہے
حق پرستوں کی حسرت کو نیند آگئی

وقت کو جس کی حاجت تھی ہر دور میں
اس ضروری ضرورت کو نیند آگئی

ناشر بزم آداب سید گیا
یعنی شانِ خطابت کو نیند آگئی

مفتی اعظم ہند کے لاڈلے

آج نوری فصاحت کو نیند آگئی

وہ جو ہم غافلوں کو جگاتا رہا

اس نقیبِ شریعت کو نیند آگئی

رہزنوں سے بچا کر میرا کارواں

رہبر دین وملت کو نیند آگئی

لغزشوں کو سنبھالے وہ اب کون ہے

ماحیٔ شرک وبدعت کو نیند آگئی

بزمِ اغیار میں جس سے حل چل مچی

اس صدائے حقیقت کو نیند آگئی

نگہ غیظ وغضب ان کی جب بھی اٹھی

سب خبیث وخباثت کو نیند آگئی

منہ پہ نجدی کے جس سے ہوائی اڑی
اس جلال فضیلت کو نیند آگئی

محفل فتح کی شمع مدھم پڑی
ضیغم عزم و نصرت کو نیند آگئی

فیض نے جس کے لاکھوں کو بخشا شرف
اس جمال شرافت کو نیند آگئی

جن کے انداز مومن کے من موہ لیں
ان ادا و نزاکت کو نیند آگئی

زلف صبر قناعت پریشاں ہوئی
رازدار قناعت کو نیند آگئی

تیری قسمت اجل تیری آغوش میں
قادری فیض و نسبت کو نیند آگئی

نشۂ زہر کام آخر کر ہی گیا
رند جام شہادت کو نیند آگئی

سال ہجری کے اسی کے آغاز میں
ایک شمع ہدایت کو نیند آگئی

کرتے کرتے ثنائے حبیبِ خدا
نبض دوراں کی حرکت کو نیند آگئی

جن کے تھے ان کی آغوش میں جا چھپے
ہائے چشم بصیرت کو نیند آگئی

سنّیوں مت یہ کہنا کہ اب وہ کہاں
یہ سمجھ لو کہ قسمت کو نیند آگئی

وہ نگاہِ عقیدت میں جاوید ہے
ہاں بظاہر حرارت کو نیند آگئی

اے ہواؤں دبے پاؤں چلتی رہو
میرے آقائے نعمت کو نیند آگئی

مت جگاؤں انہیں بے ادب مت بنو
شیر حق فخر سنت کو نیند آگئی

کون اب شاعر اہل سنت کہے
ہائے بیکل سی کی عزت کو نیند آگئی

مولانا عیاث الدین خلف الرشید مولانا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ

حامیٔ اسلام و سنت حضرت حشمت علی
ناصر ایمان و ملت حضرت حشمت علی

قاطع الحاد و بدعت حضرت حشمت علی
کاسر ہر شرک و ردت حضرت حشمت علی

تو رسول حق کا نائب مظہرِ احمد رضا
تُجھ پہ ہے ان کی عنایت حضرت حشمت علی

کانگریس اور لیگ کی تو نے اڑائیں دھجیاں
خوب کی اُن کی مرمت حضرت حشمت علی

پھر نہیں پاتے وہ یہ قدرت کی لکھیں ایک حرف
ایسی چھائی تیری ہیبت حضرت حشمت علی

جناب اجمل سلطان پوری

مناظر وہ لقب تھا جس کا شیرِ بیشۂ سنت
مناظر وہ جو تھا حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت

مناظر وہ کہ جس سے تھر تھراتی تھی وہابیت
مناظر وہ ہوئی جس کی ہمیشہ فتح و نصرت

مناظر وہ جو ہمت کا دھنی تھا مرد میداں تھا
وہ جس کا نام نامی حضرت حشمت علی خاں تھا

مجاہد وہ جہادوں میں گزاری زندگی جس نے
مجاہد وہ ہمیشہ مشرکوں سے جنگ کی جس نے

مجاہد وہ عدوئے دین سے کی دشمنی جس نے
مجاہد وہ ندائے یارسول اللہ دی جس نے

تو جتنے دیو تھے ایوانِ باطل میں لرز اٹھے
منافق جل اٹھے اور وسوسے دل میں لرز اٹھے

وہ غازی جو عدوئے حق کے حق میں تیغ برّاں تھا
وہ غازی جو نبی کے دشمنوں کا دشمن جاں تھا

وہ غازی جس کے چہرے سے جلال حق نمایاں تھا
وہ غازی جو خدا کے شیر کا شیر نیستاں تھا

مقرر وہ جو تھا تقریر میں گفتار کا غازی
وہ عالم جو عمل سے اپنے تھا کردار کا غازی

وہ جس کی کاوش تبلیغ نورانی منارا ہے
وہ جس کا نقطۂ فکر و عمل تابندہ تارا ہے

وہ جس کی شمع دانش جادۂ حق میں سہارا ہے
وہ جسکی حق شناسی کی حقیقت آشکارا ہے

وہ کہتے تھے نبی کے عشق میں مر مر کے جی لینگے
نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے تو پی لینگے

وہ سورج چھپ گیا موجود ہے اُسکی کرن اب بھی
معطر حشمتی پھولوں سے ہے باغ سنن اب بھی

ہے اُس سے مستفیض علم اہل علم و فن اب بھی
ہزاروں مشعلیں ہیں اُس کی زیب انجمن اب بھی

شہید ملت اسلامیہ کا غم ہے سینے میں
شہادت اُس کو راس آئی محرم کے مہینے میں

دعا اجمل کی ہو مقبول رحمت کی نظر کر دے
خدایا مرقدِ حشمت علی خاں نور سے بھر دے

جلیل حشمتی کانپوری

شیر رضا کی ذات نمایا ہے آج بھی
ان کے کرم کی شمع فروزاں ہے آج بھی

ان کے وصال پاک کو عرصہ گزر گیا
لیکن عطا کا مہر درخشاں ہے آج بھی

خونِ جگر سے سینچ گئے دین پاک کو
شاداب سنیت کا گلستاں ہے آج بھی

ایسی مچائی مسلک احمد رضا کی دھوم
دنیائے نجد اشک بداماں ہے آج بھی

مبہوت ہو کے رہ گئے سب زاغ دیوبند
شیر رضا کا مرغ غزل خواں ہے آج بھی

احمد رضا کے فیض سے شیر رضا کا علم
علمائے حق کی بزم کا عنواں ہے آج بھی

بزم مناظرہ میں دلائل کی ضرب سے
دنیائے ارتداد میں طوفاں ہے آج بھی

ہر اہل حق کے واسطے شیر رضا کا نام
وجہ سکون چشم و دل و جاں ہے آج بھی

اور دشمن نبی کے لیے اُن کا اسم پاک
تلوار و تیغ و خنجر براں ہے آج بھی

قائم ہیں وہ سوال جن کے جواب سے
دنیائے نجدیت تہی داماں ہے آج بھی

سب شرک کہنے والے جہنّم چلے گئے
میلاد مصطفٰی پہ چراغاں ہے آج بھی

ہیبت سے اُن کی عالم برزخ میں اے جلیلؔ
اشرف علی کی روح پریشاں ہے آج بھی

سید ضیاء الرحمن صاحب

شرق سے تا غرب ہے عظمت تیری حشمت علی
چار سو عالم میں ہے شہرت تیری حشمت علی

دشمنی رکھتے ہیں لا مذہب تو اسکا کیا گلہ
سنّیوں کے دل میں ہے عظمت تیری حشمت علی

اعلیٰ حضرت کا ہے مظہر تو خلیفہ لاکلام
فخر سے کرتے ہیں سب خدمت تیری حشمت علی

خدمتِ مرشد سے تجھکو واہ کیا رتبہ ملا
کرتے ہیں مخدوم بھی خدمت تیری حشمت علی

معرفت کے نور سے سینہ فروزاں ہو گیا
جس کو اک ساعت ملی صحبت تیری حشمت علی

شوکت وصولت کی دولت فضل ایزد سے ملی
نام ہے حشمت تیرا حشمت علی حشمت علی

کیا ضیاؔ ئے بے نوا اوصاف تیرے لکھ سکے
ہے زبان خلق پر مدحت تیری حشمت علی

جناب راز الہ بادی

ہم سنّیوں کے دل کا سہارا چلا گیا
احمد رضا کی آنکھ کا تارا چلا گیا

اُلجھا دیا تھا جنکو حریفان دہر نے
ان گیسوؤں کو جس نے سنورا چلا گیا

وہ جسکا شیر بیشۂ سنت خطاب تھا
جو عمر بھر کسی سے نہ ہارا چلا گیا

تفسیر آبدیدہ ہوئی فلسفہ اداس
تقریر کہتی ہے میرا پیارا چلا گیا

کہتے تھے رازؔ مولوی حشمت علی جسے
یعنی وہ چارہ ساز ہمارا چلا گی

مولانا فخر صاحب احمد آبادی

اف وہ درویش و فقیر و مولوی
اہل دل اہل نظر اہل طریق

دھوم تھی دنیا میں انکے واعظ کی
سہل کر دیتے تھے وہ باتیں دقیق

شاہراہِ مسلک اسلام میں
تھے وہ علمائے بریلی کے رفیق

مرد خوددار و غیور و خوش مزاج
صاحبِ لطف و کرم یکتا خلیق

زندگی بھر خدمتیں کی قوم کی
کم نظر آتے ہیں اب ایسے شفیق

تھے بہی خواہ بنی نوعِ بشر
مادر گیتی کے فرزند لئیق

فخر تھے دنیائے علم و فضل میں
مولوی حشمت علی بہر عمیق

سید ظفر احمد صاحب

قلب مومن کی ضیا مظہرِ اعلیٰ حضرت

دین و سنت کی جِلا مظہرِ اعلیٰ حضرت

جانِ و دل تُجھ پہ فدا مظہرِ اعلیٰ حضرت

عاشق دین خدا مظہرِ اعلیٰ حضرت

مضطرب دید کے ہیں قادری رضوی تیرے

جلوۂ زیبا دکھا مظہرِ اعلیٰ حضرت

گرگ ہے چاروں طرف بحرِ خدا اُن سے بچا

اپنے دامن میں چھپا مظہرِ اعلیٰ حضرت

زہر حلقوں میں اتارا ہے دکھا کر شربت

اپنی رحمت سے بچا مظہرِ اعلیٰ حضرت

تاب ہے کس میں جو سامنے تیرے آئے

پر تو شیر خدا مظہرِ اعلیٰ حضرت

مصطفیٰ پیارے کا پیارا ہے یہ شیر سنت
بزم رضوی کا شہا مظہرِ اعلیٰ حضرت

ڈگمگاتے ہیں قدم آج پریشانی سے
اپنے گرتوں کو بچا مظہرِ اعلیٰ حضرت

عبد ہے تو تو عبید رضوی کا رضوی
تُجھ کو داماں ملا مظہرِ اعلیٰ حضرت

اے ظفرؔ خوف نہیں دین کے غداروں سے
سر پہ ہیں غوث و رضا مظہرِ اعلیٰ حضرت

تنویر سامانی الہ آبادی

لالہ و گل تھے کبھی جو شادماں حشمت علی
آپ کے غم میں ہیں اب وہ نوحہ خواں حشمت علی

آپ تھے وہ محسن اعظم کہ جنکی یاد میں
تاقیامت روئیگی اردو زباں حشمت علی

آفتاب عقل و دانش ماہتاب علم و فن
رہبرِ ملت امیرِ کارواں حشمت علی

اب کہاں وہ فخر ملت آبروئے ایشیاء
اب کہاں وہ نازش ہندوستاں حشمت علی

باد صرصر نے اسے تنویرؔ گل کر ہی دیا
ملک میں تھا اک چراغ ضوفشاں حشمت علی

جناب حمید حافظی

عاشق ماہِ رسالت مولوی حشمت علی
پیشوائے اہل سنت مولوی حشمت علی

تم ہو شیر بیشۂ سنت یہ تشت از بام ہے
عشق سرور کی بدولت مولوی حشمت علی

تم مجاہد ہو رضا کی فوج کے جانباز ہو
تم ہو شیر دین وملت مولوی حشمت علی

تم شہیدِ عشق محبوب خدا ہو بالیقین
تم نے پائی ہے شہادت مولوی حشمت علی

خوب ہے تاریخ رحلت لکھ حمیدؔ حافظی
تم گئے ہو سوئے جنت مولوی حشمت علی

عاصم اشرفی بمبئی

قلب مومن کا سکوں دل کی ضیاء جاتا رہا
اہل حق، حق گو ہمارا رہنما جاتا رہا

دم بخود ہیں علم کے جوہری اپنی جگہ
بحرِ سنیت کا در بے بہا جاتا رہا

قصر باطل برق حق سے جس نے ڈھائے عمر بھر
وہ غلام حضرت احمد رضا جاتا رہا

بیوفا کی بیوفائی پر جو تھا شعلہ فگن
ہاں وہ حق گو حق پرست حق آشنا جاتا رہا

عمر بھر ڈھونڈیں گی نظریں انکو عاصمؔ اشرفی
سنّیوں کا شیر وہ مرد خدا جاتا رہا

جناب مرتضی صاحب رضوی

طالب مصطفٰی و خدا پر سلام
نائب شاہ ہر دو سرا پر سلام

دلبرِ خاص غوث الوری پر سلام
مظہرِ شاہ احمد رضا پر سلام

نام جسکا مبارک ہے حشمت علی
اہل سنت کے اُس پیشوا پر سلام

واعظ بے بہا شاہ صدق و صفا
رہبر راہ اہل وفا پر سلام

قلب مومن میں ہے جسکی اُلفت بسی
بھیج رضوی تو اس دلرُبا پر سلام

شان مظہر اعلی حضرت

بزبان شہزادۂ اعلی حضرت، تاجدار اہلسنت، غوث زماں، مفتئ اعظم جہاں سیدنا العلام الشاہ محمد مصطفی رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ۔

"وہ بیشۂ سنت کے شیر ہیں، میدان حق گوئی کے مرد دلیر ہیں انہوں نے درحقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا۔ بمبئ جیسے شہر میں وہابیت کے پنجے نہ جمنے دیئے............میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ سوڈیڑھ سو مولوی بھی باہم مل کر وہ کام نہیں کرسکے جو اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے فضل و کرم سے اکیلے مولانا حشمت علی خاں صاحب نے کردیا"

مدیر : عبید حشمت علی

تزئین کار : محمد سہیل رضا حشمتی